فہرست مضامین

پانچویں فصل

چھٹی فصل

تیسرا باب

امیر المومنین سیّدنا عُثمان ابنِ عفّان رضی اللہ عنہ، کے بارہ فصلوں پر مشتمل مناقب

پہلی فصل
آپ کا نسب

آپ کے آباء و اجداد کا ذکر اثباتِ عشرہ کے بیان میں پہلے ہو چکا ہے اور آپ کو اُمیہ بن عبد شمس سے اِنتساب کی وجہ سے اُموی کہا جاتا ہے۔

آپ کا شجرہ نسب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نسبِ مبارک کے ساتھ حضرت عبدِ مناف رضی اللہ عنہ، میں اِکٹھا ہو جاتا ہے اور آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد ''خلفاء اربعہ'' میں سب سے زیادہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہیں۔ آپ کی والدہ نے اِسلام قبول کیا تھا اُن کا نام اروىٰ بنتِ کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف ہے ابو بکر بن مخلد رضی اللہ عنہ نے اُن سے احاد میں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مثانی میں روایت کی۔

جناب اروىٰ کی والدہ بیضاء اُم حکیم بنتِ عبد المُطّلب ہیں اُمِ حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھُوپھی اور حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی بہن ہیں۔

دُوسری فصل

نام اور کُنیّت

آپ کا نام جاہلیت اور اسلام میں ہمیشہ عُثمان ہی رہا۔

آپ کی دو مشہور کُنیّتیں ابُوعبداللہ اور ابوعمرُو ہیں اور زیادہ مشہور ابوعمرو ہے۔

بعض نے کہا اُن کے لئے حضرت رقّیہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ کو جنم دیا تو اُنہوں نے ابوعبداللہ کُنیت رکھی پھر یہ بچّہ فوت ہو گیا۔

عمرو کی ولادت ہوئی، حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کُنیّت عمرو رکھ لی مگر یہ بچّہ بھی فوت ہو گیا۔

بعض نے کہا حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کُنیّت ابا لیلیٰ ہے اور آپ کو ''ذُوالنُّورَین'' کہتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ اُن سے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اُنہیں فرشتوں میں ''ذُوالنُّورین'' کہہ کر پُکارا جاتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے لئے جنّت میں گھر کی ضمانت دی ہے اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

مہلب بن ابی صرفہ سے روایت ہے، اُنہیں کہا گیا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذُوالنُّورین کیوں کہتے ہیں۔

اُنہوں نے کہا! اس لئے کہ اُن کے علاوہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے کسی کے ساتھ دو بیٹیوں کا نکاح نہیں کیا۔

اِمام ابو حسنین قزوینی حاکمی نے ذُوالنُّورین نام میں تین اقوال بیان کیئے ہیں۔

ایک تو یہی کہ آپ کی زوجیت میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی دو بیٹیاں آئیں۔

دُوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وِتر میں قُرآن مجید ختم فرماتے تھے تو ایک نُور قرآن اور دوسرا نُور قیام اللّیل ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی سخاوتیں ہیں، ایک اسلام لانے سے قبل اور دُوسری اسلام لانے کے بعد۔

حافظ ابو بکر محمد بن عمر بن نجار نے وکیع بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذُوالنُّورین اِس لئے کہتے ہیں کہ اُن کی دو کنیّتیں تھیں ایک اَبا عمرو اور دُوسری ابا عبداللہ۔

بعض عُلماء نے کہا ہے کہ جب آپ جنّت میں تشریف لے جائیں گے تو آپ کے لئے دو آرائشیں ہوں گی، اس لئے آپ کو ذُوالنُّورین کہتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کا تسمیہ ذوالنُّورین پانچ اقوال پر حاصل ہے۔

تیسری فصل

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا حُلیہ

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قد نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔ آپ کا چہرہ حسین بشرہ باریک اور رُخسار بڑے بڑے تھے۔

بغوی نے کہا! آپ کی ناک خوبصورت اور ستواں تھی، آپ کا چہرہ رقیق اور داڑھی مبارک بھاری اور لمبی تھی۔ آپ کا رنگ گندم گوں اور بال زیادہ تھے جو کہ کانوں کے نیچے تک پہنچ جاتے تھے، آپ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کے دشمن آپ کو نعثل کہا کرتے اور آپ کی پیشانی پر بال نہ تھے اور ڈاڑھی کا رنگ زرد تھا اور کندھوں کے درمیان زیادہ فاصلہ تھا۔

عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہا کہ میں نے زوراء کے درمیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خچر مبارک پر دیکھا آپ کی داڑھی زرد تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور بعض نے کہا آپ سیاہ خضاب لگاتے تھے اور بعض نے کہا آپ ہرگز خضاب نہ لگاتے تھے بلکہ آپ کی داڑھی مبارک سفید تھی آپ نے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا ہوا تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دانتوں میں سونے کی کیل تھی، آپ قریش کے مُحبّ تھے اور اس لئے لوگ کہتے۔

احبك الرحمن حب قريش عثمان

نعثل لمبی داڑھی والے کو کہتے ہیں۔

یہ تمام بیان ابن قتیبہ ابو عمر اور صاحبِ صفوۃ کا ہے اور خنجری نے بیان کیا ہے کہ لوگ آپ کو نرم طبع اور رحمدل کہا کرتے تھے۔

حسن سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُلیہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو کہا۔

آپ کے سر کے بال کانوں کے نِصف تک تھے اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی اور روایت ہے کہ آپ بہت خُوبصورت تھے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُجھے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس برتن میں گوشت دے کر بھیجا جب مَیں اُن کے ہاں گیا تو وہ حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تشریف فرما تھے میں نے دونوں سے زیادہ اچھّا جوڑا نہیں دیکھا۔ چُنانچہ ایک مرتبہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھتا پھر جب مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا! کیا تم اُن دونوں کے پاس گئے تھے؟

میں نے عرض کی! جی ہاں

آپ نے فرمایا! کیا تُو نے اِن سے اچھّا جوڑا دیکھا؟

میں نے کہا! نہیں۔

اور میں ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھتا تھا اور ایک مرتبہ حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھتا تھا، دونوں بہت اچھّے ہیں۔

اس روایت کو بغوی نے مُعجم میں اور حافظ دمشقی نے نقل کیا ہے۔

چوتھی فصل

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اِسلام

عمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام کے بارے میں خُود ہی بتایا کہ میں عورتوں پر فریفتہ ہونے والا شخص تھا ایک رات میں گروہِ قریش کے ساتھ کعبہ شریف کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے مُجھ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رقیّہ کا نکاح عُتبہ بن اَبی لہب سے کرنا چاہتے ہیں اور رقیّہ بہت خُوبصورت ہیں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ سُن کر میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ کیوں نہ مَیں اس سلسلہ میں سبقت کروں پھر میں وہاں نہیں ٹھہرا اور اپنے گھر کی طرف آیا اور پھر اپنی خالہ سعدی بنت کریز کے ہاں گیا اور وہ اپنے قبیلے کی کاہنہ تھی۔ اُس نے مجھے دیکھتے ہی کہا!

البشر و حییت ثلا ثا تتری اقاك خیر و قیت شرا

انکحت واللہ حسا نا زھرا و انت بکر و لقیت بکرا وا

فیتھا بنت عظیم قدرا بنت امر ءی قدر شاد ذکرا

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا تعجّب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: مَیں اس بات سے مُتعجّب ہوا اور مَیں نے کہا خالہ جان! آپ کیا کہتی ہیں؟

اُس نے کہا! عُثمان! تیرے لئے خُوبصورتی اور تیرے لئے لسان ہے۔

یہ نبی ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی بُرہان دے کر بھیجا ہے تو بُتوں کو چھوڑ

دے اوران کی اِتبّاع اور پیروی کر۔

میں نے کہا! خالہ جان! آپ جن چیزوں کا ذکر کر رہی ہیں اُن کا ذکر ہمارے علاقے میں نہیں ہوتا آپ مجھے وضاحت سے بتائیں۔

اُس نے کہا! محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے رسول بن کر تشریف لائے ہیں اور اُن پر اللہ تعالیٰ جو نازل فرماتا ہے اس کی طرف لوگوں کو بُلاتے ہیں۔

پھر اُس نے کہا اُن کی مِصباح مصباح اور اُن کا دین فلاح ہے اُن کا اُمر نجاح اور اُن کا زمانہ نطاح اُس کے قریب بتاح ہے اگر زباح واقع ہو جائے تو صَباح نفع نہیں دیتی اور صفاح سلامتی اور ریاح مُہلت ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں واپس آ گیا اور یہ کلام میرے دل میں بس گیا پھر میں نے اس اَمر پر غور وفکر کرنا شروع کر دیا چونکہ میرا اُٹھنا بیٹھنا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا چنانچہ مَیں اُن کے ہاں گیا تو وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے مَیں اُن کے پاس بیٹھ گیا تو اُنہوں نے مجھے مُتفکّر دیکھ کر پُوچھا عُثمان کیا بات ہے؟

میں نے جو کچھ اپنی خالہ سے سُنا تھا اُن کے گوش گزار کر دیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! عُثمان تُو دُور اندیش اور سمجھدار آدمی ہے تُجھ پر باطل سے حق کیوں چُھپا ہوا ہے یہ بُت جن کی پُوجا ہماری قَوم کرتی ہے کیا یہ پتّھر اندھے اور بہرے نہیں۔

میں نے کہا! ہاں! خُدا کی قسم یہ ایسے ہی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عُثمان! تیری خالہ نے یقیناً سچ کہا ہے اللہ کے یہ رسول حضرت مُحمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے کیا تیرا یہ حق نہیں کہ تو اُن کی بات سنے۔

میں نے کہا کیوں نہیں! میں اُن کی بات ضُرور سُنوں گا پھر خُدا کی قسم مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تیزی سے گذرتے دیکھا آپ کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب تھے اور اُنہوں نے کپڑا اُٹھا رکھا تھا جب مَیں نے اُن کی طرف دیکھا تو آپ نے آگے بڑھ کر کہا۔

اَے عُثمان! اللہ تعالیٰ تمُھیں جنّت کی طرف بُلاتا ہے میں تیری طرف اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خُدا کی قسم! جب میں نے آپ کا ارشاد سُنا تو بِلا تاخیر اُسی وقت مُسلمان ہو کر کہا۔

اشھد ان الا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریك لہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ

پھر جلد ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی جناب رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری شادی ہوگئی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کے بارے میں اُن کی خالہ سعدی بنتِ کریز کہتی ہیں۔

ھدی اللہ عثما نا بقولی الی الھدی

و ارشد و الہ یھدی الحق

فتا بع با لرا ی السدید ا محمدا

وکان برای یصد عن الصدق

وانکحہ المبعوث بالحق بنتہ

فکان کبدر مازج الشمس فی الافق

فدی لك یا ابن الھا شمیین محجتی

و انت امین اللہ ارسلت للحق

پھر اگلے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، عُثمان بن مظعون ، ابی عبیدہ بن جراح ، عبدالرحمٰن بن عوف ، اَبی سلمہ بن ابی اَسد اور ارقم بن ابی ارقم کو لے کر حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان لوگوں نے اِسلام قبول کرلیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اڑتیس اشخاص جمع تھے۔ اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی اور اُن سے آپ کے فضائل میں ایک گروہ نے نقل کیا۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن آمنہ بنتِ عفّان نے اسلام قبول کیا اور آپ کے ماموں ولید، خالد اور عمارہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔

نیز اُمِ کلثوم بنو عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن اُمیّہ ان سب کی والدہ جناب عروہ ہیں جن کا ذکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسب کی فصل میں پہلے بیان ہوا ہے اور دار قطنی نے کتاب الاخوۃ میں اس کا ذکر کیا اور بیان کیا کہ اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلی مہاجر خواتین میں سے ہیں۔

کہتے ہیں یہ پہلی قرشیہ خاتُون ہیں جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کی ان کا نکاح زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا پھر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پھر زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی شادی ہوئی۔

پانچویں فصل

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی ہجرت

ابو عمر نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت رقیّہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ پھر اُن کی پیروی کرتے ہوئے تمام مہاجرین حبشہ کی طرف چلے گئے۔ بعد ازاں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبشہ کی طرف پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی بھی تشریف لے گئی تھیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس دونوں کی خبر آئی۔ چُنانچہ قریش کی ایک خاتون حبشہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اُس سے اُن دونوں کے بارے میں پوچھا گیا اُس نے کہا! میں نے اُنہیں دیکھا ہے۔

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کس کس حال میں دیکھا؟

اُس نے کہا وہ گدھے پر سوار تھیں اور آگے آگے جا رہی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ اُن دونوں کے ساتھ ہے اور عُثمان حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ عزّ وجلّ کی طرف پہلے مہاجر ہیں یہ روایت خیثمہ بن سلیمان نے فضائلِ عثمان میں اور ملاّ نے اپنی سیرت میں بیان کی ہے۔

حبشہ سے واپسی

ظاہر ہے کہ حبشہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ کو ہجرت سے پہلے ہے یا بعد، اگر بعد ہے تو واقعہ بدر سے پہلے ہے۔

کیونکہ آپ واقعۂ بدر کے دن مدینہ منورہ میں اس لئے پیچھے رہ گئے تھے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا اور یہ ذکر اُن کے خصائص میں آئے گا، اور واقعہ بدر ہجرت سے ایک سال آٹھ ماہ بعد سترہ رمضان کو پیش آیا جب کہ ان دنوں بہت سے مہاجرین آچکے تھے۔

تاہم حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، اور آپ کے ساتھی فتح خیبر کے زمانہ میں آئے اور خیبر کے مالِ غنیمت سے اُن کا حصہ نکالا گیا اور رسوائے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے کشتی کے ساتھیوں کے فتح خیبر کے دن کسی غیر موجودہ شخص کا حصہ نہیں نکالا گیا فتح خیبر کے وقت ہجرت کو چھ سال تین ماہ دس روز ہو چکے تھے۔

چھٹی فصل

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خصوصیّت

آپ کی یہ خصوصیت پہلے بیان ہو چکی ہے آپ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے پہلے شخص ہیں۔ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عظیم شرف اور اعلیٰ منقبت یہ ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں اُن کی زوجیّت میں تھیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی۔

ازواج کریمتی عثمان بن عفان

یعنی میں عُثمان سے دو بیٹیوں کی شادی کروں۔

اس روایت کی تخریج طبرانی نے کی۔

خثیمہ بن سلیمان نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کریمتی کے بارے میں فرمایا! یہ سیّدہ اُمِ کلثوم اور سیّدہ رقیّہ سلام اللہ علیہما ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا!

ازواج عثمان کریمتی کن لما لا ترجوا رحی منک لما ترجوا۔

اس لئے کہ آپ سے اُمید رکھنے والا نا اُمید نہ ہو اور حضرت مُوسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر آگ لینے کے لئے گئے اور نبوّت لے کر واپس آئے اس روایت کی تخریج حافظ ابو حسین بن نعیم بصری نے کی۔

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مُلاقات کی اور فرمایا اَے عُثمان! یہ جبریل مجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں رقیّہ کی طرح اُمِ کُلثوم کو بھی تمہاری زوجیّت میں دے دُوں اور اس کا بھی اتنا ہی مہر ہو۔

اس روایت کی تخریج ابنِ ماجہ قزوینی، حافظ ابو بکر اسماعیلی، ابُو سعید نقاش، ابوالحسن خلعی ابوالقاسم دمشقی اور امام ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، ہی سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی جناب رقیّہ یعنی میری بیوی فوت ہو گئیں تو میں بہت زیادہ رویا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا! تُو کیوں روتا ہے؟

میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اس لئے روتا ہوں کہ آپ کے ساتھ میرا رشتہ دامادی کٹ گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبریل کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مُجھے حکم دے رہے ہیں کہ رقیّہ کی بہن کو تیری زوجیت میں دے دُوں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے بھی انہیں معنوں کی روایت آئی ہے اور اس میں یہ زیادہ ہے اُس ذات کی قسم! اگر میری سَو بیٹیاں ہوتیں اور ایک کے بعد دُوسری فوت ہوتی تو میں تیرے ساتھ ایک کے بعد دُوسری شادی کرتا، یہاں تک کہ سَو میں سے کوئی باقی نہ رہتی۔

پھر فرمایا! جبریل مُجھے بتا رہے ہیں کہ اللہ عزّ وجل نے مجھے حکم دیا ہے کہ مَیں رقیّہ کی

بہن کو تیری زوجیت میں دے دوں اور اس کا مہر بھی رقیہ جیسا ہو۔

اُس روایت کی تخریج فضائلی نے کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں عُثمانؓ کے ساتھ دوسری کی شادی کرتا یہاں تک کہ کوئی باقی نہ رہتی اس روایت کی تخریج ابُوحفصہ، عُمر بن شاہین اور ابن سمان نے کی۔

اس حدیث اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلے بیان ہونے والی حدیث کے درمیان کچھ تضاد نہیں بلکہ اسے آپؐ کے ارشاد مکرّر پر محمول کیا جائے گا۔

اسماعیل بن علیہ سے روایت ہے کہا! میں یُونس بن جناب کے پاس آیا تا کہ اُس سے کچھ سُنوں تو اُس نے کہا! تو کہاں کا رہنے والا ہے؟

میں نے کہا! اہلِ بصرہ سے ہوں۔

اُس نے کہا! اہلِ مدینہ سے حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبّت کرنے والے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بیٹیوں کو قتل کر دیا۔

اُس نے کہا! اگر ایک کو قتل کیا ہوتا تو دُوسری اس کے نکاح میں ہرگز نہ دی جاتی۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی حُضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیساتھ مشابہتِ خُلق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ رقیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کے ہاتھوں میں کنگھی تھی آپ نے فرمایا کہ ابھی ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس تشریف لے گئے ہیں میں آپ کے سرِ اقدس میں کنگھی کر رہی تھی تو آپ نے مجھے فرمایا کہ تُو نے ابا عبداللہ یعنی عُثمان کو کیسا پایا؟

مَیں نے کہا! وہ بہتر شخص ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ وہ اکرام والا ہے کیونکہ میرے صحابہ میں سے خلق میں وہ مُجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے اس روایت کی تخریج دولابی اور بغوی نے کی اور خثیمہ بن سلیمان نے اُس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا۔

انہ اشبہ اصحابی خلقا

اور ملاء نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، سے زیادہ الفاظ کے ساتھ روایت بیان کی کہ

عثمان بن عفان خلق و دینا و سمتا

سب لوگوں سے زیادہ میرے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور وہ دونوروں والا ہے اور میری دو بیٹیاں اُس کی زَوجیتّ میں ہیں اور وہ میرے ساتھ اِن دو اُنگلیوں کی طرح ہوگا پھر آپ نے اپنی وسطی اُنگلی اور اُنگشتِ شہادت کو حرکت دے کر ارشاد فرمایا۔

خصوصیّتِ عثمان کثرتِ حیاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اصدق اُمتی احیا عثمان۔

یہ روایت مصابیح الحسان میں نقل ہوئی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عثمان میری اُمّت میں زیادہ حیاء اور زیادہ اِکرام والا ہے، اِس کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔''

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب

کہ میں آپ کے ساتھ ہی ایک چادر میں بیٹھی ہُوئی تھی تو آپ نے اُن کو اجازت دے دی، پھر آپ نے اُن کی ضرورت پُوری کر دی اور آپ چادر میں میرے ساتھ اِسی حال تشریف فرما رہے، پھر آپ سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِجازت طلب کی تو آپ نے اُنہیں اِجازت دے دی اور اُن کی ضُرورت پُوری فرمادی۔''

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے کپڑوں کو سنوارا اور بیٹھ گئے اور اُن کی ضرورت پُوری کر دی تو وہ چلے گئے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا یارسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے اِجازت مانگی تو آپ نے اُن کی ضرورت پوری فرمادی اور آپ اپنے حال پر ہی آرام فرماتے رہے، پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت مانگی تو آپ نے اُن کی ضرورت بھی پُوری کر دی اور آپ اپنے حال پر ہی آرام فرماتے رہے، پھر جب حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے اِجازت طلب کی تو آپ نے اپنے کپڑوں کو درست فرمالیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اَے عائشہ عُثمان حیاءدار شخص ہے اگر اُسے اسی حال میں اِجازت دے دیتا تو ڈر تھا کہ اُس کی ضُرورت پُوری نہ ہوتی، یعنی وہ بغیر بات کئے واپس چلا جاتا۔''

اِس روایت کی تخریج حاکم اور ابوحاتم نے کی اور مُسلم نے اس کی تخریج ان الفاظ میں کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے حاضری کی اجازت مانگی اور آپ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور عائشہ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی تو اُنہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔

پھر ایک اور حدیث بیان کی اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بیان کیا تو آپ بیٹھ گئے اور کہا اَے عائشہ! میں تیرے ساتھ تیری چادر میں تھا اور کہا کہ نہ عُثمان کی ضرورت مجھ پر پہنچ پاتی اور نہ وہ پوری ہوتی۔''

اور دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں بلکہ دُوسری حدیث کو اِس پر محمول کرنا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام نے اُس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر اوڑھی ہُوئی تھی اور وہ اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھیں اور آپ فرمانا اجمعی ؟ عليك ثيابك'' اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ جب آپ ایک کپڑے میں اکٹھے تھے اور چادر سے نکلنا ان کا یہ عمل حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فعل کی طرح ہے۔

اور حضرت حَسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے حیاء کی شدّت کا ذکر کرتے ہُوئے کہا کہ اگر وہ گھر کے اندر ہوتے اور دروازہ بند ہوتا تو تب بھی وہ کپڑے اُتار کر غسل نہیں کرتے تھے، تاکہ پانی میں اُن کی پُشت نظر نہ آئے۔

اِس بات کی تخریج احمد اور صاحبِ صفوت نے کی۔''

حضرت عُثمان سے فرشتوں کا حَیاء کرنا (اِختصاص)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے بیت الشرف میں لیٹے ہوئے تھے اور آپ کی رَان مُبارک یا پنڈلی مُبارک کُھلی ہوئی تھی، اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی تو آپ نے اُنہیں اِجازت دے دی اور آپ اُسی حال میں لیٹے رہے اور اُن سے بات چیت کی۔''

پھر حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے آپ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اُنہیں بھی اندر بُلا لیا اور اُن کے ساتھ اُسی حال میں لیٹے لیٹے گفتگو فرمائی، پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ کپڑے کو دُرست کر کے بیٹھ گئے،

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو آپ نے اُن سے باتیں کیں۔

پھر جب وہ چلے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو آپ نے نہ اُن کی پرواہ کی اور نہ خِفّت محسوس کی اور

اپنے حال میں تشریف فرما رہے۔

پھر عمر (رضی اللہ عنہ) آئے تو تب بھی آپ ویسے ہی لیٹے رہے۔

پھر عُثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے تو آپ اپنے کپڑوں کو سنوار کر بیٹھ گئے۔

الا استحی من رجل تستحی منه الملائکة

یعنی ”کیا میں اُس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔“

اِس روایت کی تخریج احمد، مُسلم اور حاتم نے کی جب کہ مُسلم کے نزدیک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ ہیں:

اجمعی علیك ثیابك

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بیان دُوسری روایت

(۲) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میرے پاس تشریف لائے اور آپ کی رانوں کے درمیان سے کپڑا ہٹ گیا، اسی اثناء میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِجازت طلب کی تو آپ نے اُنہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور اُسی حال میں تشریف فرما رہے،

بعد ازاں حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اُنہیں بھی اجازت عطا فرما دی اور آپ اُسی حال میں تشریف فرما رہے۔

پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی تو آپ نے پہلے اپنے کپڑے کو سنوارا اور پھر اُنہیں اندر آنے کی اجازت دی، یہ لوگ کچھ دیر آپ سے گفتگو کرنے کے بعد چلے گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ! ابو بکر، عمر، علی اور دیگر صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ جس حال میں تشریف فرما تھے اُسی حال میں رہے مگر جب حضرت عثمان آئے تو آپ نے چادر کو درست فرما لیا،

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

الا استحی ممن تستحی منه الملائکة ؟

کیا میں اُس سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے کی اور رزین نے مختصر روایت بیان کی۔"

بُخاری نے کہا کہ محمد نے کہا میں نہیں کہتا کہ یہ واقعہ ایک ہی دن میں رُونما ہوا۔"

خُدا کا عُثمان کو خلعت پہنانا

حضرت نُعمان بن بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا !

یا عثمان ! ان اللہ لعله یقصمك قمیصا ، فان ارادوك علی خلعه فلا تخلعه ثلاثا۔

یعنی اے عُثمان ! شاید تجھے اللہ تعالیٰ قمیص پہنائے تو اگر لوگ اُسے اُتارنا چاہیں تو مت اُتارنا۔

یہ بات آپ نے تین چار مرتبہ ارشاد فرمائی۔ نُعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سُن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کی اَے اُم المومنین ! آپ نے اس حدیث کو بیان کیوں نہ کیا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! بیٹا مُجھے یہ حدیث ایسے بھول گئی تھی گویا کہ میں نے اُسے کبھی سُنا ہی نہ ہو۔

اِس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی، ترمذی نے اُسے نقل کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو یا تین مرتبہ فرمایا!

یا عثمان ! ان اللہ یقمصك قمیصاً فان ارادك المنافقون علی خلعه فلا تخلعه ولا کرامة لهم یقولها مرتین اوثلاثا۔

یعنی اَے عثمان اللہ تعالیٰ تجھے قمیص پہنائے گا اگر مُنافقین اُسے اُتارنے کا ارادہ کریں تو مُت اُتارنا اور منافقوں کے لئے بزرگی نہیں۔"

قمیص سے مُراد خلعتِ خلافت ہے

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغام بھیج کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلوایا، جب وہ آ گئے تو آپ نے اُن سے باتیں کیں اور آخری بات کرتے ہوئے اُن کے کندھے پر تھپکی دے کر فرمایا !

یا عثمان ! ان اللہ عسی ان یلبسک قمیصا فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ حتی تلقانی۔

یعنی اَے عثمان ! شاید اللہ تعالیٰ تمہیں قمیص پہنائے تو اگر مُنافقین تجھ سے وہ قمیص اُتارنا چاہیں تو نہ اُتارنا یہاں تک کہ مُجھ سے مُلاقات کرو۔

آپ نے یہ جُملہ دو یا تین مرتبہ فرمایا۔"

دونوں روایتوں کی تخریج احمد نے کی۔

ایک روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا!

یا عثمان ان ولاک اللہ تعالیٰ ھذا الامر یوما فارادک المنافقون علی ان تقلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ،

یعنی اَے عُثمان! اگر تجھے اللہ تعالیٰ کسی روز اَمرِ حکومت کا والی بنائے تو مُنافقین تیری اِس قمیص کو اُتارنا چاہیں تو اُس قمیص کو مت اُتارنا جو تُجھے اللہ تعالیٰ پہنائے گا۔

یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی۔"

حضرت نُعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نے اُمّ المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔"

حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یا عثمان ! ان کساك الله قمیصا وارادوك علی خلعه فلا تخلعه

یعنی اے عثمان اگر اللہ تعالیٰ تجھے قم [illegible] ئے اور لوگ اُسے اُتارنا چاہیں تو نہ اُتارنا۔

اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری [illegible]ان ہے اگر اُس خَلعت کو پہنے گا جنّت کو اُس وقت دیکھے گا جب اونٹ سوئی کے ناکے (یعنی سُوراخ) میں سما جائے۔"

اِس روایت کی تخریج صوفی نے یحییٰ بن معین کی حدیث سے کی۔

حضرت عُثمان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یاد فرمانا

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز میں اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں تو آپ نے فرمایا!

اگر ہمارے پاس کوئی مَرد ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے۔

میں نے عرض کی! آپ ابوبکر کو بُلوا کر باتیں کر لیں، آپ یہ سُن کر خاموش رہے تو میں نے عرض کی:

پھر عُثمان آئے تو آپ نے اُن کے چہرے کا بوسہ لیا۔"

یادِ عثمان دُوسری روایت

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم نے اپنے مرض کے دوران فرمایا! میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرا کوئی صحابی ہو۔

میں نے عرض کی! یارسول اللہ کیا میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلالوں؟

آپ یہ سُن کر خاموش رہے تو میں نے کہا! حضرت علی کو بلالیں؟

آپ پھر بھی خاموش رہے تو ہم نے کہا! عُثمان کو بلالیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں!

پھر ہم نے عُثمان کی طرف پیغام بھیج دیا۔

یہ دونوں روایتیں ترمذی نے نقل کیں اور کہا غریب ہیں اور ابُوحاتم کی روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی کہ آپ نے فرمایا اَے عائشہ! اگر ہمارے پاس کوئی ہوتا تو ہم اُس سے باتیں کرتے۔

مَیں نے کہا! کیا حضرت عُمر کو بُلالیں؟

آپ یہ سُن کر خاموش رہے۔

پھر جب حضرت عُثمان نے آکر اِجازت طلب کی تو آپ نے اُنہیں بُلا کر اُن کے ساتھ طویل سرگوشی فرمائی۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ہمارے بھائی کو بُلائیں

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہمارے بھائی کو بُلائیں۔

ہم نے کہا! ابوبکر کو بُلادیں؟

آپ نے فرمایا! ہمارے بھائی کو بُلادیں۔

ہم نے کہا! عُمر کو بُلائیں۔

آپ نے فرمایا! ہمارے بھائی کو بُلائیں۔

ہم نے کہا! عُثمان کو بُلائیں۔

آپ نے فرمایا! ہاں!

اس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی ''سیرت'' میں کی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ سے راز کی باتیں

ابی عبد اللہ جبیری سے روایت ہے کہا کہ مَیں حضرت عَائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس حضرت حفصہ بنتِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا! تجُھے اللہ کی قسم ہے اگر جُھوٹ کی تصدیق یا سچ کی تکذیب کرے تُم جانتی ہو کہ مَیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اور آپ پر استغراق طاری تھا تو مَیں نے تُمھیں کیا کہا تھا، میں نے کہا تم آپ کا قبض ہونا جانتی ہو؟

تُم نے کہا! مَیں نہیں جانتی۔

پھر آپ کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا اُس کے لئے دَروازہ کھول دو۔

میں نے کہا! دروازے پر یا تُمھارا باپ ہوگا یا میرا۔

تُم نے کہا! میں نہیں جانتی۔

پھر جب ہم نے دروازہ کھولا تو دروازے پر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ نے اُنہیں دیکھ کر اپنے قریب بُلا لیا اور اُن پر جُھکتے ہوئے کوئی بات اِرشاد فرمائی جسے نہ تم جانتی ہو اور نہ میں کہ وہ کیا تھی۔

پھر آپ نے حضرت عثمان کو فرمایا جو کچھ ہم نے کہا ہے وہ تُم نے سمجھ لیا؟

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں!

آپ نے فرمایا! میرے قریب ہو جاؤ پھر آپ نے اُن پر جُھکتے ہوئے دُوسری مرتبہ پہلے کی طرح کوئی بات کی جسے مَیں نہیں جانتی کہ وہ کیا بات تھی۔

پھر آپ نے سر مبارک اُٹھا کر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! جو مَیں نے تُمہیں کہا ہے تم نے سمجھ لیا؟

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں!

پھر آپ نے اُنہیں فرمایا! میرے قریب آ جاؤ جب وہ قریب ہوئے تو آپ نے اُن پر بہت زیادہ جھکتے ہوئے کچھ ارشاد فرمایا اور پھر سر مبارک اُٹھا کر فرمایا جو بات میں نے تم سے کی ہے کیا تم نے وہ سمجھ لی ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ہاں! مَیں نے کانوں سے سُنا اور دل سے قبول کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بات ختم کی تو حضرت حَفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا ہاں یہ درست ہے۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا حضُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے کسی صحابی کو بُلاؤ۔

میں نے کہا! ابو بکر بلاؤں؟

آپ نے فرمایا! نہیں!

میں نے کہا! آپ کے چچازاد یعنی علی کو بُلاؤں۔

آپ نے فرمایا! نہیں۔

میں نے کہا! عُثمان کو بلاؤں۔

آپ نے فرمایا! ہاں

پھر عُثمان آئے تو آپ نے اُنہیں فرمایا ٹھہر جاؤ! عُثمان کا رنگ فق ہو گیا اور وہ آپ کے بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔

پھر جب عُثمان کے گھر کا گھیراؤ کیا گیا تو میں اُس میں موجود تھی میں نے اُن سے کہا امیر المومنین کیا آپ لڑائی کریں گے؟

اُنہوں نے کہا! نہیں یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو مجُھ پر عہد ہے میں اَپنے نفس میں اُن پر صابر ہوں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

عُثمان نے صبر کیساتھ وعدہ پُورا کیا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی روایت میں ہے کہ میں نے پیغام بھیج کر عُثمان کو بلوایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے گفتگو فرمائی تو اُن کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

قیس نے کہا کہ مجُھ سے ابو سہلہ نے حدیث بیان کی کہ جس روز عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا گھیراؤ ہوا، اُس دن اُنہوں نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجُھ سے وعدہ لیا اور میں اُس پر صابر ہوں۔

قیس نے کہا! اُس روز ہم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صبر کا مشاہدہ کیا۔

یہ دونوں روایتیں ترمذی اور ابو حاتم نے بیان کیں اور یہ قیس، قیس بن ابی مازم ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نذرِ عباس

حضرت عبد الرحمٰن بن جناب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ میری موجودگی میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جیشِ عُسرت پر ترغیب دلائی تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی میں سو اونٹ مع پالان وغیرہ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہُوں پھر آپ نے دوبارہ اسی لشکر پر خروج کی ترغیب دلائی تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلِک وسلم مَیں مزید سو اونٹ مع پالان وغیرہ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

آپ نے پھر لوگوں کو جیشِ عسرت پر خرچ کے لئے برانگیختہ فرمایا تو پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَیں مزید سو اُونٹ پیش کرتا ہوں یعنی کُل تین سو اونٹ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں۔

عثمان کا یہی عمل کافی ہے

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر سے اُتر آئے اور فرمایا!

مِا علی عثمان ما عمل بعد ھذہٖ ما علی عثمان ما عمل بعد ھٰذہٖ

یعنی اِس کے بعد عُثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں، اِس کے بعد عُثمان کو کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی اور "احمد" نے کی"۔

احمد کی روایت میں مزید یہ الفاظ ہیں۔

قالت! فرائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یقول بیدہٖ ھکذا ویحر کھا

کہامَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ ہاتھ ہِلا کر اشارہ فرماتے تھے۔

اور عبدالصمد کی بیان کردہ روایت میں ہے۔

یدہٖ کالمتعجب ما علی عثمان ما عمل بعدھا

حضرت عثمان نے دو ہزار اُونٹ گھوڑے پیش کئے

ابوعمر نے روایت بیان کی کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے جیشِ عُسرت میں نو سو پچاس اونٹ مع پالان اور ایک ہزار پچاس گھوڑے پیش کئے تھے قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت میں ایک ہزار اُونٹ اور سات سو گھوڑے دیئے تھے۔

ابنِ شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے جیشِ عُسرت یعنی غزوۂ تبوک کے لشکر کے لئے نَوسو چالیس اونٹ اور ساٹھ گھوڑے یعنی کُل ایک ہزار سواریاں مہیا کیں۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

ایک ہزار دِینار کی نذر کوئی عمل نقصان نہیں دے گا

عبدالرحمٰن بن سمرہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیشِ عُسرت کے لئے ایک ہزار دینار لائے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں ڈال دیئے میں نے دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی گود میں اُن دیناروں کو اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے۔

ما ضر عثمان ما عمل بعد الیوم

یعنی آج کے دن کے بعد عُثمان کو اُس کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

قیامت تک کسی عمل کی فکر نہیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جیشِ

عسرت کے لئے حضرت عُثمان کو پیغام بھیجا تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمتِ اقدس میں دس ہزار دینار پیش کئے آپ نے اُن دیناروں کو اُلٹ پلٹ کرتے ہوئے فرمایا!

غفر اللہ لک یا عثمان ما اسررت وما اعلنت وما ھو کائن الی یوم القیامۃ، ما یبالی ما عمل بعدھا۔

یعنی اَے عُثمان جو تُو نے ظاہر طور پر اور پوشیدہ طور پر کیا اور جو قیامت تک کرے گا اللہ تعالیٰ نے سب بخش دیا اور آج کے بعد تُجھے کسی عمل کی فکر نہیں اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں اور فضائلی نے کی۔

سات سَواوقیہ سَونا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیشِ عسرت میں سات سو اوقیہ سونا پیش کیا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

تضاداتِ روایات کا وہم

روایات کے اِختلاف سے وہم ہوتا ہے کہ ان روایات میں تضاد ہے جبکہ اِن کا جمع کرنا ممکن ہے کہ پہلے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو اُونٹ پالانوں وغیرہ سمیت پیش کئے جو کہ پہلی حدیث میں شامل ہے۔

پھر آپ نَقدی کی صورت میں ایک ہزار دینار لے کر آئے جِن کی مسافر کو سفر میں فوری ضرورت ہوتی ہے۔

پھر جب اُنہیں معلوم ہوا کہ یہ اُونٹ اور گھوڑے ناکافی ہیں تو اُنہوں نے ایک ہزار

اُونٹ پورے کر دیئے اور پچاس گھوڑوں میں مزید بیس گھوڑے شامل کر دیئے اور دس ہزار دینار بھیج دیئے جیسا کہ اس پر رازی اور فضائل کی حدیث دلالت کرتی ہے اور ان میں تضاد و تفاوت نہیں اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو اُمِ عمَرو بنتِ حسّان بن یزید بن ابی الغض نے کی۔

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یہ کبیر السّن خاتُون تھیں اُنہوں نے کہا مَیں نے اپنے باپ سے سُنا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جیشِ عُسرت میں دو مرتبہ سامان دیا۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عُثمان کا مُسلمانوں کے لئے پانی خریدنا

بشر بن بشیر اسلمی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منوّرہ میں آئے تو لوگ پانی سے انکار کرتے تھے اور بنی غفّار کے ایک شخص کے پاس ''بئر رومہ'' نامی ایک چشمہ تھا جس سے وہ ایک مُد کے عوض پانی کی مشک دیتا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے فرمایا کہ تو اِس چشمہ کو جنّت کے چشمہ کے عوض فروخت کر دے؟

اُس نے کہا یارسول اللہ! میرے اور میرے اہل وعیال کے پاس صرف یہی اِک چشمہ ہے مَیں اسے فی سبیل اللہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔

یہ بات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، تک پہنچی تو آپ نے وہ چشمہ پینتیس ہزار درہم کا خرید لیا اور پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، کیا مجھے اس چشمے جیسا چشمہ جنّت میں مل جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں!

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! مَیں نے اُسے خرید کر مُسلمانوں کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی اور اِس میں اِس امر پر دلالت ہوتی ہے کہ چشمے والا شخص مُسلمان تھا۔

بئر رومہ کا مالک یہودی تھا

ابو عمر نے کہا کہ اس چشمے کا مالک ایک یہودی تھا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، نے یہ چشمہ خریدنا چاہا تو اُس نے کہا! مَیں یہ پُورا چشمہ فروخت نہیں کروں گا چُنانچہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے نِصف چشمہ بارہ ہزار درہم میں مُسلمانوں کے لئے خرید لیا اور یہودی کے ساتھ یہ طے پایا کہ ایک روز وہ چشمہ یہودی کے تصرّف میں اور ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرف میں رہے گا۔

چُنانچہ جس روز حضرت عُثمان کی باری ہوتی وہاں سے مُسلمان اتنا پانی لے لیتے جو اُن کے دو دنوں کے لئے کافی ہوتا۔

جب یہودی نے یہ اَمر دیکھا تو اُس نے کہا یہ تو میری بربادی ہے پھر اُس نے فروخت کردہ نصف حِصّہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اٹھارہ ہزار درہم میں خرید لیا۔

حضرت عثمان کا مسجدِ نبوی کیلئے زمین خریدنا

احنف بن قیس سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلوہ کے دونوں میں مدینہ مُنوّرہ میں پہنچے تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور آپ نے زرد رنگ کے کپڑے سے سَر ڈھانپ رکھا تھا۔

پھر آپ نے کہا! یہاں علی ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں

آپ نے کہا! یہاں طلحہ ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں!

آپ نے کہا! میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بنی فلاں کے باڑے کی جگہ خریدے گا اُس کے لئے جنّت ہے تو میں نے زمین کا وہ قطعہ بیس یا پچیس ہزار کا خرید لیا۔

اور پھر میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ وہ جگہ میں نے خرید لی ہے۔

آپ نے فرمایا! وہ قطعہ زمین ہماری مسجد کو دے دے اِس کا اُجر تُجھے ملے گا۔

لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ آپ نے دُرست فرمایا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں تمہیں اُس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا جو شخص بئر رومہ کو خریدے گا اللہ اُسے بخش دے گا۔

پھر میں نے بئر رومہ کو خریدا اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے وہ کنواں خرید لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اِسے مسلمانوں کے لئے وَقف کر دے اس کا اُجر تُجھے ملے گا۔ لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ ہاں یہی بات ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لوگوں کے چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے فرمایا تھا جو شخص جنگِ عُسرت کے لئے سامان دے گا اُسے اللہ بخش دے گا تو میں نے تمہیں لشکر کا پُورا سامان دیا جس میں ایک رسّی اور ایک مہار بھی کم نہ تھی۔

لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ ہاں دُرست ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! الٰہی مَیں نے تین گواہیاں پیش کر دیں۔

اس روایت کی تخریج دار قطنی اور ابو حاتم نے کی۔

ایسی ہی دُوسری روایت

(۲) اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت اِن الفاظ سے بیان کی ہے کہ احنف بن قیس نے کہا ہم حج کے لئے نکلے اور مدینہ منوّرہ سے گذرنے لگے تو وہیں ٹھہر گئے جب ہم مسجد میں آئے تو لوگ گھبرائے ہُوئے تھے مَیں اور میرا ساتھی آگے بڑھے تو لوگ مسجد میں ایک شخص کے گرد جمع تھے ہم اُن لوگوں کے پاس کھڑے ہوگئے پھر حضرت علی ابن ابی طالب، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر کہا!

کیا یہاں علی ہیں؟

لوگوں نے کہا، ہاں!

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا یہاں زبیر ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں!

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا یہاں طلحہ ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں!

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا یہاں سَعد ہیں؟

لوگوں نے کہا! ہاں!

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں تُمہیں اُس اللہ کی قسم دے کر پُوچھتا ہُوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پھر آخر تک حدیث بیان کی پھر کہا اِلٰہی تُو گواہ ہے پھر آپ واپس چلے گئے۔

بئرِ رُومہ خریدنے والا جنّت میں مگر تُم کیسا بدلہ دیتے ہو

ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت کیا ہے، کہا کہ مَیں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے گھر پر موجود تھا جب آپ نے مکان کی چھت پر آ کر لوگوں سے کہا! میں اللہ کی قسم اور اِسلام کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ مُنوّرہ میں تشریف لائے تو بغیر بئرِ رومہ کے میٹھا پانی دستیاب نہ تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من یشتری بئر رومۃ یجعل دلوہ مع دلاء المسلمین بخیر لہ منھا فی الجنّۃ

"یعنی جو بئر رومہ کو خریدنے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈولوں کے ساتھ رکھے اُس کے لئے جنّت میں اس سے بہتر چشمہ ہے۔"

تو میں نے اپنے مال سے بئرِ رومہ خرید کر دیا مگر آج تم مجُھے اُس کا پانی پینے سے روکتے ہو یہاں تک کہ میں سمندر کا پانی پیتا ہوں۔"

لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہیں اللہ اور اِسلام کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کہ مُسلمانوں کے لئے مسجد کی جگہ تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من یشتری بقعۃ آل فلان فیزیدھا فی المسجد بخیر لہ منھا فی الجنۃ

جو آلِ فُلاں سے زمین کا قطعہ خرید کر مسجد میں شامل کرے اُس کے لئے جنّت میں اُس سے بہتر جگہ ہے۔ تو میں نے وہ زمین اپنے مال سے خرید دی اور آج تم مجُھے اُس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔

لوگوں نے کہا! اَللّٰھُمَّ یہ درست ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہُیں خُدا اور اسلام کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں، کیا تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثبیرِ مکّہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر و عُمر مَیں تھے تو کوہِ ثبیر ہلنے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتّھر لڑھکنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے پاؤں کی ٹھوکر مار کر فرمایا!

اسکن ثبیر فان علیك نبیا وصدیقاً وشهیدین۔

یعنی ثبیر ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید کھڑے ہیں۔''

لوگوں نے کہا! اَللّٰهُمَّ ہاں

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ اکبر! یہ لوگ اور ربِّ کعبہ گواہ ہیں کہ دو میں سے ایک میں شہید ہوں۔''

اس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسن ہے۔

ایسی ہی ایک اور روایت

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت تغیرِ لفظی اور تقدیم وتاخیر کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور ثبیر کی جگہ کوہِ حِرا کا ذکر کیا ہے اور یہ زیادہ کیا ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہُوں کہ جو بیعتِ رضوان میں موجود تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مُشرکینِ مکّہ کی طرف بھیجا تو فرمایا!

هٰذه یدی وهٰذه ید عثمان

یعنی آپ نے دونوں ہاتھوں کے لئے کہا کہ یہ ہاتھ میرا ہے اور یہ ہاتھ عُثمان کا ہے پھر آپ نے میری بیعت لی۔

اِس روایت کی تخریج دار قطنی نے کی اور اس کے بعض طُرق میں مزید ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہُوں کہ کیا تُم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیاں میری رضا کے ساتھ اور میری رضامندی سے میرے نکاح میں دیں؟

لوگوں نے کہا! اَللّٰهُمَّ ہاں۔

مسجدِ نبوی کی زمین

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مسجدِ نبوی کے پہلو میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا جس کے بارے میں رُسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

من یشترھا ویوسعھا فی المسجد لہ مثلھا فی الجنۃ

یعنی جو زمین کے اس ٹکڑے کو خرید کر مسجد کو وسیع کرے گا جنّت میں اُس کے لئے اسی طرح کا قطعہ زمین ہوگا۔"

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ زمین خرید کر مسجد کو وسیع کیا۔"

اِس روایت کی تخریج خثیمہ بن سُلیمان نے "فضائلِ عثمان" میں کی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مسجدِ نبوی کی بنیاد کچی اینٹوں سے رکھی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہ کیا جبکہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کی بنیادوں کو کچی اینٹوں وغیرہ سے اُنہیں بنیادوں پر اُٹھایا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں تھیں اور اُس کے ستون لکڑی کے بنائے۔

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں مزید بہت سا اضافہ کیا اور اس کی دیواریں اور ستون منقوش پتّھروں سے بنائے اور اس کی چھت سیاہ لکڑی سے تیار کی۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔"

آسمان والوں کا نُور جنّت والوں کا چراغ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! ہمارے ساتھ عثمان کے ہاں جانے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ! وہ بیمار ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ہاں

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم آپ کے پیچھے پیچھے چلتے ہُوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر پہنچے، آپ اجازت لے کر اندر داخل ہوئے اور ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے داخل ہو گئے، دیکھا تو حضرت عُثمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اوندھے منہ پڑے ہوئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عثمان تمہیں کیا بات ہے تم اپنا سر نہیں اُٹھاتے ؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ایسا کیوں ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا! میں خوفزدہ ہوں کہ مجھ پر دو ناراضگیاں ہوں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا! عُثمان کیا تم نے رومہ کا کنُواں نہیں کھودا اور جیشِ عسرت کو سامان نہیں دیا؟ اور میری مسجد کو وسیع نہیں کیا اور اللہ کی اور میری رضا میں مال کی سخاوت نہیں کی؟

اور وہ کون ہے جس سے آسمان کے فرشتے حیاء کرتے ہیں۔

اور یہ جبریل مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دے رہے ہیں کہ تو اہلِ آسمان کا نُور اور اہلِ زمین اور اہلِ جنّت کا چراغ ہے۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بایاں ہاتھ عثمان ہیں

مہلب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص گیا اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدح اور حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی مذمت کرر ہا تھا۔

اُس شخص نے کہا! اے ابوالفضل! کیا تُو مجھے بتائے گا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ بیعتِ رضوان اور بیعتِ فتح ہر دو بیعتوں میں موجود تھے ؟

سالم نے کہا! نہیں۔

وہ شخص اللہ اکبر کہہ کر اُٹھا اور اپنی چادر جھاڑ کر چلا گیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس شخص کو بُلا کر فرمایا! یہ مُجھ سے سُن کہ کیا عُثمان بیعتِ رضوان اور بیعتِ فتح میں موجود تھے یا نہیں۔

آپ نے فرمایا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخت کے نیچے لوگوں سے بیعت لی اُس وقت آپ نے عُثمان کو اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے کام کے لئے بھیجا ہُوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

الا ان یمینی یدی وشمالی ید عثمان وانی قد بایعت له

یعنی جان لو میرا دایاں ہاتھ میرا اپنا اور میرا بایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اور میں اُس کی بیعت لیتا ہوں۔

پھر دوسری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو یمن میں بھیجا ہوا تھا۔ جہاں پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم امارت کے فرائض انجام دے رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عُثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کے لئے فتح مکہ کے وقت بھی مکرّر یہی الفاظ دہرائے جو بیعتِ رضوان میں ارشاد فرمائے تھے یعنی میرا بایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔

مسجدِ حرام کی توسیع اور جنت میں گھر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مزید فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اہلِ مکّہ سے ایک شخص کو فرمایا کہ اَے فلاں! تو ہمیں اپنا گھر فروخت کرے گا تا کہ مسجد کعبہ میں وسعت ہو جائے اور تُجھے جنّت میں گھر مل جائے۔ اُس شخص نے کہا! یارسول اللہ میرا اس گھر کے علاوہ کوئی مکان نہیں، اگر میں یہ گھر آپ کے گھر بیچ دوں تو مجھے اور میرے بچوں کو مکہ میں کہیں پناہ نہیں۔''

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تیرے گھر سے مسجدِ کعبہ میں اضافہ ہوگا اور تُجھے اس کے ضمن میں جنّت میں گھر ملے گا۔

اُس شخص نے کہا! واللہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

جب یہ بات حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ مالک مکان سے ملے جو کہ اُن کا دورِ جاہلیّت کا دوست تھا۔ اور پھر اُس سے مکان خریدنے پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اُس سے وہ مکان دس ہزار دینار میں خرید لیا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! مُجھے یہ بات پہنچی ہے کہ فلاں گھر مسجدِ کعبہ میں شامل کرنے والے کو اُس کے بدلے جنّت میں گھر ملے گا، وہ گھر میرا ہے کیا آپ اُسے لے کر مُجھے جنّت میں گھر دیں گے؟

آپ نے فرمایا! ہاں

پھر آپ نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ گھر لے لیا اور اُنہیں جنّت میں گھر دے کر مومنوں کو اس پر گواہ بنالیا۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اور صحابہ کی دُعا

پھر جیشِ عُسرت میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامان کی بات کرتے ہُوئے

فرمایا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام غزوات میں غزوۂ تبوک بہت زیادہ تنگی والا غزوہ تھا، اس میں ہر قسم کے سامان کی قلّت تھی، جب یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے خُوراک کا سامان گندم اور جس جس چیز کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کو ضرورت تھی خرید کر آپ کی خِدمت میں پیش کردی۔

آپ نے ان اشیاء کو دیکھ کر فرمایا۔

ھٰذا قد جاء کم اللہ بخیر

یعنی یقیناً تُمہارے پاس اللہ کی طرف سے بھلائی آئی ہے، پھر آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ دُعا کی۔

اَللّٰھم انی قد رضیت عن عثمان فارض عنہ

یعنی اِلٰہی! میں عُثمان سے خُوش ہوں تو تُو بھی اُس سے خُوش ہو۔

پھر آپ نے فرمایا ! اَے لوگو! عُثمان کے لئے دُعا کرو، پھر تمام لوگوں نے اور اُن کے نبی نے اُن کے ساتھ مل کر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعا کی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کیسے ہُوئی

پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان یہ ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی تھی جب وہ فوت ہوگئیں تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَے عُمر! آپ اپنی بیٹی کی شادی مجُھ سے کردیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی بات سُنی تو فرمایا!

خطب الیك عثمان ابنتك زوجنی ابنتك وانا ازواجه ابنتی

یعنی اَے عمر! عُثمان نے تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگا ہے تو اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کردے اور ہم اپنی بیٹی کی شادی عُثمان سے کر دیتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔"

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

دستِ اُو را، دستِ خود گُفتہ رسول

بیعتِ عثمان کا ذکر ضمناً پہلے بھی ہو چکا ہے۔ مزید ملاحظہ کریں!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیعتِ رضوان اِس لئے عمل میں آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مکہ کی طرف بھیج رکھا تھا۔ پھر لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ

ان عثمان فی حاجۃ اللہ وحاجۃ رسولہ

یعنی عُثمان، اللہ اور اُس کے رسول کے کام میں ہے۔

پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دُوسرے ہاتھ پر مارا تو عُثمان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ لوگوں کے اپنے ہاتھوں سے بہتر ہے،

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بَیعتِ رضوان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے میرے لئے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر تھپکی دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں سے بہتر ہے۔

صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ کسی نے کہا عُثمان آ گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سُنا تو بیعت کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس روایت کی تخریج خُثیمہ نے فضائلِ عثمان میں کی۔

بے خطر کُود پڑا آتشِ نمرود میں عِشق

ایاس بن سلمہ بن اکوع اپنے باپ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مُشرکین کے ہاتھوں میں مُسلمان آجاتا تو اُس پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔

یا عمر ھل انت مبلغ عنی اخوانک من اسری المسلمین؟

یعنی اَے عُمر! کیا تو اپنے مُسلمان قیدی بھائیوں کو میرا پیغام پہنچائے گا؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قُربان! خُدا کی قسم مکہ میں میرے لئے دُوسروں کے قریبی نہیں اکثر میرے قریبی ہیں۔

پھر آپ نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر اہلِ مکہ کی طرف روانہ فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر بیٹھ کر نکلے اور مشرکین کے لشکر تک پہنچ گئے مشرکین نے پہلے تو اُنہیں بُرا بھلا کہا اور پھر اُن کے چچازاد بھائی ابان بن سعید بن عاص نے اُنہیں اجازت دے دی اور اُنہیں آگے گھوڑے کی زین پر بٹھا کر خود پیچھے بیٹھ گئے۔

پھر حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے باتوں باتوں میں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام مکّہ معظّمہ میں ہر مسلمان قیدی کو پہنچاؤں گا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمرو غفاری نے کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے طواف نہیں کیا

ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اپنے ایک ہاتھ سے دُوسرے ہاتھ پر عُثمان کی بیعت کی تو لوگوں نے کہا! ابو عبداللہ عثمان کو امن کے ساتھ طوافِ کعبہ مبارک ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! اگر عُثمان وہاں ٹھہر گئے تو ہم سے پہلے طواف

نہیں کریں گے اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے احاد اور مثانی میں کی۔

مِصری شخص کا سوال ابنِ عُمر کا جواب

عُثمان بن وہب سے روایت ہے کہ ایّامِ حج میں ایک مصری شخص نے ایک جماعت کو دیکھ کر کہا یہ کون لوگ ہیں؟

لوگوں نے کہا! قُریش

اُس نے پُوچھا! ان کا امیر کون ہے؟

لوگوں نے کہا! عبداللہ بن عمر

اُس نے حضرت عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا مُجھے آپ سے کچھ پُوچھنا ہے مُجھے بتائیں کیا آپ جانتے ہیں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُحد کے دن بھاگ گئے تھے؟

عبداللہ بن عمر نے کہا! ہاں فرار ہو گئے تھے۔

اُس نے کہا! کیا آپ جانتے ہیں کہ عُثمان غزوہ بدر سے غائب تھے؟

عبداللہ ابنِ عمر نے کہا! ہاں غائب تھے۔

اُس نے کہا! کیا آپ جانتے ہیں کہ عُثمان بیعتِ رضوان سے غائب تھے اور وہاں موجود نہیں تھے؟

عبداللہ ابنِ عمر نے کہا! ہاں موجود نہ تھے۔

اُس نے کہا! اللہ اکبر

حضرت عبداللہ ابن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اِدھر آ تجھے بتاؤں۔ رہا اُن کا اُحد سے فرار ہونا! تو اس پر گواہ رہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں معاف کر دیا ہے اور اُنہیں بخش دیا ہے۔

رہا اُن کا غزوۂ بدر میں موجود نہ ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صاحبزادی اُن کی بیوی تھیں اور اُن دِنوں بیمار تھیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تُمہارے لئے وہی اَجر ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کا اور تُمہارا

غنیمت میں حصہ ہے۔

رہا اُن کا بیعتِ رضوان سے غائب ہونا تو اگر وادیٔ مکہ میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اُن کی جگہ مُشرکین کے پاس اُسے بھیجا جاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اہلِ مکّہ کے پاس بھیجا تھا اور بیعتِ رضوان اُن کے جانے کے بعد ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عُثمان کی بَیعت ہے۔

پھر حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ جا اور یہ جواب اپنے ساتھ لے جا۔

اس روایت کی تخریج بُخاری اور ترمذی نے کی جبکہ الفاظ مختلف اور معنی ایک ہیں۔

دُوسری روایت مزید سوال

(۲) ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کرنے والا شخص کھڑا ہوا تو کسی نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ آپ نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اَیسے اَیسے کہا ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا کہتا ہے؟

لوگوں نے کہا! یہ کہتا ہے کہ آپ نے اُسے اَیسے اور اَیسے بتایا ہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُسے واپس بُلاؤ جب وہ واپس آیا تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے کہا کیا جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ تُو نے سمجھ لیا ہے؟

اُس نے کہا ہاں! میں نے آپ سے پُوچھا تھا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ رضوان میں موجود تھے۔

آپ نے کہا! نہیں

مَیں نے پُوچھا! غزوۂ بدر میں موجود تھے؟

آپ نے کہا! نہیں

میں نے پوچھا! اکان ممن استنزله الشیطان؟

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے تجھے بتایا ہے کہ بیعتِ رضوان کا واقعہ ایسے ہوا۔

و اما الذین تو لوا یوم التقی الجمعان انما استز لهم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا الله عنهم فا جهد علیه جهدك

اس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدر میں پیچھے رہ جانے کے بارے میں مشہور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی اور اُن کی بیوی حضرت رقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں جب وہ لوگوں کے ساتھ غزوہ بدر کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اپنی بیٹی کی تیمارداری کے لئے پیچھے چھوڑ دیا۔

اِس اَمر کا ذکر ابنِ اسحاق وغیرہ سیرت نگاروں نے کیا ہے۔

بعض نے کہا کہ بنتِ رسول کو چیچک کا مرض لاحق تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر کے لئے نکلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا! تم واپس جاؤ اور اُن کا غنیمت سے حصّہ نکالا اور اُن کے لئے غزوہ میں شرکت کا اَجر ہے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی جبکہ پہلی روایت درست ہے۔

کتابتِ وحی

فاطمہ بنتِ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں اُنہوں نے کہا کہ اُنہیں اُن کے چچا نے حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہ، سے مسئلہ پُوچھنے کے لئے بھیجا تو کہا کہ آپ کا ایک بیٹا آپ کو سلام کہتا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں لوگ اُنہیں بُرا بھلا کہتے ہیں؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! اُن پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو خدا کی قسم! عُثمان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور آپ نے اپنی پُشت کی ٹیک میرے ساتھ لگائی ہوئی تھی کہ جبریل آپ کی طرف وحیٔ قرآن لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عثمان کو فرمایا!

اکتب یا عثیم فما کان اللہ ینزل تلک المنزلۃ الا کریما علی اللہ ورسولہ

اے عثیم یعنی عثمان لکھیں تو اللہ کی شان نہیں کہ یہ منزلت نازل فرمائے مگر وہ جو اللہ اور اُس کے رسول پر کریم ہے۔

فرمانِ صدّیقہ رضی اللہ عنہا، لعنت کرنیوالے پر اللہ کی لعنت

اس روایت کی تخریج احمد نے کی اور حاکمی نے نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین مرتبہ فرمایا! عُثمان پر لعنت کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٹیک لگا کر تشریف فرما تھے اور آپ کی رَان مبارک عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھی اور میں آپ کی جبینِ اقدس سے پسینہ پُونچھ رہی تھی اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی تو آپ نے فرمایا۔

اکتب یا عثیم فو اللہ ما کان اللہ لینزل عبدا من نبیہ تلک المنزلۃ ان کان علیہ کریما

اسرارِ رسول کی کتابت

حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد گرامی حضرت اِمام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی دائیں طرف اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بائیں جانب اور حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ کا راز لکھ رہے تھے۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے فضائل عباس کتاب میں کی۔

جنّت میں رفاقتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے دن اتنا ہجوم تھا کہ اگر کوئی پتّھر گرتا تو کسی نہ کسی شخص کے سر پر پڑتا اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اس کھڑکی سے دیکھ رہے تھے جو مقامِ جبریل سے ملی ہُوئی تھی پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

مَیں تُمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہُوں، اُس دن کو یاد کرو جب میں اور تُم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فلاں مقام پر اَیسے اور ایسے موجود تھے اور آپ کے ساتھ میرے اور تُمہارے سوا آپ کا کوئی صحابی موجود نہ تھا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! ہاں درست ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔

یا طلحة انه لیس من نبی الا و معه من اصحا به رفیق الجنة و ان عثمان یعیننی رفیقی فی الجنة

اُے طلحہ! ہر نبی کے اصحاب سے کوئی ایک جنّت میں اُس کا رفیق ہوگا اور عُثمان میرا مدد گار اور جنّت میں رفیق ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا!

اَللّٰھم آپ درست فرماتے ہیں اور پھر واپس ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج امام احمد نے کی اور ترمذی نے اسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ سے مختصراً ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا۔

لکل نبی رفیق و رفیقی عثمان

یعنی ہر نبی کا رفیق ہے اور میرا رفیق عُثمان ہے۔

ترمذی نے جنّت میں رفاقت کا ذکر نہیں کیا اور ایسے ہی حافظ ابوالقاسم نے موافقات میں نقل کیا ہے اور اس لفظ کا سیاق جنّت میں رفاقت کی تخصیص ظاہر کرتا ہے۔

ایسے ہی پہلے اس سیاق سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں روایت بیان ہو چکی ہے کہ دونوں میں سے ایک رفیق اُس وقت میں یا جنّت میں ہو اور دُوسرا رفیق آخر یا دُوسرے سے آخر میں ہو بغیر اس کے کہ دونوں خبروں میں نہافت پر تضاد ہو۔

مطرف سے روایت ہے کہ مَیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ملا تو اُنہوں نے مُجھے فرمایا اے ابا عبداللہ!

مابطابک عنا احب عثمان؟

ہاں اگر تو ایسے کہے!

لقد کان اوصلنا للرحم واتقانا للرب۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں ہوئی۔

اِمام حسن علیہ السلام کا خواب

امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں عرش کے ساتھ مُعلّق دیکھا پھر ابوبکر کو دیکھا اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا تھا۔ پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اُنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے پھر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے پھر مَیں نے آسمان سے زمین کی طرف خُون کھڑا دیکھا۔

اِمام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان فرمائی تو آپ کے پاس کچھ شیعہ لوگ تھے اُنھوں نے کہا!

کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا تھا؟

حضرت اِمام حسن علیہ السلام نے فرمایا! مُجھ سے زیادہ کوئی نہیں چاہتا کہ یہ دیکھتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلو کو پکڑ رکھا ہے لیکن خواب یہی ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کیلئے دُعائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابو مسعود عقبہ بن عمرو نے کہا تم خواب میں دیکھنا حسن پر فرار پاؤ گے۔

یقیناً مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم نے جنگ میں مُسلمانوں پر آنے والی مصیبتوں کو دیکھا ہے یہاں تک کہ جیشِ عُسرت میں مُسلمانوں کے چہروں پر کرب اور منافقوں کے چہروں پر خُوشی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ اَمر دیکھا تو فرمایا!

واللہ لا تغیب الشمس حتّٰی یاتیکم اللہ یرزق

خُدا کی قسم! سُورج غروب ہونے سے پہلے تمہیں اللہ تعالیٰ رزق دے گا۔

پھر جب حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا کہ اللہ اور اس کا رسول سچ کہتے ہیں تو اُنھوں نے چودہ اُونٹنیاں خریدکیں جن میں سے سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اور سات اپنے گھر والوں کی طرف بھیج دیں جب مُسلمانوں نے ان اُونٹوں کو دیکھا تو اُن کے چہروں پر خوشی آگئی اور مُنافقوں کے منہ لٹک گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ تبدیلی دیکھی تو فرمایا! کیا بات ہے؟

لوگوں نے کہا! عُثمان نے آپ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا ہے۔

راوی کہتا ہے مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ مُبارک بلند کر کے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایسی دُعا فرمائی جو نہ اُن سے پہلے کسی کے

لئے فرمائی اور نہ اس کے بعد کسی کے لئے مانگی۔

اَللّٰھم اعط بعثمان و افعل لعثمان

دُعا مانگتے وقت آپ کے ہاتھ مُبارک اِتنے بلند تھے کہ مَیں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

شام سے طلُوعِ سحر تک

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شب کے آغاز سے طلُوعِ فجر تک جو دُعا فرمائی، آپ فرماتے تھے۔

اَللّٰھم ! عثمان رضیت عنه فارض عنه

الٰہی ! میں عثمان سے خُوش ہوں تو اس سے خوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالحسن خلعی اور صاحب صفوت نے کی اور شبہ ہے کہ اِس دعا کا سبب یا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جیش عُسرت کے لئے سامان دینا ہے یا بئر رومہ مُسلمانوں کے لئے خریدنا۔

اور واحدی نے بیان کیا یہ معلوم نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوا۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

وہ لوگ جو اپنے اُموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کا خُود فائدہ نہیں اُٹھاتے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲)

تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ عُسرت کے لئے سامان دیا اور اللہ کی راہ

میں بئر رومہ خرید کیا۔

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہاتھ بلند کئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعا کرتے دیکھا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے:

یارب رضیت عن عثمان فارض عنه

اے پروردگار میں عثمان سے خوش ہوں تو اِس سے راضی ہوجا۔

آلِ محمد کیلئے ہدیئے

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُعا فرمانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ آلِ محمد کو مسلسل چار روز کچھ کھانے کو نہ ملا یہاں تک کہ ہمارے بچوں نے بھی کچھ نہیں کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا!

یاعائشة! هل اصبتم بعدی شیا؟

اے عائشہ! کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی؟

میں نے کہا کہاں سے! اگر اللہ عزّوجل آپ کے ہاتھ پر نہ بھیجے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضو فرمایا اور تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ ایک جگہ اور ایک مرتبہ دُوسری جگہ نماز پڑھ کر دُعا فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر دن کے آخری وقت عثمان آئے اور اِجازت طلب کی تو میں نے سوچا کہ اس سے پردہ رکھوں پھر میں کہا یہ شخص مکاثیرِ صحابہ سے ہے ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے پاس بھیجا ہی اس لئے ہو اور اس کے ہاتھوں بہتری ہو جائے تو میں نے اسے کہا اِجازت ہے۔

اُس نے کہا: امی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟

مَیں نے کہا بیٹا! آلِ محمد نے چار روز سے کچھ نہیں کھایا۔

اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے۔

تو آپ کو جو گفتگو ہوئی بتادی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عُثمان بن عفّان رونے لگے اور کہا دُنیا کے لئے پسندیدگی نہیں۔

پھر کہا اَے اُمّ المومنین! آپ پر جو بیتی ہے اس کا تذکرہ آپ نے مجُھ سے اور عبدالرحمٰن بن عَوف اور ثابت بن قیس سے کیوں نہ کیا، جو لوگوں میں زیادہ مال والے ہیں۔

پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلے گئے اور ہمارے ہاں ایک اونٹ پر آٹا، ایک اونٹ پر گندم ایک اونٹ پر کھجوریں اور تین سو درہم نقد بھیج دیئے۔

پھر روٹیاں اور بہت سا شوربہ بھیجا اور کہا کہ آپ لوگ کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھانا تیار کریں یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئیں۔

ثم اقسم علیٰ ان یکون مثل ھٰذا الا علمته

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا!

یا عائشة! ھل اصبتم بعدی شیئاً؟

یعنی اَے عائشہ! کیا میرے بعد تمہیں کوئی چیز پہنچی ہے؟

مَیں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ جب آپ گھر سے تشریف لے گئے تھے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تھی اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کبھی آپ کا سوال رد نہیں فرماتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تُمہیں کیا پہنچی ہے؟

مَیں نے کہا! اَیسے اور اَیسے ایک اُونٹ کا بوجھ آٹا اور ایک اُونٹ کا بوجھ گندم اور ایسے

اور ایسے ایک اونٹ کا بوجھ کھجوریں اور تین سو درہم کی تھیلی اور مصفا کھال روٹیاں اور بہت سا شوربہ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ سامان کس نے بھیجا ہے؟

میں نے کہا! عُثمان بن عفان نے اور بتایا کہ عثمان ہمارے حال پر رو پڑے تھے۔ اور دُنیا کی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سُنا تو بیٹھنے کی بجائے مسجد میں تشریف لے گئے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر تین مرتبہ فرمایا!

اَللّٰھُمَّ قد رضیت عن عثمان فارض عنه

یعنی الٰہی! میں عُثمان سے خُوش ہوں تُو اُس سے خُوش ہو جا۔

اس روایت کی تخریج حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین میں کی۔

حلوے کا نذرانہ

لیث بن ابی سالم سے روایت ہے اِسلام میں سب سے پہلے میٹھا حلوا حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ نے بنایا۔ جب قافلہ خُوراک کا سامان لایا تو اُنہوں نے شہد میں آٹا ملا کر حلوا بنایا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیج دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو اپنے سامنے رکھ کر اُس حلوے کو تناول فرمایا اور اُسے پسند کرتے ہوئے فرمایا یہ کس نے بھیجا تھا؟

اُمّ المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! عُثمان نے بھیجا تھا آپ نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ان عثمان ترضاك فارض عنه۔

الٰہی! عُثمان تیری رضا کا طالب ہے تو اس سے خوش ہو

یوسف بن سہل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا!

اَللّٰھم ارض عن عثمان بن عفان

یعنی الٰہی! عثمان بن عفان سے راضی ہو جا۔

یہ دونوں روایتیں خثیمہ نے فضائلِ عثمان میں نقل کی ہیں۔

حلوے کا نام خبیص ہے

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خوراک کا قافلہ آیا تو اُس میں حضرت عُثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُونٹ تھے جن پر آٹا، گھی اور شہد تھا حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اُونٹ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے تو آپ نے اُن میں برکت کی دُعا فرمائی۔

آپ نے ایک برتن میں گھی آٹا اور شہد ڈال کر آگ پر رکھا اور حلوا بنا کر فرمایا کھاؤ فارس میں اس چیز کا نام خبیص ہے۔

اس روایت کی تخریج تمام نے اپنی کتاب فوائد میں اور طبرانی نے معجم میں کی ہے۔

حضرت عُثمان کے ہر قسم کے گُناہ معاف ہو چکے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

غفر الله لك يا عثمان ما قدمت وما آخرت وما اسررت وما اعلنت وما اخفت وما ابديت وما هو كائن الى يوم القيامة

یعنی اَے عثمان! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا جو تو نے پہلے کیا اور جو بعد میں کیا اور جو

چھپ کر کیا اور جو اعلانیہ کیا اور جو پوشیدگی میں کیا اور جو ظاہر کیا اور جو قیامت تک کرے گا۔

حضرت عُثمان سے بُغض رکھنے والے کی نمازِ جنازہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک شخص کے جنازہ پر تشریف لائے تاکہ اُس پر نمازِ جنازہ پڑھیں مگر آپ نے اُس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔

کسی نے کہا یارسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے پہلے کسی پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ شخص عثمان سے بُغض رکھتا تھا تو اللہ عزوجل اس پر ناراض ہے۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور خلعی نے کی۔

حضرت عُثمان کی نماز جنازہ فرشتے پڑھیں گے

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے:

یوم یموت عثمان تصلی علیہ ملائکۃ السماء

یعنی جس روز عُثمان فوت ہوں گے ان پر آسمان کے فرشتے نماز پڑھیں گے۔

مَیں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بات عُثمان کے ساتھ مخصوص ہے یا عام لوگوں کے لئے ہے۔

آپ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عُثمان کے لئے خاص ہے۔

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور یہ پہلے وفات عُمر کے بیان میں طویل حدیث میں بیان ہو چکی ہے۔

عُثمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دُنیا و آخرت میں ولی ہیں

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ہم مہاجرین کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ان لوگوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عُمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عَوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

لینھض کل رجل منکم الی کفئہ

یعنی تم میں سے ہر شخص اپنے کفوء کی طرف اُٹھے۔

پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اُٹھے اور اُن سے معانقہ کرتے ہوئے فرمایا اے عثمان! تو دُنیا و آخرت میں میرا ولی ہے۔

اس روایت کی تخریج خجندی نے ''اربعین'' میں اور ملاء نے اپنی ''سیرت'' میں کی اور اُس سے حافظ ابن عبید بن جابر نے آپ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

انت ولی فی الدنیا والآخرۃ

یعنی تو دُنیا و آخرت میں میرا ولی ہے۔

سب سے پہلے کِس کا حساب ہوگا ؟

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! قیامت کے دن پہلے حساب کس کا ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر کا

میں نے پُوچھا ! اُن کے بعد کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عُمر کا

میں نے پُوچھا ! اُن کے بعد کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے علی پھر تُمہارا حساب ہوگا۔

میں نے کہا ! عُثمان کہاں گئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے پردے میں ضرورت بیان کی تو عُثمان نے پردے میں ضرورت پوری کردی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی قیامت کے دن عثمان کا حساب نہ ہو۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا حِساب نہ ہوگا

اس روایت کی تخریج حافظ بن بشران نے کی اور اِس مفہوم کی روایت ابن سمان نے موافق میں مزید الفاظ کے ساتھ کی کہ!

میں نے کہا ! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! سب سے پہلے حساب کے لئے کسے بُلایا جائے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجُھے اور مَیں قیامت کے دن جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا رہوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجُھے بخش دے گا۔

میں نے پُوچھا ! اُن کے بعد کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! پھر ابوبکر کا اور وہ مجُھ سے دوگنا کھڑا رہے گا پھر اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔

میں نے کہا ! یارسول اللہ! پھر کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! پھر عُمر ابوبکر سے دوگنا وقت کھڑا رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔

میں نے کہا ! یارسول اللہ پھر کس کا حساب ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَے علی! پھر تہارا حساب ہوگا۔

میں نے کہا یارسول اللہ! عُثمان کہاں گئے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عُثمان حیاء دار آدمی ہے، میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ اسے حساب کے لئے نہ کھڑا کیا جائے تو میں اس میں سفارش کروں گا۔

الٰہی عُثمان کا حساب پوشیدہ رکھنا

اِبی امامہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔

یارسول اللہ ! سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر تیرا۔

میں نے پُوچھا ! پھر کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! عُمر کا۔

میں نے پُوچھا پھر کس کا حساب ہوگا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! علی کا۔

میں نے عرض کی عُثمان کا حساب ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے رب سے دُعا کی کہ عُثمان کا حساب مجھے ہبہ کردے، تو اُس کا حساب نہیں ہوگا، وہ میرے ذمّہ ہے۔

اس روایت کی تخریج الخجندی نے کی اور کہا کہ حافظ ابوبکر نے دوسری روایت میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عُثمان نے میری ایک ضرورت پوشیدہ طور پر پُوری کی تو میں نے دُعا کی الٰہی عثمان کا حساب چھپا کر لینا۔

تضاد نہیں

اِن دونوں روایتوں میں تضاد نہیں بلکہ پہلی کو اِس پر محمول کرنا ہوگا کہ آپ نے دُعا

فرمائی کہ عثمان کا حساب لوگوں کے سامنے ظاہر طور پر نہ کیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر دیا اور یہ روایت اُس روایت کو شامل ہے، جو پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں گزری کہ ان کا حساب نہیں لیا جائے گا۔

اور اس روایت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ سب سے پہلے کس کا حساب لیا جائے گا اس سے مُراد ہے کہ اوّل کس کا حساب ہوگا، اِس دلیل کے ساتھ کہ سب سے پہلے زمین شق ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا، پھر ان کا حساب نہیں ہوگا، واللہ اعلم

پہلی خطِ مُفصّل ہتھیلی

ابی سعید مولیٰ ابی سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے دن اُن کے پاس گیا تو ایک شخص اُن پر تلوار سونت کر کھڑا تھا، پھر اُس نے تلوار چلائی تو آپ نے اپنا ہاتھ آگے کر دیا اور آپ کا ہاتھ کٹ گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! خُدا کی قسم یہ پہلی ہتھیلی خطِ مفصل ہے۔

اس روایت کی تخریج ابو حاتم نے کی۔''

حضرت عُثمان کا وہ اِعزاز جو ابوبکر و عُمر کو حاصل نہیں

حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو چیزیں ایسی ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل نہیں۔

اوّل یہ کہ اُنہوں نے اپنی جان پر صبر کیا یہاں تک کہ آپ مظلوم شھید ہو گئے۔

دوم یہ کہ لوگوں کو قُرآن مجید ایک نسخہ پر اکٹھا کرنا۔

قُرآن مجید کا دُرست نسُخہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اہلِ شام کی جنگوں میں شامل تھے اور اہلِ عراق کے ساتھ مل کر اُنہوں نے آذربائیجان اور آرمینیہ کو فتح کیا تھا تو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأتِ قرآن میں لوگوں کے اِختلاف سے گھبرا گئے، چنانچہ اُنہوں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی اَے امیر المومنین! اِس اُمّت کو دیکھیں کہ یہ لوگ یہود و نصاریٰ کے اِختلاف کی طرح کتاب میں بھی اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمّ المومنین حضرت حفَصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پیغام بھیجا کہ وہ ہمیں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھیجیں جو مصاف میں ناسخ ہو، ہم آپ کو بعد میں واپس کر دیں گے۔

اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قُرآن مجید کا وہ نسخہ بھیج دیا تو حضرت عُثمان نے حضرت زید بن حارث، حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبداللہ بن حارث بن ھشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اس نسخہ کے مُطابق قُرآن مجید تحریر کریں۔

پھر آپ نے قُریش کی جماعت کو فرمایا کہ اگر تمُہارے اور زید بن ثابت کے درمیان قرأتِ قرآن کا اختلاف ہو جائے تو قُریش کی زبان میں لکھیں۔ کیونکہ قرآن مجید اُنہیں کی زبان میں نازل ہوا ہے پھر جب قُرآن پاک کا نُسخہ تحریر ہو گیا تو آپ نے اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسخہ واپس کر دیا اور اس نسخہ کے مطابق نسخے لکھوا کر بھیج دیئے اور حکم دیا کہ اس کے علاوہ جو نسخے ہوں اُنہیں جلا دیا جائے۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔"

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی دس خُوبیاں

ابی بشور فہمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سُنا کہ میرے پروردگار کے ہاں میرے دس اختباء ہیں۔

میں اِسلام میں چار میں سے چوتھا ہُوں۔

میں نے جیشِ عسُرت کے لئے سامان فراہم کیا۔

مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد پر قُرآن جمع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجُھ سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جب وہ فوت ہوگئیں تو آپ نے دُوسری بیٹی میرے نکاح میں دے دی۔

میں ایسا مالدار نہیں ہوں جو جھُوٹ سے مال جمع کرتا ہے۔

میں نے اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا کیونکہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کی تھی۔

میرے پاس دو بیویاں جمع نہیں ہوئیں مگر میں نے جناب رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس میں آزاد رکھا اگر میرے پاس نہ ہوتی تو اس کے بعد اُسے آزاد کر دیتا۔

میں نے جاہلیّت اور اسلام کبھی زینت نہیں کی۔

میں نے کبھی چوری نہیں کی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں قُرآن

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ یہ آیت حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ثُمَّ لَا یُتۡبِعُوۡنَ مَآ اَنۡفَقُوۡا

وہ لوگ جو اپنے اُموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کا خُود فائدہ نہیں اُٹھاتے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲)

اور آپ کا دُعائے رسول اور تمام رات عبادت کرنے میں اِختصاص ہے چنانچہ حضرت

ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ کہ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ

کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی آس لگائے۔

(سورۃ الزمر آیت ۹)

اس روایت کی تخریج واحد، حاکمی اور فضائلی نے کی۔

محمد بن حاتم سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا آپ فرماتے تھے یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى

بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا۔

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱)

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

برابر ہو جائے گا یہ اور وہ جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور وہ سیدھی راہ پر ہے۔

(سورۃ النحل آیت ۷۶)

اس روایت کی تخریج نجار نے کی۔

ساتویں فصل

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے بعد افضل ہونا

اِس فصل کی احادیث اصحابِ ثلاثہ اور اصحابہ اربعہ کے باب میں ابن عمر وغیرہ کی حدیث سے پہلے گذر چکی ہیں تاہم پھر دیکھیں۔

نزال سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ہم باقی رہنے والوں سے بہتر تھے اور اُن تک کوئی نہیں پہنچتا۔

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان، قلعی اور صاحبِ صفوت نے کیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں صحابہ کے مشورہ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کوئی بھی عُثمان کے برابر نہیں تو آپ پر حجت قائم نہیں ہوگی۔

علی بن مُوفق کا خواب

علی بن موفق سے روایت ہے کہ مَیں ایک سرد رات میں کھڑا تھا اور ٹھنڈا پانی چمک رہا تھا میں نے قبلہ کی طرف مُنہ کیا اور نماز پڑھی اور ایک ہزار مرتبہ قُل ھواللہ اَحد پڑھ کر فارغ ہوا تو میری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، پھر میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! قُرآن کریم اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! القدر خیرہ وشرہ میٹھا اور کڑوا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! اِیمان قول وعمل اطاعت کے ساتھ زیادہ اور مَعصیت کے ساتھ کم ہوتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ! حضرت عُمر حضرت ابوبکر کے بعد ہیں پھر میں حضرت عثمان کے بارے میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ مجھے ان سے حیاء آتی ہے اور میں نے کہا حضرت علی حضرت عُمر کے بعد ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عُمر کے بعد عثمان اُن کے بعد اور پھر فرمایا عُمر کے بعد عثمان اور پھر علی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا بازو پکڑ کر فرمایا اَے علی بن الموفق! رات کو جاگنا میری سُنّت ہے اور پھر میں بیدار ہو گیا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

آٹھویں فصل

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کیلئے جنّت کی گواہی دیتے ہیں

اس فصل کی احادیث عشرہ مبشرہ اور اصحاب اربعہ کے باب میں گذر چکی ہیں اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں حدیث ابُوموسیٰ، حدیثِ انس، حدیثِ عائشہ حدیث زَید بن ارقم، حدیث عبدالرحمن بن عوف اور حدیث سعید بن زید اور خصائص کی فصل میں زید بن اسلم اور طلحہ بن عبداللہ کی حدیث خصائص عُثمان میں پہلے بیان ہو چکی ہے جس میں ہے کہ آپ جنّت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت میں ہوں گے۔

عبداللہ بن حوالہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

یھجمون علیٰ رجل یبائع الناس مدثر ببرد من اھل الجنۃ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب اُن سے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا گیا تو اُنھوں فرمایا!

عُثمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں۔ آپ کی دو بیٹیاں اُن کی زوجیت میں آئیں اور اُن کا گھر جنّت میں ہے۔

اِس روایت کی تخریج سمان نے موافقت میں کی۔

عُثمان جنّت میں ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم منبر پر چڑھے اور پھر جب اُترے تو فرمایا!

''عثمان فی الجنة'' یعنی عثمان جنت میں ہیں۔

اس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

جنّتی سے بُغض رکھنے والا

عبداللہ بن ظالم سے روایت ہے کہ سعید بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص نے آکر کہا میں عُثمان سے جتنا زیادہ بغض رکھتا ہوں کہ کسی اور چیز سے اتنا بُغض نہیں رکھتا۔

اُنہوں نے کہا! وہ شخص کتنا برا ہے جو جنّتی انسان سے بغض رکھتا ہے۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں معراج کی شب جنّتِ عدن میں داخل ہوا تو میرے ہاتھ میں ایک سیب آ گیا۔

اُس کی آنکھوں پر نُور کے پَر ہیں۔

میں نے کہا! تُو کس کے لئے ہے؟

اُس نے کہا! آپ کے بعد آنے والے خلیفہ عُثمان بن عفّان کے لئے۔ اِس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی اور حاکمی نے مزید روایت بیان کی کہ اُس حُور نے کہا آپ کے بعد شہید ہونے والے خلیفہ کے لئے۔

حُورِ عین عُثمان کے لیے

اور ملاء نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنّت میں داخل ہوا تو جبریل نے مجھے سیب دیا، پھر آپ نے باقی مضمون کی حدیث بیان کی اور فرمایا کہ اس حورعین نے کہا کہ مَیں ظلماً شہید کئے گئے مظلوم خلیفہ عُثمان کے لئے ہوں اور یہ لفظ نہیں کہے کہ آپ کے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے۔

حضرت عُثمان کے جنّت کو واجب کرنیوالے کام

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے بئر رومہ اور مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین خریدی عبداللہ بن الرحمٰن بن ابی حسین سے راویت ہے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے ایک احاطہ خرید کیا تو اُس نے پھر دوبارہ کہا کہ مجھے اس کے دس ہزار درہم دیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ نے فرمایا۔

ان اللہ عزّ وجل ادخل الجنّۃ رجلا کان سمحا بائعا و مبتاعا وقابضاً ومقبضا

پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنی ہوئی بات آپ پر دس ہزار مزید ادا کرنا واجب کرتی۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی۔

نویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سابقون الاولون صحابہ میں سے تھے اور آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دو ہجرتیں فرمائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بیٹیاں آپ کے حبالہٴ عقد میں آئیں وہ اہلِ بدر اور بیعتِ رضوان والوں میں شامل نہ ہونے کے باوجود اُن میں شمار ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

اور یہ اُن صحابہ میں سے ایک ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصال کے وقت خوش تھے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ عشرہ مبشّرہ کے علاوہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیثِ حرا میں اور اصحابِ ثلاثہ کے بارے میں آنے والی احادیثِ اُحد و ثبیر میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو شہید کے لقب سے ملقب کیا۔

حضرت عُثمان حق و ہدایت پر تھے

کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عنقریب بپا ہونے والے بہت بڑے فتنہ کا ذکر فرمایا پھر ایک شخص سر پر رومال باندھے گذرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ھذا یومئذ علی الحق یعنی یہ شخص اس روز حق پر تھا۔

پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا بازو پکڑ کر لایا گیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ شخص یہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایاہاں!

اسی مفہوم کی حدیث ترمذی نے مرّہ بن کعب البھزی۔سے نقل کی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

”یہ اس روز ہدایت پر ہوگا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی جانب کھڑے ہوکر آپ نے اس کے مابعد کا ذکر کیا۔“

ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

مرّہ بن کعب البھزی سے روایت ہے کہ ہم مدینہ منوّرہ کے ایک راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا!

کیف تصنعون فی فتنۃ تثور فی اقطار الارض کانھا صیاصی بقر

لوگوں نے کہا یارسول اللہ! کس کے ساتھ ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

علیکم بھذا واصحابہ اواتبعوا ھٰذا او اصحابہٖ

پھر لوگ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ، کو آپ کی خدمت میں لائے اور عرض کی یارسول اللہ! وہ یہ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں

اس روایت کی تخریج ابوحاتم اور احمد نے کی۔

فتنہ واختلاف کی پیشگوئی

ابی حبیبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے سُنا کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے محصور ہونے کے دنوں لوگوں سے بات کرنے کی اجازت لے کر فرمایا! مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا۔

انها تكون فتنة واختلاف او اختلاف وفتنة

کہ یہ فتنہ اور اختلاف یا اختلاف اور فتنہ ہوگا۔

ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی تُم پر امین ہیں۔

اس روایت کی تخریج قزوینی حاکمی نے کی۔

حضرت عُثمان امینِ اُمّت

کعب سے روایت ہے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ کی کتاب حضرت مُحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق ہیں، حضرت عُمر فاروق ہیں اور حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم امین ہیں تو اے معاویہ! اس اُمت کے معاملہ میں اللہ کو یاد رکھو۔ پھر دُوسری آواز دی کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی اور پھر تیسری مرتبہ اس کا اعادہ کیا۔

اس روایت کی تخریج انصاری نے کی۔

حضرت عُثمان میدانِ محشر میں کیسے آئیں گے

زَید بن ابی اوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحابہ کے درمیان بھائی چارے کی حدیث کے ضمن میں روایت بیان کرتے ہیں کہ اس میں ہے پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو بلایا اور فرمایا اے اباعمرو! قریب آؤ، اے اباعمرو! قریب آؤ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ آپ کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ اُن کا کندھا آپ کے کندھے سے مل گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا! سُبحان اللہ

پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور اُن کی چادر کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔

میں نے تیری چادر تیری گردن پر رکھ دی۔

پھر فرمایا اے اَبا عمرو! تیری اہل آسمان میں بڑی شان ہے تُم میرے حوض پر آؤ گے اور تمہاری شہ رگ سے خُون بہہ رہا ہو گا میں پُوچھوں گا تمہارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟

تم کہو گے فلاں اور فلاں نے اور یہ کلام جبریل کا ہے۔

ابوالخیر حاخمی نے اسی قدر نقل کیا ہے جبکہ ابوالقاسم دمشقی نے مواخات کی پوری حدیث نقل کی ہے جو عشرہ مبشرہ کے باب میں پہلے نقل ہو چکی ہے۔

چچا زاد بھائی پر حد لگوادی

عبداللہ بن عدی بن خیار بن مسور بن مخرمہ نے کہا کہ اُس سے عبدالرحمٰن بن اسود بن عبدیغوث نے کہا تم حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن کے بھائی ولید کی بات کیوں نہیں کرتے جبکہ اکثر لوگ اس سے ناخوش ہیں۔

پھر جب حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے تشریف لائے تو میں نے کہا مُجھے آپ سے ایک کام ہے اور اُس میں آپ ہی کی بھلائی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے شخص! تجھے اللہ کی پناہ! پھر میں واپس آ گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آدمی مجھے بُلانے آ گیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ہاں بتاؤ وہ بھلائی کی کیا بات ہے؟

میں نے کہا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ پر کتاب نازل فرمائی، اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حکم مانا آپ نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صُحبت میں رہے اور آپ کے اندر از راہِ ہدایت کا مشاہدہ کیا ہے جبکہ بہت سے لوگ

ولید کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی ہے؟

میں نے کہا نہیں! مگر آپ کی وہ باتیں مجھ تک پہنچ گئی ہیں جو ایک پردہ نشین، کنواری عورت تک کو پہنچ چکی ہیں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! امّا بعد! یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور مَیں بھی آپ پر ایمان لایا اور اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت گذاروں میں تھا جیسا کہ تم نے کہا میں نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ مَیں نے آپ کی بیعت کی اور خدا کی قسم! نہ میں نے کبھی آپ کی نافرمانی کی اور نہ ہی کبھی آپ کو دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی میرا ایسا ہی معاملہ رہا اور پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اسی طرح میں نے اطاعت کی پھر مجُھے خلافت حاصل ہوگئی تو کیا خلافت کا جو حق اُن لوگوں کو حاصل تھا مجُھے حاصل نہیں؟

میں نے کہا کیوں نہیں! آپ کو وہی حق حاصل ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تو پھر وہ کیسی باتیں ہیں جو مجُھے تم سے پہنچ رہی ہیں؟

تاہم ولید کے بارے میں جو تم کہتے ہو ہم انشاء اللہ اُس کو اس میں پکڑیں گے۔

آپ نے فرمایا! یہ جبریل جو مجُھے اللہ عزّ وجل کی خبر دے رہے ہیں کہ جسے چھینک آئے اور تین چھینکیں آئیں تو اُس کے دل میں ایمان ثابت ہے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی اور کہا اس سے مُراد یہ ہے کہ جسے تین چھینکیں آئیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حیاء وایقان کے مقام پر ہو۔

مَیں کہتا ہوں یہ تحکّم اُس تک نہیں پہنچتا بلکہ اگر حدیث صحیح ہے تو اس کا ظاہر عموم پر ہے

اور یہ تخصیص مومنوں کے لئے ہوگی۔

حضرت عُثمان ستّر ہزار افراد کی سفارش کریں گے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یشفع عثمان یوم القیامة فی سبعین الفا عند المیزان من امتی ممن استوجبوا النار۔

یعنی عُثمان قیامت کے دن میزان کے وقت میری اُمت کے ستر ہزار ایسے افراد کی سفارش کریں گے جن پر جہنّم واجب ہو چکا ہوگا۔

ابی امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ید خل بشفاعة رجل من امتی الجنة مثل احد الحیین ربیعة و مضر

یعنی میری اُمّت کے ایک شخص کی شفاعت سے ربیعہ و مضر کے قبیلوں کی طرح لاتعداد لوگ جنّت میں جائیں گے۔

بعض نے کہا! وہ شخص عُثمان بن عفّان ہونگے۔

دونوں روایتیں ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کیں۔''

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یشفع عثمان یوم القیامة فی مثل ربیعة و مضر۔

یعنی حضرت عثمان قیامت کے دن ربیعہ و مضر کے قبیلوں کی مثل میں شفاعت کریں گے۔

اِس روایت کی تخریج حاکمی قزوینی نے کی۔''

حضرت خلیل کے مشابہ

حضرت مُسلم بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وا آلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا! یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مشابہ ہے اور فرشتے اس سے حیا کرتے ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ذہبی نے مخلص میں اور بغَوی نے فضائل میں کی۔''

اور پہلے متعدّد مناقب میں بیان ہوا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہیں تو اِحتمال ہے کہ فرشتوں کے اُن سے حیاء کرنے کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ ہوں یا بعض صِفات میں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کے اور بعض صفات میں حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہوں۔

حضرت عُثمان کی نگاہِ بصیرت

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ایک اجنبی عورت کو دیکھنے لگا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی طرف دیکھا تو تعجّب سے فرمایا !
ہاں تم میں ایک شخص میرے پاس آیا ہے جس کی آنکھوں میں زناء کا اثر ہے؟
اُس شخص نے کہا! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد وحی آنے لگی؟
حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! نہیں بلکہ قولِ حق اور فراستِ صدق ہے۔
اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔''

دُشمنِ عُثمان کی سزا

نافع سے روایت ہے کہ ججاہ غفاری نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عصاء لے کر

اُن کے کندھے پر توڑ دیا تو اُس کے پاؤں کو گوشت خور مرض نے پکڑ لیا۔"

دُشمنانِ عُثمان کی بربادی

ابی قلابہ سے روایت ہے کہ میں شام میں دوستوں کے ساتھ تھا ایک شخص کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا:

یا ویلاہ النار

میں نے اُٹھ کر دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ران تک کٹے ہوئے ہیں اور دونوں آنکھیں اندھی اور چہرہ ٹیڑھا ہے۔

میں نے اُس سے پُوچھا! تیرا یہ حال کیسے ہوا؟

اُس نے کہا ! بلوا کے دنوں میں مَیں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے اندر داخل ہوا جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری، میں نے اُن کے مُنہ پر تھپڑ مار دیا اِس کے ساتھ ہی مُجھے بجلی کی کڑک نے پکڑ لیا، میں وہاں سے بھاگتا ہوا نکل آیا تو میرا یہ حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور وہ صرف آگ کو پُکارتا تھا، میں نے اُس سے کہا کہ دور ہو جا اور وہ دور ہٹ گیا۔"

یہ دونوں روایتیں ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کی ہیں۔

قبر کی جگہ بتا دی

مالک سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھاس کے ایک قطعہ پر سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک صالح شخص ہوگا تو وہاں پر پہلے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی دفن ہوئے۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔"

سُنّتِ رسول کا اہتمام

عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عرفات سے نکل کر مزدلفہ میں آیا اور مغرب و عِشاء کی نماز دونوں کی اذان و اقامت کے ساتھ ادا کی اور سو گئے۔ جب کسی نے کہا کہ فجر ہوگئی تو فجر کی نماز ادا کی، پھر کہا کہ یہ دونوں نمازیں ہم نے اُن کے وقت سے آخر پر اُسی جگہ ادا کیں جہاں مغرب پڑھی تھی کیونکہ لوگ یہاں رات کا کچھ حصّہ گزارتے ہیں اور پھر فجر اِس وقت میں ادا کرتے ہیں۔"

پھر ٹھہر کے چلے تو کہا ! امیر المومنین کو یہ طریقہ پہنچا ہے تو وہ پہنچ جائیں گے۔ کہا کہ عبداللہ ابھی فارغ نہیں ہوئے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی نمازِ کسوف

ابی شریح خزاعی سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں سورج گرہن لگا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منوّرہ میں تھے۔

کہا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ نکلے اور نمازِ کسوف کی دو رکعتیں ادا کیں اور ہر رکعت میں دو سجدے ادا کئے، پھر واپس آ کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حجرہ کی طرف بیٹھ گئے اور ہم لوگ عبداللہ کی طرف بیٹھ گئے تو اُنہوں نے کہا !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سُورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز کا حکم فرماتے تھے تو جب تم سورج گرہن اور چاند گرہن کو دیکھو تو نماز کے لئے نکلو کیونکہ تُم ڈرائے جانے کے وقت غفلت میں نہیں ہوگے اور اگر تمہیں نہیں ڈرایا ہوگا تو جب

بھی تمہیں بھلائی پہنچے گی تو اُس سے اِکتساب کرلو گے۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے کی۔''

وتر میں قُرآن

(۱) محمد بن سیرین نے کہا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پُوری رات میں ایک رکعت نماز ادا کرتے اور اُس ایک رکعت میں پُورا قرآن ختم فرماتے۔

(۲) محمد بن سیرین ہی سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے کہا کہ جب لوگ اُن کو قتل کرنے کے لئے اُن کے گھر کے چکر کاٹ رہے تھے وہ پوری رات قیام فرما کر ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کرتے تھے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا قیامُ اللیل

عثمان بن عبدالرحمٰن تیمی سے روایت ہے کہا کہ میں نے کہا کہ رات مقام میں ضرور غلبہ کرتی ہے پھر جب ہم رات کا کچھ حصّہ قیام کرتے تو اپنی جگہ سے نکل جاتے اور پھر دوبارہ اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے مگر ہمارے درمیان حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ایسے شخص ہیں جو نماز کی رکعت سُورۃ فاتحہ سے شروع کرتے ہیں اور ختم قُرآن یعنی والنّاس تک پہنچ جاتے ہیں، پھر رکوع وسجود کرتے ہیں پھر اپنی نعلین پکڑ لیتے ہیں تو میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے نماز میں کچھ پڑھ چکے ہیں یا نہیں، یعنی آپ ایک رکعت میں رات کو پُورا قرآن مجید ختم کرتے ہیں مگر تھکن کے آثار ظاہر نہیں ہوتے۔

اِس روایت کی تخریج ملاء اور حاکمی نے کی۔''

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ صائم الدّھر تھے

(۱) حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک کنیز سے روایت ہے کہ حضرت عثمانِ غنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ صائم الدہر تھے اس روایت کی تخریج ابو عمر اور صاحب صفوت نے کی۔

(۲) زبیر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صائم الدہر تھے اور قائم اللیل تھے مگر رات کے پہلے حصے میں سو لیتے تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

قیام میں ختمِ قرآن

عبد الرحمٰن بن عثمان تیمی سے روایت ہے کہا کہ رات مقام پر ضرور غلبہ کرتی ہے جب غلبہ ہوا تو مَیں کھڑا ہو گیا جب مَیں کھڑا ہوا تو سر پر رومال باندھے ہوئے ایک شخص نے میری جگہ کو تنگ کر دیا جب مَیں نے اُس پر نگاہ ڈالی تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے تو مَیں نے اپنا قیام مؤخر دیا۔

پھر مَیں نے دیکھا کہ وہ قرآن کے سجدوں کے مقام پر سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ فجر ہو گئی تو اُنہوں نے اپنا وِتر پورا کیا اور اس کے علاوہ کوئی رکعت نہ پڑھی پھر وہ تشریف لے گئے۔

اس روایت کی تخریج شافعی نے اپنی مسند میں کی۔

شانِ عثمان بزبانِ عثمان رضی اللہ عنہ

ابو نشور فہمی سے روایت ہے کہا کہ مَیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر آپ کے پاس اہلِ مصر کا وفد آیا مَیں وہاں سے چلا آیا جب وفد واپس چلا گیا تو مَیں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا! تُو نے ان اہلِ مصر کو کیسا دیکھا؟

مَیں نے کہا! مَیں نے ان کے چہروں پر شر دیکھا ہے۔

اِن لوگوں پر امیر ابن عدس بلوی تھا وہ منبرِ رسول پر چڑھا پھر اُن کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبے میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کی۔

میں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خِدمت میں حاضر ہو کر ابنِ عدس کے بارے میں بتایا، تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم! ابن عدس جھوٹ بکتا ہے۔

اگر یہ ایسی باتیں نہ کرتا تو مَیں یہ ذکر نہ کرتا خُدا کی قسم مَیں پہلے چار اسلام لانے والوں میں سے ایک ہُوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے حبالۂ عَقد میں اپنی بیٹی کو دیا جب وہ فوت ہو گئیں تو آپ نے اپنی دُوسری بیٹی کو میرے نکاح میں دے دیا میں نے دَورِ جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں نہ زینت کی اور نہ ہی کبھی چوری کی۔"

مَیں نے جب سے اِسلام قبول کیا ہے نہ کبھی مال جمع کیا اور نہ ہی کبھی مالِ دُنیا کی تمنّا کی ہے۔

مَیں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے کبھی اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

میں نے قُرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ کے مطابق جمع کیا۔

میں جب سے اسلام لایا ہُوں ہر جمعہ کے دن ایک غُلام آزاد کرتا ہوں اگر ایک جمعہ کے دن غُلام آزاد نہیں کر سکا تو دُوسرے جُمعہ کو دو غلام آزاد کرتا رہا ہُوں۔

اس روایت کی تخریج رازی اور فضائلی نے کی۔

غلّہ کے ایک ہزار اُونٹ راہِ خُدا میں

اس سے قبل حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں ان کے صدقات کے سلسلہ میں ان سے بھی بڑی بڑی باتیں بیان ہو چکی ہیں۔

تاہم حضرت عباس رضی اللہ عنہا سے رَوایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، کے

زمانہ میں قحط پڑا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا! تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس قحط سے نجات دے گا۔

پھر جب اگلا دن ہوا تو اُن کے پاس خوشخبری دینے والا آ گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گندم اور سامانِ خوراک کے ایک ہزار اونٹ آ رہے ہیں۔

کہا کہ پھر حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گندم اور دیگر اشیائے خُوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے تو اگلے روز تاجر لوگ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں پہنچ گئے اور اُن کے دروازہ پر دستک دی۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن لوگوں کے پاس تشریف لائے تو اُن لوگوں میں وہ غُلام بھی تھا جسے آپ نے آزاد کیا تھا۔

آپ نے اُن سے پُوچھا! تُم لوگ کیا چاہتے ہو؟

اُنہوں نے کہا! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے گندم اور دیگر اشیاء خُوردنی کے ایک ہزار اونٹ آئے ہیں آپ وہ ہمیں فروخت کر دیں تا کہ مدینہ منوّرہ کے ضرورت مندوں پر رِزق کی وسعت ہو جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا! اندر آ جاؤ وہ لوگ اندر آ گئے تو ایک ہزار اونٹ کا بوجھ گندم وغیرہ کی صُورت میں آپ کے گھر میں پہنچ چکا تھا آپ نے اُن سے پُوچھا کہ تم مُلکِ شام کے نرخوں کے مطابق کیا نفع دو گے؟

اُنہوں نے کہا! دس روپے کے چودہ روپے دیں گے یعنی دس روپے پر چار روپے منافع دیں گے۔

آپ نے فرمایا! مجُھے زیادہ ملتا ہے۔

اُنہوں نے کہا! دس کے پندرہ لے لیں۔

آپ نے فرمایا! مجُھے اس سے زیادہ منافع مل رہا ہے۔

اُنہوں نے کہا ! مدینہ کے تاجر ہم ہیں آپ کو کون زیادہ نفع دے رہا ہے؟

آپ نے فرمایا! مجھے ایک روپیہ پر دس روپے منافع مل رہا ہے تم اس سے زیادہ دو گے؟

اُنہوں نے کہا! نہیں ہم اتنا منافع نہیں دے سکتے۔

آپ نے فرمایا! اے تاجروں کی جماعت اس پر گواہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ تمام اشیاء خُوردنی مدینہ منوّرہ کے ضرورت مندوں کے لئے صدقہ کردی ہیں۔

عُثمان کے لیے حُجلہ ہائے عُروسی

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مَیں رات کو سو گیا تو مَیں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی آپ نے نُور کی چادر پہن رکھی تھی اور آپ کے ہاتھ مبارک میں نُور کی چھڑی اور پاؤں مبارک میں نعلین تھی۔

مَیں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قُربان یارسول اللہ! آپ کی طرف میرا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں جلدی میں ہوں عُثمان نے ایک ہزار اونٹ کے بوجھ گندم وغیرہ کا صدقہ کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عُثمان اور اُس کی بیوی کے لئے دو حُجلہ ہائے عُروسی مقرر فرمائے ہیں مَیں عُرسِ عُثمان کی طرف جا رہا ہوں۔

فقراء جیسی خُوراک

شرجیل بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو اُمراء کا کھانا کِھلاتے اور خود زَیتون کا تیل اور فقراء کا کھانا استعمال کرتے۔

اس روایت کی تخریج صاحب صفوت، ملاء اور فضائلی نے کی۔

رِدائے فقر

عبداللہ بن شدّاد سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے دورِ خلافت میں دیکھا۔ آپ جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور آپ کے اُوپر جو کپڑا تھا دو چار یا پانچ درہم کا تھا۔ ''خرجہ، ملاء''

حَسن سے روایت ہے کہ اُن سے ایک شخص نے حضرت عَثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رِداء کے بارے میں پُوچھا کہ کیسی تھی؟

کہا! بہت معمولی اور گھٹیا

پُوچھا ! اُس کی قیمت کیا ہوگی؟

کہا! آٹھ درہم۔

پُوچھا! اُن کی قمیص کیسی تھی؟

کہا! سُنبل کی۔

پُوچھا! اُس کی کیا قیمت ہوگی؟

کہا! آٹھ درہم

کہا! آپ کی نعلین کیسی تھی؟

کہا! ایڑی کی طرف سے اُونچی ہوتی اور آپ کے پنجے کا درمیانی حصّہ زمین پر نہ لگتا تھا اور اُسے تسموں سے باندھ رکھا ہوتا۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اپنی معجم میں کی۔

ایک روایت میں مزید اُن کے تہبند کے بارے میں پُوچھا گیا تو کہا وہ پاجامہ پہنتے تھے۔

غُلاموں کو قصاص دیتے تھے

ابی فرات سے روایت ہے کہا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غُلام کو فرمایا

مَیں نے ایک مرتبہ تیرا کان مسلا تھا مُجھ سے اس کا قصاص لے لے تو اُس نے آپ کا کان پکڑ لیا آپ نے فرمایا ذرا زور سے مَسل مجُھے آخرت کی بجائے دُنیا میں قصاص اور بدلہ دینا پسند ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے ''الموافقت'' میں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے فرمایا! اگر میں جنّت اور دوزخ کے درمیان ہُوا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ دونوں میں سے کدھر جانے کا حکم ہوگا تو مَیں اس کا علم ہونے سے پہلے ہلاک ہوجاؤں گا کہ مجُھے دونوں میں سے کدھر جانا ہے۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے کی۔

ایامِ محاصرہ میں اِستقامت

حماد بن زید سے روایت ہے کہا! اللہ تعالیٰ اُمیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رحم فرمائے، اُن کا چالیس سے زیادہ دن محاصرہ رہا آپ سے کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوئی جس میں مُدعی کے لئے حُجّت ہوتی۔

اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی۔

دورِ خلافت میں آپ کی سادگی

(۱) حسن سے روایت ہے مَیں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھ آپ کی چادر آپ کے سر کے نیچے تھی کہ ایک شخص آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا پھر ایک اور شخص آیا اور وہ بھی آپ کے پاس بیٹھ گیا گویا آپ اُنہیں میں سے ایک ہوں۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

(۲) انہی الفاظ ومعانی کی روایت خثیمہ نے بیان کی ہے اُنہوں نے کہا میں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لحاف لئے مسجد میں سوئے دیکھا اور آپ کے اِردگرد کوئی بھی نہیں تھا حالانکہ آپ امیر المومنین تھے۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے کی۔

(۳) اور یہ روایت ان الفاظ سے بھی بیان کی جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو کر اُٹھے اور پھر کھڑے ہوئے تو آپ کے پہلو میں زمین کی کنکریوں کے نشانات تھے تو لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین ہیں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی توبہ

علقمہ بن وقاص سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو خطاب فرما رہے تھے عمَرو بن عاص نے کھڑے ہو کر کہا! اَے عثمان آپ لوگوں کی گردنوں پر سوار ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں گے تو لوگ بھی ضرور توبہ کریں گے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا! اَے نابغہ کے بیٹے تو یہاں ہے؟

پھر آپ نے قِبلہ کی طرف رُخ کیا اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر کہا! میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ یا اللہ! میں تیری طرف پہلا توبہ کرنے والا ہوں۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

بُرائی کو روکنا

سلیمان بن مُوسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ لوگوں کے بُرائی میں مبتلا ہونے کا پتہ چلا تو آپ اُن کے پاس گئے تو اُنہیں اس اَمرِ قبیح میں مبتلا پایا اُن لوگوں نے آپ کو دیکھا تو منتشر ہو گئے۔

فحمد اللہ اذلم یصادفھم واعتق رقبۃ

اس روایت کی تخریج صاحبِ صفوت نے صفوت میں کیا۔

گھر والے بھی شب زِندہ دار تھے

زبیر بن عبداللہ کی دادی اور حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے رات کو نہیں سوتے تھے بلکہ شب زندہ دار تھے اور رات کے وقت آپ کو وضو کراتے۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر اور صاحبِ صفوت نے کی۔

دورِ عثمان کی کشادگی کا زمانہ تھا

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ مال و دولت کی فراخی اور کشادگی کا عہد تھا چنانچہ کنیز اپنے وزن کے ساتھ اور ایک گھوڑے اور ایک لاکھ درہم کے عوض فروخت ہوتی ایسے ہی کھجوروں کے باغ کی قیمت ایک لاکھ درہم ہوتی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں رزق کی بہتات اور خیر کثیر تھی۔

عُثمان میدان محشر میں کس طرح آئیں گے

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن عثمان مع اپنی ازواج کے آئیں گے ن کی شہ رگ سے خُون بہہ رہا ہو گا اور اُن کا رنگ اور خون کا رنگ اور خُوشبو کستوری کی خوشبو ہو گی۔

آپ کو نُور کے دو حُلّے پہنائے جائیں گے اور پُلصراط پر اُن کا تخت بچھایا جائے گا اور مومن اُن کے چہرے کی روشنی میں پُلصراط کو پار کر جائیں گے اور آپ سے بغض رکھنے والوں کا اِس میں حصّہ نہیں ہو گا۔

دُشمنِ عُثمان کی سزا

(۱) علی بن زید بن جدعان سے روایت ہے کہ مجھ سے سعید بن مسیب رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کہا اس شخص چہرہ دیکھو، میں نے دیکھا تو اُس کا چہرہ سیاہ تھا۔

مَیں نے کہا! مجھے بتائیں کہ یہ کیسے ہوا؟

اُنہوں نے کہا! یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دیتا تھا میں نے اسے روکا مگر یہ نہ رُکا تو میں نے کہا الٰہی! یہ تو ان دونوں بزرگوں کو گالیاں دیتا ہے نامعلوم اس کا کیا حال رہے جو اسے پہلے دونوں بزرگوں یعنی ابوبکر و عمر کو گالیاں دیتا ہے، الٰہی! اگر تُو علی و عثمان کو گالیاں دینے پر اس سے ناراض ہے تو مجھے اس میں نشانی دکھا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

(۲) یہی روایت خثیمہ سے بھی مروی ہے اُس نے کہا میں سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اُنہوں نے کہا! بیٹھنے سے پہلے اُس شخص کو جا کر دیکھ پھر میں تُجھ سے بات کروں گا میں نے اُسے جا کر دیکھا اور پھر سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ مَیں نے اُسے دیکھا ہے اُس کا جسم سفید اور چہرہ سیاہ ہے۔

سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ شخص حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے کہا! اگر یہ جھُوٹا ہے تو اس کا مُنہ سیاہ ہو جائے تو اس کے منہ پر پھنسیاں نکل آئیں اور اس کا مُنہ سیاہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی محبّت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُنہیں کہا گیا کہ انسان کے دل میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کی محبّت کبھی جمع نہیں ہو سکتی؟

اُنہوں نے کہا! تُم جھُوٹ کہتے ہو میرے دل میں دونوں کی محبّت جمع ہے ایک روایت میں ہے کہ اُنہوں نے کہا اُس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہمارے

دلوں میں حضرت علی اور حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی محبت جمع ہے اور الحمد للہ ! ہم ایسے ہی ہیں۔

شانِ عُثمان رضی اللہ عنہ بزبانِ علی علیہ السلام

(۱) اس سے قبل حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ ارشاد گذر چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے صِلہ رحمی کرنے والے اور رب سے ڈرنے والے تھے۔

(۲) اُمِ عمرو بنت حسان بن یزید بن ابی الغصٔ سے روایت ہے اور حضرت احمد بن حنبل نے کہا کہ یہ بوڑھی خاتون یعنی اُم عمرو صادقہ ہے اس خاتون نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ میں کوفہ میں بڑی مسجد میں گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم منبر پر تشریف فرما ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور پھر آپ نے بلند آواز سے تین مرتبہ فرمایا اے لوگو، اے لوگو، اے لوگو تم عثمان کے حق میں زیادتی کرتے ہو جبکہ میری مثل اور اُن کی مثل کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دُوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

اُے لوگو! یہ آیت ہمارے لئے خاص ہے۔

قاتِلِ عُثمان پر لعنت

اور اسی سے روایت ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ اُن کو شہید کرنے والا قتل ہو، اللہ

کی لعنت اُس پر جس نے عثمان کو قتل کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں اور طلحہ اور عُثمان و زبیر اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی۔

ہم بھائی ہیں فرمانِ علی علیہ السلام

محمد بن حاطب سے روایت ہے مَیں کوفہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں حجاز کا ارادہ رکھتا ہوں لوگوں نے مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھا تو اس میں کیا کہوں؟

آپ اُس وقت تکیہ سے ٹیک لگائے تشریف فرما تھے میری گذارش سُن کر آپ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا! اَے ابنِ حاطب تو چاہتا ہے کہ میں عثمان کے بارے میں بات کروں۔

خدا کی قسم! مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ مَیں اور بھائی عُثمان اُن میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ

اور ہمارے سینوں سے کینوں کو کھینچ لیا گیا اور ہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر بیٹھے ہیں۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

محمد بن حاطب سے ہی روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! عُثمان ایمان لانے والوں میں سے ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ل۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا

جو ایمان لائے اور نیک کام کیئے ان پر کچھ گناہ نہیں ہے جو کچھ انہوں نے چکھا۔

(سورۃ المائدہ آیت ۹۳)

اس روایت کی تخریج ابن حرب طائی نے کی۔

ثابت بن عبد سے روایت ہے، کہا آلِ حاطب سے ایک شخص حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اَے امیر المومنین! میں مدینہ منورہ کی طرف جارہا ہوں اور وہاں کے لوگ مجھ سے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں اُنہیں کیا بتاؤں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اُن سے کہنا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لوگوں سے ہیں۔

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

جب کہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۃ المائدہ آیت ۹۳)

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے فرمایا۔

لو سیر فی عثمان الی کذا اسمعت و اطعت

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا جنّت میں گھر

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد نبوی

میں اضافہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! جو کیا کتنا اچھا کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

من بنی مسجدا بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنّۃ

یعنی جو مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنّت میں گھر بنا دیتا ہے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر نام

ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے پہلو میں ایک لڑکا دیکھا میں نے اُس سے زیادہ خوبصورت نہ کوئی لڑکا دیکھا ہے اور نہ لڑکی۔

مَیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں عرض کی! اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے آپ کے پہلو میں یہ جوان کون ہے؟

آپ نے فرمایا! یہ میرا بیٹا عُثمان بن علی ہے میں نے اس کا نام ''عُثمان بن عفّان'' کے نام پر رکھا ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ایک بیٹے نام حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ''عُمر'' اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام پر ''محمد'' رکھا تھا جبکہ آپ کے بیٹوں کے نام حسَن و حُسین اور محُسن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھے تھے اور آپ ہی نے اُن تینوں کا عقیقہ کیا تھا اور اُن کے سر کے بال اُتر وا کر بالوں کے ہم وزن سونا تقسیم فرمایا تھا اور اُن کے یہ نام رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافقت میں کی۔

ایک دُوسرے کیلئے اِستغفار

سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شیطان کے ورغلانے سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین نزاع پیدا ہو گیا مگر اُن میں سے کسی نے بھی ایک دُوسرے سے تعلق ختم نہیں کیا بلکہ دونوں میں سے ایک کھڑا ہوتا تو دُوسرے کے لئے استغفار کرتا۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت علی نے حضرت عُثمان کی بُرائی نہیں کی

محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور اُنہوں نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تونگری کا شکوہ کیا۔

محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس پر میرے باپ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک خط دیکر کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر کہو کہ لوگ آپ کی تونگری کا شکوہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زکوٰۃ وصدقہ کے بارے میں یہ حکم ہے تو اس پر عمل کریں۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جا کر یہ بات عرض کی تو اگر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی بری بات کی ہوتی تو اس خط میں اُس کا ذکر ہوتا۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

خلیفہ کا حق

ارطاۃ بن منذر سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی علیہما السلام حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے نکلے تو ان کی مُلاقات اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں فرمایا، بیٹا! کیا تجھ پر میرا باپ ہونے کا حق ہے؟

حضرت حسن علیہ السلام نے کہا! خلیفہ کا حق باپ کے حق سے بڑا ہے۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

پسرانِ عُثمان و علی

ابہز بن میرز سے روایت ہے کہا مَیں نے ایک مرتبہ حج کے دنوں دو حسین و جمیل گورے رنگ کے نوجوانوں کو کعبے کا طواف کرتے دیکھا اور لوگ بھی اُن کے ساتھ طواف کر رہے تھے میں نے پُوچھا یہ دونوں کون ہیں۔

کسی نے بتایا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں۔

میں نے کہا! کیا تو نے دیکھا کہ اُنہوں نے ایک دُوسرے کے گھروں میں شادیاں کر رکھی ہیں اور اکٹھے حج کر رہے ہیں اور ہمارے لوگ ایک دُوسرے پر کفر کی گواہی دیتے ہیں۔

وکیع نے کہا یہ دونوں ایک تو عبد اللہ بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور دوسرے محمد بن عمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جن کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

نیچے اُوپر نہ کرو

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُن سے کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے پوچھنے والے کو فرمایا!

اللہ تیرا بُرا کرے تو مجُھ سے اُن کے بارے میں پُوچھتا ہے جن میں سے ہر ایک مجھ سے بہتر ہے تو چاہتا ہے کہ مَیں ایک کو نیچے اور دُوسرے کو اُوپر کروں۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

عُثمان و علی ابنِ عُمر کی نظر میں

سعید بن عبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اُن سے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے عمل کے محاسن بیان کئے پھر فرمایا تیرا خیال ہوگا کہ شاید میں اُن کی بُرائی بیان کروں گا۔

اُس نے کہا! ہاں

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اللہ تُجھے ناک کے بل گرائے۔

پھر اُس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عمل کے محاسن بیان کئے اور کہا اُن کا گھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا، اور کہا شاید تو اُنہیں برا جانتا ہے؟

اس نے کہا! ہاں

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اللہ تجھے ناک کے بل گرائے نکل جا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

بھائی اور دوست

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا!

عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہکو گالی نہ دو وہ میرا بھائی اور دوست ہے۔

اُس ذات کی قسم جن کے قبضہ میں مُحمد کی جان ہے تُم میں سے کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک ساعت ٹھہرنا دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس روایت کی تخریج

ابن البحتری نے کی اور یہ براء پر موقوف ہے اور شاید مرفوع ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر نہ کیا ہو۔

گُناہوں کی معافی

نُعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ میرے باپ نے کہا کہ میں خارجہ بن زید نامی شخص کے پاس ٹھہرا اُس نے خود کو کپڑے میں ڈھانپ رکھا تھا اور کہتا تھا اللہ کے بندے عثمان امیر المومنین عفت والے ہیں اُن کے بہت سے گناہ دو راتوں میں اور بقیہ چار راتوں میں معاف ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک اور ابن ابی دُنیا نے کی۔

دسویں فصل

آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت

اور اس سے پہلے صراحت و وضاحت سے اصحاب اربعہ اور اصحابِ ثلاثہ کے ذکر میں اس کے مثل احادیث بیان ہو چکی ہیں اور اس ضمن میں مُتشکل احادیث سے کلام ہوا اور مطلوب امر پر دلالت کرنے والی وجہ بیان ہوئی اور جنّت میں اُن کے لئے حُورِعین کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔

خلافت کے بعد فوت ہوں گے

اسود بن ہلال نے اپنی قوم کے ایک شخص سے روایت بیان کی ہے کہ ہم حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں کہا کرتے تھے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک خلیفہ نہیں بنیں گے فوت نہیں ہوں گے۔

ہم نے کہا! تم نے کیسے جان لیا؟

کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

رایت اللیلۃ فی المنام کان ثلاثۃ من اصحابی ودقوا

یعنی میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میرے اصحاب میں سے تین قریب ہیں۔

اور اصحاب ثلاثہ کے باب میں یہ بھی گُذر چکا ہے اور اس میں دقیق بحث ہے تو پھر دیکھیں جب آپ خلیفہ کے ذکر پر پہنچے تو بیہوش ہو گئے اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھ دیا جب حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوش آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا خلافت کے لئے کس کا نام لکھا تھا؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اگر آپ اپنا نام لکھ لیتے تو یقیناً اس کے اہل تھے۔ اِس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

دُوسری روایت اِسی معنیٰ کی

یزید بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ ہونے والے کے بارے میں وصیّت نامہ لکھنے لگے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا کہ کسی کا نام مت لکھیں تو اُنہوں نے کسی کا نام نہ لکھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بیہوشی طاری ہوگئی حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیّت نامہ پکڑا اور اُس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھ دیا کہا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیہوشی دُور ہوئی تو فرمایا ہمیں وصیّت نامہ دکھاؤ پھر جب آپ نے وصیّت نامہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام دیکھا تو فرمایا یہ کس نے لکھا ہے؟

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے لکھا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اللہ آپ پر رحم فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے خدا کی قسم اگر آپ اپنا نام لکھ لیتے تو بھی ضرور آپ اس کے اہل تھے۔

اس روایت کی تخریج ابن عرفہ عبدی نے کی

خلافتِ عُثمان کی پیشگوئی

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقف میں پوچھا گیا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟

آپ نے فرمایا! عثمان بِن عفّان

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی اور یہ خبر کشف واطلاع سے ہے نہ کہ وصیت۔

حارثہ بن مضرب نے کہا میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کیا تو حدی خوان نے کہا ان کے بعد امیر عثمان ہوں گے اور جب حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں اُن کے ساتھ حج کیا تو حُدی خوان نے کہا ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم امیر ہوں گے۔

اس روایت کی تخریج بغوی نے اپنی مُعجم میں کی اور خثیمہ نے نقل کیا اور کہا میں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو حج کئے اور حُدی خوان سے دوسرے حج میں یہ بات سُنی۔

خلافت وفتوحات

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۰ محرم الحرام بروز ہفتہ ۲۴ ھ ایک ہجوم میں لوگوں سے خلافت کی بیعت لی جبکہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کو تین روز ہو چکے تھے اس کا بیان ابن قتیبہ اور ابو عمر وغیرہ نے کیا۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام حمران کو دربان بنایا اور قلمدان مروان بن حکم کے سپرد کیا۔

اس کا ذکر خجندی وغیرہ نے کیا اور آپ کی مہر پر ''آمنت باللہ مخلصاً'' منقوش تھا۔

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

''آمنت بالذی خلق فسوّٰی''

بعض نے کہا آپ کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

''لتصبرن اولتذمن''

اس کا ذکر خجندی نے بھی کیا۔

اور آپ کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی تھی جس سے آپ مُہ لگاتے تھے پھر وہ انگوٹھی آپ سے بئر اریس میں گر گئی جس کا ذکر قبل ازیں حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اور پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ضمن میں کیا جا چکا ہے۔

ابنِ قتیبہ نے کہا! حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں پہلے اسکندریہ فتح ہوا، پھر افریقہ، پھر قبرص، پھر رُوم کے سواحل اور آخری چٹانیں اور پہلا فارس فتح ہوا بعدازاں خوزو اور آخری فارس فتح ہو گیا، پھر طبرستان دارابجردم، کرمان اور سجستان فتح ہوا اور پھر جزیروں میں رہنے والے عجمیوں پر فتح حاصل کی۔ پھر افریقہ میں قبرص کے قلعے، ساحلِ اُردن اور مرو کا علاقہ فتح ہوا۔

ان فتوحات کے بعد ماہ ذوالحجہ ۳۵ھ میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی شہادت واقع ہو گئی۔

مجلس شُوریٰ کا مشورہ

عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب ابولولو نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خنجر مارا تو اُن لوگوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی اپنے بعد خلیفہ کی وصیّت فرمادیں۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سوائے اُن لوگوں کے اس اَمر کا حق کسی کو نہیں جن پر اپنے وقتِ وصال پر رسول اللہ ﷺ خُوش تھے تو ان کے نام یہ ہیں حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

کہا کہ عبداللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور اُن کے لئے اَمرِ خلافت میں کوئی چیز نہ تھی جس طرح اُن کے لئے تعزیت تھی۔

مجلسِ شُوریٰ کا قیام

پھر جب حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تو اُن کی تدفین سے فارغ ہو

کر یہ اعیان اکٹھے ہو گئے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تم اپنا یہ امرِ خلافت خود میں سے تین افراد مقرر کرلو۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منتخب کرتا ہوں اور اپنا ووٹ انہیں دیتا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں اپنی طرف سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامزد کرتا ہوں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں اپنی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامزد کرتا ہوں۔

پھر حضرت علی، حضرت عثمان اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم تینوں علیحدگی میں گئے اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسروں سے کہا کہ تم دونوں امرِ خلافت سے الگ ہو جاؤ اور اس کے لئے چھوڑ دو خدا کی قسم! اس کا اسلام فی نفسہٖ ان سے افضل ہے اور یہ اصلاح پر حریص ہیں کہا کہ علی و عثمان دونوں بزرگ خاموش ہو گئے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تم اپنا امر مجھ پر چھوڑتے ہو؟ خدا کی قسم! کیا علی تم میں افضل نہیں ہیں؟

اُنہوں نے کہا! ہاں افضل ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ سابق الاسلام ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبی ہیں۔

اگر یہ تم پر خلیفہ بنیں وان کی بات سُنو اور ان کی اطاعت کرو پھر حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدگی میں لائے اور یہی باتیں ان کے لئے کیں۔

پھر جب عہد پکا ہو گیا تو اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ہاتھ لائیں میں آپ کی بیعت کروں پھر ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اور پھر دوسرے

لوگوں نے اُن کی بیعت کی۔

اس روایت کی تخریج بخاری اور ابو حاتم نے کی۔

بیعت سیرتِ شیخین پر

ابنِ جوزی نے ”منہاج اهلا الاصابة فی محبّة الصحابة“ کتاب میں یہ روایت اس طرح بیان کی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا آپ دونوں اپنا معاملہ میرے سپرد کرتے ہیں؟

دونوں حضرات نے کہا! ہاں

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا! کیا آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر بیعت کرلیں گے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! علاوہ ازیں اِجتہاد رائے سے بھی کام لوں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو خوف پیدا ہوا کہ اس طرح یہ مباح کاموں میں رُخصت سے کام لیں گے اور سیرتِ شیخین سے اس تشدّد کی تالیف سے اس اَمر کو نہیں اُٹھا سکیں گے۔

پھر انہوں نے حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر بیعت کرلیں گے؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہاں!

پھر اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی۔

حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عرصہ تک حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیرت پر خلافت کے اَمر کو چلاتے رہے۔ پھر مباحات میں رخصت دینے لگے اور اس بوجھ کو نہ اُٹھا سکے یہاں تک کہ لوگ اُن کا انکار کرنے لگے۔

مدینہ منوّرہ کے ایک گروہ کا مشورہ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ مدینہ منوّرہ کہ ایک گروہ کے لوگ جمع ہوکر مشورہ کرنے لگے تو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا! تم میں سے امرِ خلافت کا مستحق کوئی نہیں، ہاں اگر تم چاہو تو خود میں سے کسی کو پسند کرلو۔

اُن لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کو اس امر کے لئے مقرر کیا۔ پھر جب اُنہوں نے اپنے امر کا والی بنانا چاہا تو لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کو گھیر لیا اور اُن کی طرف مائل ہوگئے۔ یہاں تک کہ میں نے دوسرے لوگوں میں سے کسی کو اس امر کی پیروی کرتے نہیں دیکھا۔

لوگ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مائل تھے، اُن سے مشورہ کرتے تھے، اور اس رات اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے۔ جب اس رات کی صبح ہوئی تو ہم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی۔

رات بھر جاگتے رہے

مِسوَر کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑی سی نیند لینے کے بعد میرے گھر تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔ میں بیدار ہوا تو اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا پھر مجھے بُلا کر کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلا لاؤ تو یہ لوگ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ رات کا کچھ حِصّہ باقی رہ گیا تو اُنہوں نے مُجھے کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا لاؤ میں اُن کو بلا لایا تو وہ اُن سے سرگوشیاں کرتے رہے یہاں تک کہ فجر کی اذان دینے والے نے ان دونوں کو الگ الگ کردیا۔

پھر جب فجر کی نماز پڑھی گئی تو یہ جماعت منبر کے قریب جمع ہوگئی بعد ازاں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر مہاجرین و انصار اور لشکروں کے سپہ سالاروں کو بُلوا بھیجا

اور یہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دلیل پر موافقت رکھتے تھے۔

جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کی گواہی دے کر کہا:

اَے علی: میں نے لوگوں میں امر دیکھا ہے ان میں سے کسی نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اعتراض نہیں کیا، کیا آپ اپنی ذات پر یہ راستہ نہیں اپنائیں گے؟

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں نے اللہ کے طریقہ پر اور اُس کے رسول کے طریقہ پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر ان کی بَیعت کرتا ہوں۔

پس حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بَیعت کی اور مہاجرین وانصار نے اور امراءِ عساکر اور دیگر مسلمانوں نے بیعت کر لی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشرہ مُبشّرہ پر خُوش تھے

سہل بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا کہ لوگو مجھے ابو بکر سے کوئی برائی نہیں پہنچی تو اس کے لئے یہ امر جان لو۔

اَے لوگو! مَیں عمر، علی، عثمان، طلحہ بن عبید اللہ، زبیر بن عوام، سعد بن مالک اور عبدالرحمٰن بن عوف اور مہاجرین اوّلین سے خوش ہوں تو اُن کے لئے یہ اَمر تم جان لو۔

اس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں کی"۔

اِسی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امرِ خلافت کے لئے انہی لوگوں کو مخصوص کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تخصیص فرمائی تھی حالانکہ عام حکم میں مہاجرین اوّلین پر خوش ہونے کا ذکر بھی آپ نے فرمایا تھا۔

اور آپ کا یہ ارشاد حجۃ الوداع کے بعد اور آپ کے وصال کے قریبی زمانہ کا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر اعتماد کرنا اس کی تائید کرتا ہے اور اگرچہ اس سے بعد اس کے باقی رہنے کی اصل ہے لیکن اس کا قرب زیادہ مناسب ہے اس لئے کہ اس پر اعتماد کا مرتب ہونا اور دوسرے حکم رضا زیادہ بعید ہے اور اگر جائز ہے تو وہ مرجوع ہے۔

اور اس امر سے لوگوں کی مُراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصال کے وقت باقی دسوں پر خوش تھے اور اگر یہ مراد ہو تو ان میں حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہیں تو وہ موجود تھے کیونکہ وہ اُمرائے عساکر میں سے تھے اور پہلے حدیث میں بیان ہو چکا ہے کہ وہ لوگ اس سال میں موجود تھے اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ذوالحجہ کی آخری تاریخوں میں ہوئی۔

اور اس پر یہ وجہ و تنقیص دلالت کرتی ہے یعنی سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا داخل ہونا کہ وہ اس سال میں موجود تھے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سقیفہ کی حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج سے واپس آ کر جُمعہ کا خطبہ دیا تو حدیث سقیفہ بیان کی۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اس روز اُنہوں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منبر کی طرف بیٹھے ہوئے پایا تو یہ اس پر دلالت کرتا ہے جو ہم نے بیان کیا کہ عشرہ مُبشّرہ اور ان کے علاوہ مہاجرین پر بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے وصال کے وقت خُوش تھے لیکن ان میں رضا پر تنصیص اُن کے تعیّن کے ساتھ نہیں لوٹتی جیسا کہ عشرہ مبشّرہ کے بارے میں وارد ہوا اور ان کا ذکر خصوصیّت کے ساتھ کیا گیا اور نصّ راجح ہے۔

چنانچہ امرِ خلافت کے لئے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اعتماد کیا اور یہ اُن کے علاوہ سعید وغیرہ رضی اللہ عنہم کے ذکر سے اِعتذار میں محمد بن جریر طبری کے جواب سے اولیٰ

ہے جب اُن سے پوچھا گیا کہ حضرت عباس بن عبدالمُطّلب رضی اللہ عنہما کو باوجود اُن کی جلالتِ شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کی قُربت ومنزلت کے حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کو شوریٰ کے چھ افراد میں شامل نہیں کیا۔

اُنہوں نے کہا کہ حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سابِقین اور اہلِ بدر میں سے لوگوں کا انتخاب کیا تھا اور حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ مہاجر ہیں نہ سابِق اور نہ بدری ہیں اور اس پر یہ اعتراض ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بدر میں موجود نہ تھے اور اگر کہیں کہ ان دونوں کے لئے اہلِ بدر کا ثواب اور غنیمت کا حِصّہ ثابت ہے تو وہ بدریوں میں گنے جائیں گے ہم کہتے ہیں کہ سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اشکال ہے کیونکہ وہ پہلے اسلام لانے والوں اور مہاجرین سے ہیں اور وہ بدر میں موجود نہ تھے مگر یہ کہ اُنہیں بدر کا اجر اور غنیمت کا حصّہ دیا گیا تو اس پر دونوں کا حکم ہے۔

تو جان لیں کہ اگر یہ حالت اُن پر تنصیص اور اُن کے علاوہ سے ان کی تخصیص کے ذکر کا موجب نہیں مگر اس کو حدیث مذکور مُتضمّن ہے جس سے حضرت عُمر رضی اللہ عنہ، نے اس کا اعتماد کیا۔ واللہ اعلم

تمام اہلِ شُوریٰ کی پسند

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اس رات تمام اہلِ شوریٰ کو بلایا گیا اور ہر ایک کے مناقب بیان کئے گئے اور کہا تو امرِ خلافت کا اہل ہے تو اگر تو کسی کو پسند کرے تو وہ کون ہے کہا کہ اگر میں پسند کروں تو وہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ ظُلماً شہید کئے جائیں گے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتنے کا ذکر فرمایا تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

یقتل فیھا ھٰذا مظلوماً

یعنی اس فتنے میں انہیں ظُلماً شہید کیا جائے گا۔

اِس روایت کی تخریج ''مصابیح الحسان'' میں کی گئی۔

دُوسری روایت

اور ترمذی نے اسے نقل کیا تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ الفاظ بیان کئے۔

یقتل مظلوماً ۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

تیسری روایت

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو بیان کرتے ہوئے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا۔

يقتل فيها هٰذا المقنع يو مئذ مظلو ماً

یعنی اُس فتنے میں یہ سر پر رومال باندھنے والا ظلماً قتل کیا جائے گا۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہیں

موسیٰ بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد کی منڈیر پر تشریف لائے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مسجد میں مشرق کی طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا! طلحہ،

طلحہ نے کہا! لبیک یعنی میں موجود ہوں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! طلحہ

میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر پُوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من يشتري قطعة يزيدها في المسجد

یعنی کون ہے جو مسجد میں اضافے کے لئے اس قطعہ زمین کو خریدے؟

تو میں نے یہ زمین اپنے مال سے خرید کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللّٰھم ہاں! آپ دُرست فرماتے ہیں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے طلحہ!

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لبیک! یعنی میں حاضر ہوں۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

مَیں آپ کو خُدا کی قسم دے کر پُوچھتا ہوں کیا آپ میرے بارے میں جانتے ہیں کہ میں نے جیشِ عُسرت میں سامان کے سو اونٹ دیئے تھے؟

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خُدا کی قسم ہاں!

پھر اس کے بعد طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں اس کے سوا نہیں جانتا کہ حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مظلوم ہیں۔

اس روایت کی تخریج دار قطنی نے کی۔

شہادتِ عُثمان کے بعد بلائیں

اوزاعی سے روایت ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام بھیج کر بلوایا اور پوچھا اے کعب تو نے میری صِفت کیسی پائی؟

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے آپ کی صفت قرنِ حدید پائی ہے۔

پُوچھا! قرنِ حدید کیا ہے؟

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپ کو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں پکڑتی۔

پُوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! آپ بعد خلیفہ بننے والے کو اُمت ظُلماً قتل کردے گی

پُوچھا! پھر کیا ہوگا؟

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، پھر مصیبت اور بلا واقع ہوگی۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

اُمّ المؤمنین کا فتویٰ قاتلِ عُثمان کیلئے

طلق بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں بصرہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف نکلا یہاں تک کہ میں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

آپ نے پُوچھا اے شخص! تُو کہاں سے آیا ہے؟

مَیں نے کہا! میں بصرہ سے آیا ہوں۔

آپ نے پُوچھا! بصرہ کے کسی قبیلہ سے آئے ہو؟

میں نے کہا! بکر بن وائل سے۔

آپ نے فرمایا! بکر بن وائل کس قبیلہ سے ہیں؟

میں نے کہا! قیس بن ثعلبہ سے۔

آپ نے فرمایا! یہ کون لوگ ہیں یعنی کس گروہ سے تعلّق رکھتے ہیں؟

میں نے کہا! اُمّ المومنین قتل عثمان میں حصّہ لینے والوں سے ہیں۔

آپ نے فرمایا خُدا کی قسم! عُثمان کو ظُلماً شہید کیا گیا اُنہیں شہید کرنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا افسوس فرمانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا میں نے دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور فرمایا۔

کیف انتم ان اقتلم اما مکم وتجالدتم باسیافکم،
ووارث دنیا کم شرارکم ؟ فویل لامتی ! فویل لامتی
اذا فعلوہ،

یعنی تمہارا کیا حال ہوگا جو تم اپنے امام سے لڑائی کرو گے اور اُسے اپنی تلواروں سے قتل کردو گے اور تُمہاری دُنیا کے وارث تُمہارے شریر لوگ ہوں گے۔ میری اُمّت کے لئے افسوس ہے، میری اُمّت کے لئے افسوس ہے جب وہ اس کے یعنی عُثمان کے ساتھ یہ ظُلم کریں گے۔

اِس روایت کی تخریج حاکمی نے کی۔

خُدا کی تقدیر یہی تھی

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں میرے پاس ایک شخص آیا اور مُجھے کہا کہ کیا میں عُثمان پر سختی کروں ؟

جب اُس نے بات ختم کی تو مَیں نے اُسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں ہم لوگ کیا کرتے تھے کہ آپ کی اُمّت میں آپ کے بعد حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں، پھر ان کے بعد حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور خدا کی قسم! ہم جانتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ناحق شہید کیا جائے گا اور کبائر میں سے کسی کا ارتکاب نہیں ہوا مگر اُن کا یہ مال و دولت ہے کہ اگر تمہیں دے دے تو تم خوش ہو جاتے ہو اور اگر وہ اپنے قریبیوں کو دے دیں تو تم ناراض ہو جاتے ہو۔

یقیناً تُم چاہتے ہو کہ فارس اور رُوم کی طرح ہو جاؤ اُن کا جو بھی امیر یا بادشاہ ہوتا اُسے قتل کر کے ہی چھوڑتے تھے۔

پھر حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے چار آنسو ٹپکے اور اُنہوں نے کہا! خُدا کی قسم یہ آنسو آنکھوں میں واپس نہیں جا سکتے۔

اِس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی۔

اِلٰہی عُثمان کو صبر عطا فرما

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اللّٰھم صبر عثمان بن عفان

یعنی الٰہی! عثمان بن عفان کو صبر عطا فرما۔

اِس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی۔

رسول اللہ ﷺ کا عہد عثمان سے

ابی سہلہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک دن گھر میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے عہد لیا تھا اور میں اُس عہد پر صابر ہوں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام احمد نے اس کی تخریج کی اور یہ الفاظ زائد کئے کہ قیس نے کہا کہ ہم اُنہیں یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس روز دیکھ رہے تھے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ حوضِ کوثر پر کِس طرح آئیں گے

زید بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا!

ترد علی الحوض واوداجك تشخب دما فا قول! من فعل بك هٰذا؟ فتقول فلان وفلان۔

یعنی تم حوضِ کوثر پر ہمارے پاس آؤ گے تو تمہاری شہ رگ سے خُون بہہ رہا ہوگا تم سے جبریل پُوچھیں گے کہ یہ زخم کس نے لگایا؟ تو تُم کہو گے کہ فلاں اور فلاں نے۔"

اس روایت کی تخریج حافظ دمشقی نے کی اور اس سے پہلے اس معنیٰ و مفہوم کی حدیث حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بُغض سے ڈرانے کے باب میں ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہو چکی ہے۔

حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مِصر وغیرہ سے اُس اَمر میں معذرت کر لی جس کی بناء پر وہ طعن و تشنیع کرتے تھے اور وہ لوگ واپس چلے گئے۔

بعد ازاں یہ لوگ پکڑے جانے والے خط کی وجہ سے پھر واپس لوٹ آئے اور حضرت

علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مل کر کہا کہ ہم آپ کی معیت میں عُثمان کی طرف کھڑا ہونا چاہتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انکار کردیا تو اُن لوگوں نے آپ سے کہا کیا آپ نے ہمیں خط لکھ کرنہیں بُلایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے قسم کھا کر کہا کہ میں نے تُمہاری طرف ہرگز کوئی خط نہیں لکھا اور آپ مدینہ منوّرہ سے باہر آگئے۔

پھر یہ لوگ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف چلے گئے اور اُنہیں پکڑے جانے والے خط کے بارے میں بتایا۔ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا انکار کیا اور حلف اُٹھا کر کہا کہ مَیں نے کوئی خط نہیں لکھا۔

بایں ہمہ اُن لوگوں نے آپ کا محاصرہ کرلیا اور آپ اس پر صبر کرتے رہے اور آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان بات چیت جاری رہی۔

انہی ایام میں حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے اُنہیں اپنے پاس روزہ افطار کرنے کی خُوشخبری دی۔ پھر لوگ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہو گئے اور آپ کو شہید کر دیا اللہ آپ سے راضی ہو۔

شہادتِ عُثمان رضی اللہ عنہ، اور دیگر عُنوانات

آپ کی شہادت، آپ کا محاصرہ کی مدت کے دوران لوگوں کے نماز پڑھنے اور لوگوں کے ساتھ آپ کے حج کا بیان نیز آپ کے گھر میں کتنے لوگ تھے اور آپ کے محاصرہ کی مدّت کتنی ہے۔

ابی سعید مولیٰ، ابی سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مصر کے وفد کی آمد کے بارے میں سُنا تو آپ نے اُنہیں مِلنا چاہا۔ اُنہوں نے جب سنا کہ آپ ملاقات کے لئے تیار ہیں تو وہ اُس مکان کی طرف آ گئے جس مکان میں آپ تشریف فرما تھے اور آپ سے کہا ! قرآن کے ساتھ بلائیں۔ پس آپ نے قُرآن کے ساتھ بُلایا تو اُنہوں نے کہا سابعہ سے شروع کریں اُنہوں نے سابعہ سورہ یونس کا نام رکھا ہوا تھا۔

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ یونس کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچ گئے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ

آپ فرمائیں، بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لئے رزق اُتارا اس میں تم نے اپنی طرف حرام حلال ٹھہرالیا۔ آپ فرمائیں کیا اللہ نے اس کی تُمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔

(سورۃ یونس آیت ۵۹)

اُنہوں نے کہا ! ٹھہر جائیں ہمیں بتائیں کہ حمیٰ سے کون سی حمیّت ہے جس کی اللہ نے آپ کو اجازت دی ہے یا اِفتراء ہے۔

آپ نے فرمایا ! ''امضہ'' ایسے اور ایسے میں نازل ہوا ہے جب کہ حمیٰ صدقہ کے

اُونٹ میں ہے۔ پس جب اُونٹ کا بچّہ پیدا ہوتا ہے صدقہ کے اُونٹ میں زیادہ ہو۔ کہا کہ وہ آپ سے آیت کے ساتھ آیت لیتے تو آپ فرماتے ''امضہ'' ایسے اور ایسے نازل ہوئی ہے پھر آپ نے اُن سے فرمایا تم چاہتے کیا ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! ہم آپ سے معاہدہ کرنا چاہتے ہیں اور اُنہوں نے آپ کو معاہدہ کی شرطیں لکھ دیں کہ نہ لاٹھی توڑیں گے اور نہ جماعت مُتفرّق ہوگی۔ آپ اُن کی شرطوں پر قائم ہوئے اور فرمایا تُم چاہتے کیا ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! آپ چاہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ عطاء نہ لیں ؟

آپ نے فرمایا ! نہیں یہ مال اُس کے لئے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے اور یہ حضرت مُحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کے لئے ہے۔

کہا کہ وہ راضی ہو گئے اور آپ کے ساتھ ملے اور راضی خُوشی شہر کو چل پڑے۔

کہا کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر خطاب کرتے ہوئے فرمایا سُنو ! جس کی کھیتی ہے وہ اپنی کھیتی کے پاس رہے اور جس کے پاس دُودھ دینے والی بکری ہے، وہ اُس کا دُودھ دوہے مگر یہ کہ ہمارے پاس تمہارے لئے مال نہیں۔

یہ مال اُس کے لئے ہے جو اس پر جنگ کرتا ہے یعنی یہ مالِ غنیمت مجاہدین کے لئے ہے اور یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ صحابہ کے لئے ہے۔

کہا کہ یہ لوگ غضبناک اور ناراض ہو گئے اور کہا ! یہ بنی اُمیّہ کا مکر ہے۔ کہا کہ پھر اہلِ مصر واپس ہو گئے اور وہ راستے ہی میں تھے کہ ایک سوار نے اُن سے منہ موڑ لیا اور اُن سے الگ ہو گیا۔ پھر اُن کی طرف آیا اور اُنہیں گالیاں دینے لگا۔

اُنہوں نے کہا ! تُجھے کیا ہوا ہے۔ ہم تُجھے امان دیتے ہیں اپنا تعارف کراؤ۔

اُس نے کہا ! میں اُمیر المومنین کا قاصد ہوں اور مِصر کے گورنر کی طرف جا رہا ہوں۔

اُنہوں نے کہا ! ہمیں تلاشی دے دو۔ پھر اُنہوں نے خط پکڑ لیا جو حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان کا تھا اور اُس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر تھی اور یہ خط مصر کے گورنر کی طرف لکھا گیا تھا کہ ان لوگوں کو یا مصلوب کردو یا قتل کردو یا ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دو۔

یہ لوگ واپس مدینہ منورہ آگئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مل کر کہا! کیا آپ نے دیکھا کہ اس خدا کے دشمن نے ہمارے بارے میں ایسے ایسے لکھا ہے۔ بیشک اللہ نے اُس کا خون حلال کردیا ہے آپ ہمارے ساتھ اُس کے پاس چلیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ اس معاملہ میں کھڑا نہیں ہوں گا۔

اُنہوں نے کہا! آپ نے ہمیں خط نہیں لکھا ؟ یعنی ہمیں مصر سے خط لکھ کر نہیں بلوایا۔

آپ نے فرمایا! خدا کی قسم میں نے تمہاری طرف کوئی خط نہیں لکھا۔

یہ سن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے اور پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے اس کے لئے لڑتے ہو یا اس کے لئے غضبناک ہوتے ہو۔

پس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں سے نکلے اور مدینہ منورہ سے ایک بستی کی طرف چلے گئے اور وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں آگئے اور کہا کہ آپ نے ایسے اور ایسے لکھا ہے ؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! دو باتیں ہیں یا تو مسلمان اپنے دونوں پاؤں پر کھڑے رہیں یا میں اُس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کہ نہ میں نے خط لکھا اور نہ لکھوایا اور نہ ہی مجھ کو معلوم ہے۔

پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ کس شخص کی زبان پر خط لکھا گیا ہے اور مُہر پر مہر لگائی گئی ہے۔

اُن لوگوں نے کہا خدا کی قسم! آپ کا خون حلال ہے، پھر اُنہوں نے معاہدہ توڑ کر

آپ کا محاصرہ کرلیا۔

دورانِ محاصرہ ایک روز آپ چھت پر تشریف لائے اور کہا ! السلام علیکم۔ تو کسی شخص سے وعلیکم السلام کہتے نہیں سُنا گیا سوائے اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں کہہ لیا ہو تو کہہ لیا ہو۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے بئر رومہ خرید کیا اور مسلمان اُس سے بارش کی طرح مُستفیض ہوتے تھے۔

بعض نے کہا ! ہاں یہ دُرست ہے۔

آپ نے فرمایا ! مجھے ہی تم اس کنوئیں کے پانی سے روکتے ہو اور میں سمندر کے پانی سے روزہ افطار کرتا ہوں۔

پھر فرمایا ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے ایسے اور ایسے زمین خرید کر مسجد نبوی میں شامل کی ہے ؟

بعض نے کہا ! ہاں یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا ! کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جسے مجھ سے پہلے مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو ؟

میں تمہیں خدا کی یاد دلا کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی شان میں متعدد باتیں سُنی ہیں ؟

کہا کہ پھر آپ کو دوسری چھت پر اُن سے باتیں کرتے دیکھا۔ آپ نے اُنہیں وعظ و تذکیر کی مگر اُنھوں نے آپ کی نصیحت نہ پکڑی اور اُن میں سے لوگ آپ کا وعظ سُننے سے پہلے آپ سے نصیحت پکڑتے تھے۔ پھر جب آپ نے اُن پر بات لوٹائی تو اُن سے نصیحت نہ پکڑتے یعنی آپ کی بات نہ سُنتے۔

پھر آپ نے اپنی بیوی سے فرمایا ! دروازہ کھول کر اپنے سامنے قُرآن رکھ لو اور یہ کہ اُنہوں نے رات کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا ! رات روزہ ہمارے پاس افطار کرنا۔

پھر ایک شخص اندر داخل ہوا تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان قُرآن ہے تو وہ شخص آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

پھر دوسرا شخص داخل ہوا تو آپ نے فرمایا ! میرے اور تیرے درمیان قُرآن ہے مگر وہ آپ کی طرف تلوار لے کر لپکا۔ آپ نے اُس کے آگے ہاتھ کر دیا تو اُس نے ہاتھ کاٹ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا کی قسم ! یہ پہلی خطِ مفصّل ہتھیلی ہے۔

ابو سعید کے علاوہ حدیث میں ہے کہ بختری اندر داخل ہوا اور اُس نے تلوار ماری تو آپ کا بہتا ہوا خون اس آیت پر گرا۔

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

پس تمہیں اللہ کافی ہے اور وہ سُننے اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷)

ابی سعید کی حدیث میں ہے بنت فرافصہ نے اپنی چادر لے کر اپنی گود میں رکھ لی اور یہ قتل سے پہلے ہے پھر جب آپ شہید ہو گئے تو آپ نے رُخ پھیر لیا تو بعض نے کہا !

قائلها اللہ ما اعظمه مجیز تها

تو میں نے جان لیا کہ اللہ کے دُشمن سوائے دُنیا کے کچھ نہیں جانتے۔

(اخرجہ ابو حاتم)

ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ آپ کے پاس آنے والوں میں اہلِ مصر سے محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن زید اور کنانہ بن بشیر لشکر میں ابن عدیس بلوی اور اہلِ بصرہ میں سے حکیم بن جبلہ عبدی، سدوس بن عنبس الشنی اور اہلِ کوفہ کے آدمی تھے۔ ان لوگوں نے آپ پر اِعتراض اُٹھائے، آپ نے اُنہیں جواب دیا اور وہ خُوش ہو گئے۔ پھر جب اُنہوں نے واپسی پر

حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر کے نام لکھا ہوا خط دیکھا جس پر آپ کی مہر تھی تو یہ لوگ غضبناک ہو کر حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹ آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر بتایا کہ نہ میں نے یہ خط لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ میں جانتا ہوں۔

اُنہوں نے کہا یہ آپ پر اور بھی سخت بات ہے کہ آپ کی مُہر کو اور آپ کے قاصد کو بغیر آپ کے علم کے استعمال کیا گیا۔ تو اگر آپ کو اپنی ذات پر غلبہ حاصل ہے تو معزول ہو جائیں اور اگر آپ نے معزول ہونے سے انکار کیا تو وہ لوگ اُن سے لڑائی کریں گے۔ آپ نے اُنہیں لڑائی سے روکا اور دروازہ بند کر لیا۔ پھر اُن لوگوں نے محاصرہ کر لیا اور آپ کو بیس روز سے زیادہ اُن کے گھر میں محصور رکھا اور آپ چھ سو افراد میں گھرے ہوئے اپنے گھر میں تھے۔

پھر محاصرین ابی حزم انصاری کے گھر سے آپ کے گھر میں داخل ہوئے تو سیار بن عیاض اسلمی نے آپ کے چہرے میں چوڑے پھل کا خنجر مارا تو آپ کے چہرے سے بہنے والا خون آپ کی گود میں رکھے ہوئے قرآن پر گرا۔

امیرِ حج اور نماز پڑھانے والے

اس سال لوگوں کے لئے امیرِ حج کے فرائض حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ادا کئے اور لوگوں کو نماز پڑھانے اور خُطبہ ارشاد فرمانے کا کام حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذمہ تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، اُنہوں نے کہا کہ جب حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا گیا نماز پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی تھے اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور اس سال امیرِ حج حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں لوگ دس حج کر چکے تھے۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور واقدی نے کہا کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کا محاصرہ اُنچاس روز تک جاری رہا۔

زبیر نے کہا کہ آپ کا محاصرہ دو ماہ بیس روز تک کیا گیا۔

ابنِ جوزی نے ''شرح صحیحین'' میں مُسند عثمان سے پانچویں حدیث کی شرح کرتے ہوئے بیان کیا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خروج کیا تھا اُنہوں نے مدینہ پر ہجوم کیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے آتے تو یہ لوگ بھی آپ کے پیچھے ایک ماہ تک نمازیں پڑھتے رہے۔

پھر جب آخری جمعہ کو آپ تشریف لائے تو اُن لوگوں نے آپ کو کنکریاں ماریں یہاں تک کہ منبر سے بھی سنگباری کی گئی اور آپ میں اُن کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی اور اُس روز ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی۔

پھر اُن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کرلیا اور اُنہیں مسجد میں نماز پڑھنے سے روک دیا اور اُن لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خروج کرنے والوں میں سے کبھی ابنِ عدیس اور کبھی کنانہ بن بشر نماز پڑھاتا۔ یہ سلسلہ دس روز جاری رہا اور پھر ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چالیس روز تک محاصرہ جاری رکھا، اور ان دنوں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان ایام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سنگباری کر کے اُنہیں منبر سے اُتارنے کے بعد جہجاہ غفاری نے آپ سے کہا کہ تجھے ریت کے ٹیلوں میں چھپا دیا جائے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عصا مبارک کو اپنے گھٹنے کے ساتھ توڑ دیا تو اُس کے گھٹنے کو

گوشت خور بیماری نے کھالیا۔

شہادتِ عثمان کی دیگر روایات

ابنِ شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بارے میں بتائیں کہ لوگوں کا کیا حال تھا اور آپ کس حال میں تھے؟ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب نے ان کی مدد کیوں نہ کی ؟

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم ہیں اور اُن کا قاتل ظالم ہے اور جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہیں کی وہ معذور تھا۔

میں نے کہا ! یہ کیسے ہے ؟

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ سے کچھ لوگ آپ کی خلافت کو ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کو جوابدہ تھے۔

آپ کے دورِ خلافت میں بارہ حج ہوئے اور یہ اُمرائے حجاج اکثر بنی اُمیہ میں سے تھے جبکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کے لئے یہ بات نہ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ آپ کے اُمراء کی صحبت کو ناپسند کرتے اور وہ اُن پر مدد کرتے تو اُن کی مدد نہ ہوتی۔

پھر آخری چھ حجوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا کے بیٹوں کو ولی اور امیر بنایا اور آپ نے اپنے جن رشتہ داروں کو گورنر بنایا اُن میں مصر کے گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جس سے اہلِ مصر کو شکایت تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی ذر اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو امیر بنایا تھا۔

اور اُن لوگوں کے دلوں میں ہزیل اور بنو زہرہ تھے جن میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور بنو غفار اور اُن کے حلیفوں کے دلوں میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امارت واپس لینے کی ناراضگی تھی۔ اور بنو مخزوم حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے الگ ہو گئے تھے۔ پھر اہلِ مصر عبداللہ بن ابی سرح کی شکایت لیکر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی طرف تہدید نامہ تحریر کیا مگر ابن ابی سرح نے انکار کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہدید کو قبول نہ کیا اور اُس کام سے نہ رُکا جس سے روکا گیا تھا۔

یہاں تک کہ اہلِ مصر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جو بھی شکایت لیکر آنا چاہتا اُسے قتل کر دیتا۔ اس پر اہلِ مصر کا چھ سو افراد پر مشتمل لشکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا یہ لوگ مسجد نبوی میں اُترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب سے شکایت کی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کہ یہ لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ایک شخص کی جگہ دُوسرا شخص بدل دیں۔ اُسے اُن سے معزول کر دیں اور اگر گورنر پر حق واجب ہے تو آپ اُس سے انہیں انصاف لے کر دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہلِ مصر سے فرمایا تم کس شخص کو پسند کرتے ہو؟

اُنہوں نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں گورنری کا پروانہ لکھ دیا۔

مروان کا خط اور اُس کے اَثرات

بعد ازاں اہلِ مصر کے ساتھ مہاجرین وانصار نکلے تا کہ اہلِ مصر اور ابنِ ابی سرح کے درمیان صورتِ حال کو دیکھیں اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے ساتھی بھی نکلے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ سے تین دنوں کی مسافت طے کر لی تو اُنہیں اُونٹ پر ایک سیاہ فام غلام نظر آیا جس کا اُونٹ مخبوط الحواس ہو کر اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا، گویا کہ یا تو اُسے کسی کی تلاش ہے یا

وہ کسی کو تلاش کر رہا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ نے اُس سے پُوچھا تیرا کیا قصّہ ہے اور تیرا کیا معاملہ ہے یوں لگتا ہے جیسے تو کسی کو تلاش کر رہا ہے یا پھر کہیں سے بھاگا ہوا ہے؟

اُس نے کہا ! میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غُلام ہوں اور مصر کے گورنر کے پاس جا رہا ہوں۔

ایک شخص نے کہا ! مصر کے گورنر تو ہمارے ساتھ ہیں۔

غلام نے کہا ! میری مُراد ان سے نہیں۔

لوگوں نے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ واقعہ بتایا تو دو افراد اُس غُلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور اُسے پکڑ کر حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے آئے۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام سے پوچھا تُو کون ہے ؟

غلام یہ سوال سُن کر گڑبڑا گیا اور اُس نے ایک مرتبہ کہا کہ میں امیر المومنین کا غُلام ہوں اور ایک مرتبہ کہا میں مَروان کا غلام ہوں۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! تُمہیں کس کے پاس بھیجا گیا ہے ؟

غلام نے کہا ! مِصر کے گورنر کے پاس۔

پوچھا ! تجھے مصر کے گورنر کے پاس کیوں بھیجا گیا ہے ؟

اُس نے کہا ! میں پیغام لے کر جا رہا ہوں۔

پوچھا ! تیرے پاس کوئی خط ہے ؟

اُس نے کہا ! نہیں۔

پھر اُس کی تلاشی لی گئی تو اُس سے خط برآمد نہ ہوا اور اُس کے پاس مشکیزہ تھا جس میں کوئی خشک چیز تھی ان لوگوں نے مشکیزہ کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا مگر خط برآمد نہ ہوا۔ پھر انہوں نے

مشکیزے کو پھاڑ دیا تو اُس میں سے خط برآمد ہو گیا جس میں لکھا ہوا تھا!

''عُثمان کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام''

پھر محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا جن میں مہاجرین وانصار وغیرہم تھے پھر خط کھولا گیا جس کا مضمون تھا۔

''جب تیرے پاس فلاں شخص اور محمد بن ابی بکر اور فلاں شخص آئیں تو انہیں قتل کر دینا اور خط ضائع کر دینا اور اپنے کام پر ٹھہرے رہنا اور یہاں تک کہ اللہ نے چاہا تو تجھے میرا حکم آئے گا۔''

جب لوگوں نے یہ خط پڑھا تو گھبرا کر مدینہ منورہ کی طرف آ گئے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو اپنے ساتھ آنے والے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہریں لگوا کر بند کیا اور ایک صحابی کے سپرد کر کے مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔

پھر حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت علی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر اصحابِ محمد ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کو جمع کر کے پھر اُن کے سامنے خط کو کھولا گیا اور اُس کے مضمون سے آگاہ کیا گیا اور اُنہیں غلام کا واقعہ بتایا گیا۔

یہ واقعہ سُننے کے بعد اہلِ مدینہ میں سے ایک بھی شخص ایسا باقی نہ تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر غصہ نہ آیا ہو اور ان میں سے سب سے زیادہ غصہ حضرت ابنِ مسعود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تھا۔

اور پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کھڑے ہو گئے اور اپنے گھروں کو چلے گئے اور اُن میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس واقعہ پر غمزدہ نہ ہو۔

اہلِ مصر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس صورتِ حال کو دیکھا تو حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عمار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر بعض اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے گھر گئے اور آپ کے ساتھ وہ خط اور غلام اور اُونٹ بھی تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا یہ غلام آپ کا غلام ہے ؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! یہ اُونٹ آپ کا اُونٹ ہے ؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! یہ خط آپ نے لکھا ہے ؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! نہیں خدا کی قسم ! نہ خط میں نے لکھا اور نہ میں نے لکھنے کا حکم دیا اور نہ میں جانتا ہوں اور نہ میں نے اس غُلام کو مصر کی طرف بھیجا تھا۔

خط کی تحریر کو لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ تحریر مروان کی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ مروان کو اُن کے حوالے کردیں مگر آپ نے اُسے لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کردیا کیونکہ آپ کو ڈر تھا کہ لوگ اُسے قتل کردیں گے۔

جب آپ نے مروان کو لوگوں کے حوالے نہ کیا تو لوگ غضبناک ہوکر آپ کے پاس سے اُٹھ آئے اور لوگ جانتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھوٹی قسم نہیں کھائی۔

پھر ان لوگوں نے آپ کا محاصرہ کرلیا اور پانی روک لیا۔ آپ چھت پر تشریف لائے اور لوگوں سے کہا کیا تم میں علی ہیں ؟

لوگوں نے کہا ! نہیں۔

آپ نے کہا ! کیا تُم میں سعد ہیں ؟

لوگوں نے کہا ! نہیں۔

آپ نے فرمایا! کیا تُم میں کوئی ایسا ہے جو ہمیں پانی پلائے ؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس بات کی خبر ہوئی تو پانی کی تین مشکیں بھر کر حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجیں مگر یہ پانی آپ تک نہ پہنچنے دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے باعث بنی ہاشم اور بنی اُمیہ کے متعدّد موالی اُن لوگوں سے الگ ہو گئے۔

بعد ازاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں عُثمان مَروان کو ہمارے حوالے کر دیں۔ مگر ہم عثمان کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔

پھر آپ نے حضرت اِمام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو فرمایا کہ آپ دونوں تلواریں لے کر جائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَروازے پر کھڑے ہو جائیں اور کسی کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک نہ پہنچنے دیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کو بھیجا اور بہت سے اصحاب النبیّ نے اپنے بیٹوں کو بھیجا تاکہ لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے سے روکیں اور اُن سے مَروان کو باہر نکالنے کا مطالبہ کریں۔

پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر تیر چلائے جا رہے ہیں یہاں تک کہ حضرت اِمام حسن بن علی علیہما السلام اپنے خُون سے رنگے گئے ہیں اور مروان کو تیر لگا اور وہ گھر میں تھا ایسے ہی محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے غُلام حضرت قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زخمی ہو گئے۔

پھر بعض لوگ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے محاصرہ سے ڈرنے لگے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی وجہ سے کہیں بنو ہاشم ناراض نہ ہو جائیں۔ پھر یہ فتنہ پھیل گیا یعنی دو شخص ایک دُوسرے کے ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ اگر بنو ہاشم آ گئے اور اُنہوں نے اِمام حسین علیہ السلام کے گرد آلود چہرے کو دیکھ لیا تو لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ سے الگ ہو جائیں گے اور جو تُم چاہتے ہو وہ نہیں ہو سکے گا۔ تم ہمارے ساتھ اُن کے گھر چلو اور بغیر کسی کو معلوم ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دو۔

پھر یہ لوگ چلتے ہوئے ایک انصاری کے گھر میں آئے اور وہاں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اُن کے ساتھ کون ہے کیونکہ اُن کے ساتھ جو تھا وہ گھر کے اُوپر تھا اور حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صرف اُن کی بیوی تھیں۔

پھر اُنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا اور جس طرح داخل ہوئے تھے بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے چیخ ماری مگر اُن کی چیخ شور وغل کی وجہ سے نہ سُنی گئی تو وہ چھت پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین شہید کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام نے سُنا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر اندر داخل ہوئے اور دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذبح کئے پڑے ہیں۔ حضرات حسنین کریمین علیہما السلام اُن کی لاش دیکھ کر رونے لگے۔ پھر اور لوگ داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں تو اُنہوں نے اس کی اطلاع حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مدینہ کے دیگر لوگوں کو دی۔ سب لوگ گھروں سے نکل آئے اور اُن کی عقلیں گم ہوگئیں۔ یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جا کر دیکھا کہ اُنہیں شہید کر دیا گیا ہے تو اُنہوں نے کہا !

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ امیر المومنین کو کیسے قتل کر دیا گیا جبکہ تم دروازے پر موجود تھے ؟

پھر آپ نے ہاتھ بلند کیا اور امام حسن علیہ السلام کو طمانچہ مارا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے سینے پر ضرب لگائی، محمد بن طلحہ کو برا بھلا کہا اور عبد اللہ بن زبیر کو لعن طعن کیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غصے کی حالت میں باہر نکلے تو ان کی ملاقات حضرت

طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اے ابا الحسن آپ کو کیا ہو گیا تھا کہ آپ نے حسنین کریمین کو مارا ہے۔

آپ دیکھتے تھے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے پر مدد دی ہے تو کہا تجھ پر ایسے اور ایسے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بدری صحابی پر حجت قائم نہیں کی جا سکتی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اگر عثمان مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو نہ شہید ہوتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! اگر تمہاری طرف مروان آئے تو اسے ضرور قتل کر دینا قبل اس کے کہ اس پر حکومت ثابت ہو جائے۔

حضرت علی علیہ السلام سے لوگوں کی بیعت

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر آ گئے اور تمام لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آپ کی بیعت کریں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! یہ کام تمہارا نہیں بلکہ اہلِ بدر کا ہے، یعنی تم لوگ خلافت قائم نہیں کر سکتے بلکہ یہ اہلِ بدر کا حق ہے تو جس سے اہلِ بدر خوش ہوں وہی خلیفہ ہو گا۔

آپ کی یہ بات سن کر تمام اہلِ بدر نے اجتماعی طور پر کہا کہ ہم آپ سے زیادہ کسی کو خلافت کا مستحق نہیں سمجھتے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں کا یہ عالم دیکھا تو آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور منبر پر چڑھ گئے۔

سب سے پہلے جو آپ کی طرف منبر پر چڑھا اور آپ کی بیعت کی وہ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ پھر دیگر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بیعت کر لی۔

بعد ازاں جب مروان کو تلاش کیا گیا تو وہ کہیں بھاگ گیا تھا پھر جب مروان کے بیٹے

اور ابی معیط کے بیٹوں کو تلاش کیا گیا تو وہ بھی بھاگ کر کہیں جا چکے تھے۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے اپنی کتاب الموافقت میں کی۔

مُجھے کیوں قتل کرتے ہیں

ابی امام بن سہل سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے اور ہم اُن کے ساتھ تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے میرے قتل پر وعدہ کرلیا ہے۔

ہم نے کہا ! اے امیر المومنین اُنہیں اللہ کافی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! وہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمانوں کا خون حلال نہیں سوائے تین کے کہ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا اپنی عصمت کے بعد زنا کرے یا کسی جان کو قتل کرے تو اس کے ساتھ قتل ہوگا۔

خدا کی قسم ! میں اُس وقت سے دین کی تبدیلی پسند نہیں کرتا جب سے اللہ تعالیٰ نے مُجھے ہدایت دے رکھی ہے اور میں نے جاہلیت اور اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا اور نہ ہی کسی جان کو قتل کیا ہے تو یہ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

ابراہیم بن سہل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اگر تم اللہ کی کتاب میں پاؤ کہ قید میں میرے پاؤں کو ضائع کردو تو اسے ضائع کردو۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

پہلی بیان کی طرف رجوع زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی طرف کھڑے ہو کر کہا ! تم مجھ سے کیا چاہتے ہو ؟

اُنہوں نے کہا ! آپ کی ذات کو حکومت سے الگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو قمیص پہنائی ہے اُسے نہیں اُتاروں گا۔

کسی نے پوچھا ! تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا ! اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد حمایتی نہیں پائیں گے اور اگر مجھے قتل کریں گے تو میرے بعد تمام دشمن ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔

پھر جب حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گھیرا تنگ کر دیا گیا اور محاصرہ سخت کر دیا گیا تو آپ نے جمعۃ المبارک کو روزہ رکھا ہوا تھا۔ پھر آپ نے دن کے وقت کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُس وقت دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا ہے عثمان تُو اس رات ہمارے ساتھ افطار کرے گا پھر آپ کو اُسی دن شہید کر دیا گیا۔

زیارت واِفطار کی دُوسری روایت

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرنے کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اور پہلے ذکر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے تو میں نے اُن کے پاس جا کر سلام کہا۔

تو آپ نے فرمایا ! اے بھائی مرحبا ! اُے بھائی مرحبا ! کیا تجھے میں وہ خواب بتاؤں جو میں نے رات کو دیکھا تھا ؟

مَیں نے کہا ! ہاں۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس کھڑکی میں دیکھا تھا اور کھڑکی ان کے گھر میں تھی۔

آپ نے مجھے فرمایا ! تیرا محاصرہ کیا گیا ہے ؟

میں نے کہا ! ہاں۔

آپ نے فرمایا ! تجھے پیاس لگی ہے ؟

میں نے عرض کیا ! ہاں۔

آپ نے پانی کا ڈول مجھے عطا کیا تو میں نے پانی پیا یہاں تک کہ دیکھا کہ میرے کندھوں اور سینے کے درمیان ٹھنڈک پہنچ گئی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر تم چاہو تو ان لوگوں پر تمہاری مدد کی جائے اور اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرنا۔

کہا کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے پاس افطار کرنے کو پسند کیا اور اُسی دن شہید ہو گئے۔

اس روایت کی تخریج حاکمی قزوینی نے کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ خلیفہ اوّل و دوم کی آمد

مسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولا ابی سعید سے روایت کی کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیس غلاموں کو آزاد کیا !

ودعا بسر ویل فشدھا علیہ

اور اسے جاہلیت اور اسلام میں کبھی نہیں پہنا۔

کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں ! صبر کر تُو ہمارے پاس روزہ افطار کرے گا۔ پھر آپ نے قرآن مجید منگوایا اور اپنے سامنے کھول لیا۔

اِس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

خواب دوبار آیا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح

کو لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے کہا ! میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

آپ نے فرمایا ! اَے عثمان کل تُو ہمارے ساتھ افطار کرے گا۔ پھر اُنہوں نے صبح کو روزہ رکھا اور پھر اُسی دن شہید ہو گئے۔

اور اختلاف روایات کو مکرر خواب دیکھنے پر محمول کیا جائے گا کہ ایک مرتبہ آپ نے دِن کے وقت خواب دیکھا اور ایک مرتبہ رات کو۔

حضرت علی کا تعاون اور مشورہ

شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب لوگوں نے حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو ایک دن آپ نے چھت پر آکر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ! اے اللہ کے بندو کہا کہ میں نے اِس کے جواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ پہنے اور تلوار حمائل کئے ہُوئے نکلے آپ کے ساتھ مہاجرین وانصار کے افراد میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے یہاں تک کہ آپ نے لوگوں پر حملہ کیا اور اُنہیں متفرّق کر دیا۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور اُنہیں فرمایا: السلام علیکم یا امیر المومنین ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا اَمر نہیں ملا یہاں تک کہ آگے پیچھے سے ضرب لگائی اور خدا کی قسم ! میں ان لوگوں کو دیکھ رہا ہوں یہ آپ کو ضرور شہید کر دیں گے۔ اِس لئے ہمیں حکم دیں کہ ہم ان کے ساتھ لڑیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا !

انشد اللہ رجلا رای اللہ حقا واقران لی علیہ حقا ان
یھریق فی سبیلی ملء محجمۃ من دم او یھریق دمہ فی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ سُن کر لوٹ آئے اور اُنہیں اُن کی مثل جواب دیا۔

کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اُن کے دروازے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔آپ فرماتے تھے الٰہی تُو دیکھ رہا ہے کہ ہم امداد کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ پھر آپ مسجد میں داخل ہوئے تو نماز کے لئے حاضر ہونے والوں نے آپ سے کہا اے ابا الحسن ! آگے آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں۔

آپ نے فرمایا ! میں تمہارے ساتھ نماز نہیں پڑھوں گا اس لئے کہ تُم نے عثمان کا محاصرہ کر رکھا ہے مگر میں اکیلا ہی نماز پڑھوں گا۔ پھر آپ نے اکیلے ہی نماز پڑھی اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔

پھر ان کا بیٹا انہیں ملا اور اُس نے اُن سے کہا، ابّا جان ! خدا کی قسم عثمان کے گھر پر لوگوں نے بِلا جانے بُوجھے حملہ کر دیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ**۔ خدا کی قسم وہ اُنہیں قتل کر دیں گے۔

لوگوں نے کہا ! اَے ابا حسن عثمان کہاں ہوں گے ؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! خُدا کی قسم جنّت میں ہوں گے۔

لوگوں نے کہا ! اَے ابا حسن اُن کے قاتل کہاں ہوں گے ؟

آپ نے خدا کی قسم کھا کر تین مرتبہ فرمایا آگ میں۔

صحابیوں کے جنگ کے مشورے

ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابو قتادہ اور ایک دُوسرا شخص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تھا اُن دونوں نے آپ سے حج کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے اُنہیں اجازت دے دی۔

پھر اُن دونوں نے آپ سے کہا اگر یہ لوگ غالب آ گئے تو ہم کس کے ساتھ ہوں گے ؟

آپ نے فرمایا ! جماعت کے ساتھ۔

کہا اگر جماعت نے آپ پر غلبہ حاصل کیا تو کس کے ساتھ ہوں۔

آپ نے فرمایا! جہاں بھی ہو جماعت کے ساتھ رہو۔

پھر دونوں باہر نکلے تو گھر کے دروازے پر دیکھا کہ امام حسن بن علی علیہما السلام حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ رہے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ واپس آ گئے تا کہ سُنیں کیا باتیں ہوتی ہیں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! اے امیر المومنین آپ مجھے حکم دیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابنِ اخی آپ واپس جا کر بیٹھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اَمر کو لائے۔

امام حسن علیہ السلام واپس آ گئے اور ہم بھی واپس آ گئے تو ہمیں حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا رہے تھے ہم اُن کے ساتھ واپس ہو گئے تا کہ سنیں کیا بات ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کہا اور پھر کہا اے امیر المومنین میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا تو آپ کی بات کو سنا اور اطاعت کی۔

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہا تو میں نے اُن کی بات سنی اور اطاعت کی۔

پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو میں نے اُن کی بات سنی اور اطاعت کی اور ان کے لئے باپ کا اور خلافت کو حق دیکھا اور اے امیر المومنین میں نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی تو آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابنِ عُمر اللہ تمہیں جزا اور دوہری خیر

عطا فرمائے، مجھے خون بہانے میں کوئی حاجت نہیں۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تلوار حمائل کیئے آئے اور کہا اس وقت ضرب لگانا ہی اچھا کام ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا اے ابو ہریرہ! تجھ پر حق واجب ہے کہ اپنی تلوار پھینک دے۔ کہا کہ پھر میں نے نہیں دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس تلوار کو پکڑا ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مغیرہ بن شعبہ نے آکر کہا کہ یہ لوگ آپ پر جمع ہوئے ہیں اور آپ کو تکلیف دے رہے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو مکہ معظّمہ چلے جائیں اور اگر چاہیں تو شام چلے جائیں کیونکہ وہاں مُعاویہ ہیں اور اگر چاہیں تو محاصرہ کرنے والوں کے ساتھ جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ متعدد لوگ اور قُوّت ہے اور آپ وہاں سے گذر کر مکہ معظّمہ چلے جائیں اور یہ لوگ آپ کا کچھ نہی بگاڑ سکتے۔ تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ فرمایا جس کا ذکر ابھی سلمہ کی حدیث میں ہو چکا ہیے۔

یہ دونوں روایتیں ابو احمد نے نقل کی ہیں۔

تلوار پھینک دو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو میں اُن کے گھر میں اُن کے ساتھ تھا۔ کہا کہ ہم سے ایک شخص نے کہا! اُے امیر المومنین اس وقت ضرب لگانا اچھّا ہے کہ کوئی شُخص ہمارے ساتھ جنگ میں پہل کرے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اُے ابو ہریرہ تم پر حق واجب ہے مگر تم اپنی تلوار پھینک دو اور میری ذَات مومنوں کی ساقی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور میں

نہیں جانتا کہ وہ اس وقت کہاں ہے۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

شَیخین کی سُنّت پر چلیں حضرت علی کا مشورہ

عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر کہا اے ابا الحسن ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ اُمّت مجُھ پر چڑھ دوڑے تو میں مخالفت نہیں کروں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! اگر میرے پاس دُنیا کے اموال اور اُن کی آرائش وزیبائش ہوتی تو مجھ میں طاقت نہ تھی کہ لوگوں کا ہاتھ آپ سے دور کر دیتا۔ تاہم میں عنقریب اس اَمر پر دلیل دوں گا جو اس سے افضل ہے جس کا سوال آپ کرتے ہیں۔ آپ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عمل کے مطابق عمل کریں اور مَیں آپ کے لئے لوگوں سے نپٹ لوں گا ان میں سے کوئی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں بلکہ دونوں کا حال مختلف ہے۔

تو یہ بات چیت اِبتدائی امر میں لوگوں کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جمع ہونے سے پہلے اُس وقت کی ہے جب آپ اپنی طرف سے مشتہر ہونے والی خبروں کے مطابق حضرات شیخین کی سنت پر عمل پیرا تھے اور کسی کی آپ پر حجت باقی نہ تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس مقالہ میں اُن لوگوں کو فرمایا ہے کہ اُنہیں اُمید تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرات شیخین کی سُنّت پر عمل کریں گے اور اُس امر میں کوتاہی نہیں کریں گے جو اُن پر واجب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر انکار کیا اور نہ ہی یہ امر اُن کے لئے درست ثابت ہوا اگر یہ کہ ان دونوں کی پیروی کرنے کا حکم اُنہوں نے دیا ہوتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یہ جاننے کے باوجود کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لامحالہ امامِ برحق ہیں اُن کے امر میں تامّل اور غور فکر کرنے والوں کے ساتھ تھے۔ تاہم جب آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھیراؤ کرنے والوں کو دُور ہٹا دیا جائے تو بغیر فتووں کو دیکھنے کے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دُور کر دیا اور اُن لوگوں کو مشورہ دیا کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے الگ کر دینے سے بہتر ہے کہ اُن کی اطاعت کی جائے۔

تاہم بعد میں آپ اس معاملہ سے الگ ہو گئے اور محاصرین کو روکنا چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم

محاصرین سے مقابلہ ہوسکتا تھا

عنقریب خلافت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فصل میں وہ بیان آرہا ہے جو اس اُمر پر دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نُصرت وحمایت پر آمادہ اور کمربستہ ہوئے اُس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا گیا تھا۔

پیش ازیں بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چھ سو افراد جمع تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو محاصرہ کرنے والوں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ ان لوگوں کو مقابلہ میں لانے کا مشورہ ان لوگوں نے دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت حسن بن علی، حضرت ابوہریرہ، حضرت محمد بن حاطب، حضرت زید بن ثابت مرُوان بن حکم اور مغیرہ بن اخنس یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن لوگوں کا ایک گروہ آپ کے ساتھ تھا۔

اُم المومنین حضرت صفیہ بنت حُیی بنت اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مولیٰ کنانہ سے روایت کہ میں مقتلِ عُثمان میں موجود تھا۔ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے میرے آگے قریش کے چار جوان زخمی حالت میں نکلے تھے اور اُن کا خُون بہہ رہا تھا ان میں حضرت عبداللہ بن زبیر، محمد بن حاطب کے علاوہ مرُوان بن حکم بھی تھا۔

قاتلِ عثمان کا نام

محمد بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اُسے کہا ! کیا حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون بہانے میں محمد بن ابی بکر کا بھی کچھ حصّہ ہے ؟

اُس نے کہا ! معاذ اللہ ہاں ۔محمد بن ابی بکر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُن سے باتیں کیں اور باہر نکل گئے اُن کا خُونِ عثمان میں کچھ بھی حصہ نہیں۔

میں نے کہا ! حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے قتل کیا ؟

اُس نے کہا ! حضرت عثمانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مِصر کے ایک شخص جبہ بن ایہم نے شہید کیا تھا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

فرشتے چلے جائیں گے، تلوار بے نیام رہے گی پینتیس ہزار قتل ہوں گے

حمید بن ہلالی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محاصرین سے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہاں تشریف آوری ہوئی ہے تُمہارے اس شہر مدینہ کو فرشتے گھیرے رکھتے ہیں۔اگر تم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا تو یہ فرشتے چلے جائیں گے اور پھر تمہاری طرف نہیں آئیں گے یا یہ کہ تُمہاری تلوار کبھی میان میں نہیں جائے گی اور خُدا کی قسم اگر تم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر دیا تو ضرور تم پر تلوار سونتی رہے گی اور تم کبھی اسے میان میں نہیں کر سکو گے یا کہا کہ قیامت تک تلوار میان میں نہ کر سکو گے۔

نیز یہ کہ کسی نبی کو قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے ساتھ ستّر ہزار لوگ قتل ہوئے اور کوئی خلیفہ

قتل نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ پینتیس ہزار افراد قتل ہوئے۔

اس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی نے کی اور قاضی بن ضحاک نے مختصر روایت بیان کی۔

دُوسرا اور تیسرا قتل

ابوعمر نے کہا، روایت میں آیا ہے کہ حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن سے کوئی بات کی جسے سُن کر حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حیا آئی اور وہ وہاں سے نکل گئے۔ بعد ازاں ایک کوتاہ قامت شخص آیا جس کی آنکھیں نیلی تھیں اور نام رومان بن سرحان تھا۔ اس شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے خنجر لہرا کر پوچھا اُے نعثل تُو کس دین پر ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نعثل نہیں عثمان ابن عفان ہوں اور میں حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ملّتِ حنیف پر ہوں اور میں مُشرکین میں سے نہیں ہوں۔

بایں ہمہ اُس شخص نے آپ کی کنپٹی پر وار کر کے آپ کو شہید کر دیا اور آپ گر گئے بعد ازاں آپ کی بیوی نائلہ آئیں تو اُن کے اور نائلہ کے درمیان نائلہ کے کپڑے تھے اور جناب نائلہ کا جسم بھاری تھا۔ اسی اثناء میں ایک مصری شخص ننگی تلوار لئے اور کہنے لگا خدا کی قسم میں عثمان کی ناک کاٹ دوں گا۔

جناب نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مثلہ کرتے ہوئے اُسے روکنا چاہا تو اُس نے تلوار کا وار کر کے جناب نائلہ کا انگوٹھا کاٹ دیا۔

جناب نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام رباح کو فرمایا! یہ شخص بچ کر نہ جانے پائے۔ غلام کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تلوار تھی اس نے تلوار کا وار کر کے اس شخص کو قتل کر دیا۔

بعض نے کہا! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جبلہ بن ایہم نے شہید کیا۔

بعض نے کہا! آپ کو اسود تجیبی نے قتل کیا۔

بعض نے کہا! آپ کو یسار بن عیاض نے شہید کیا۔

اور یہ ذکر پہلے ہو چکا ہے اور اکثر لوگ روایت کرتے ہیں کہ آپ کے خُون کا قطرہ یا قطرات قرآن کی اس آیت پر گرے تھے۔

فَسَيَكۡفِيكَهُمُ ٱللَّهُۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡعَلِيمُ

تو انہیں اللہ کافی ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

جب وقتِ شہادت تھا آیا

ہارون بن یحییٰ سے روایت ہے کہ جب حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر تلوار چلائی گئی اور آپ کا خون بہہ کر ڈاڑھی مبارک پر بہنے لگا تو آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَكَ اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ

نہیں کوئی معبود مگر تُو پاک ہے۔ میں ظالموں میں سے ہوں۔

اللّٰھم انی استعدیك واستعینك علی جمیع اموری واسالك الصبر علی بلیتی۔

الٰہی! میرے تمام امور پر تیری امداد و اِستعداد کارفرما ہے اور میں تجھ سے بلاؤں پر صبر کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت حاضر ہوا۔ آپ اپنے خون میں لتھڑے ہوئے فرماتے تھے۔

"اے اللہ! اُمّتِ محمد کو جمع فرما۔"

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حال میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کر دیتے کہ مُسلمان کبھی جمع نہ ہوں تو قیامت تک جمع نہ ہوتے۔

اس روایت کی تخریج فضائلی نے کی۔

ابنِ اسحاق نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بدھ کے دن عصر کے وقت شہید کیا گیا اور ہفتہ کے روز ظہر سے پہلے دفن کر دیا گیا۔

بعض نے کہا ! آپ کی شہادت ۳۵ھ ذوالحجہ کی سات یا دس تاریخ کو ہوئی۔ بدائینی نے ابی مغشر سے اُنہوں نے نافع سے روایت کی اور ابوعثمان نہدی نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایامِ تشریق کے وسط میں واقع ہوئی لیث نے کہا! آپ کی شہادت وسط حج میں ۳۵ھ کو ہوئی۔

واقعاتِ تدفین پہلا واقعہ

ابوعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ شہادت کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اُس روز رات تک پڑا رہا پھر آپ کی تدفین کی غرض سے لوگ آپ کو دروازہ تک لائے تو کچھ لوگوں نے تعرض کیا تاکہ دفن نہ کیا جاسکے۔ پھر لوگوں نے ایک ایسی قبر دریافت کی جو کسی اور شخص کے لئے کھودی گئی تھی، اُس میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

تدفین کی دُوسری روایت

(۲) واقدی نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہفتہ کی رات کو رات کے وقت حشِ کوکب میں دفن کیا گیا اور آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔

کوکب ایک انصاری اور حش اُس کے باغ کا نام ہے یعنی اُنہیں کوکب نامی انصاری کے باغ میں دفن کیا گیا اور یہ باغ وہ ہے جسے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر جنّت البقیع میں شامل کیا تھا اور اس میں پہلی قبر آپ ہی کی بنی تھی۔

مالک نے کہا ! حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حِش کوکب سے گُذرے تو فرمایا کہ یہاں ایک صالح شخص دفن ہوگا۔

اس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

نماز جنازہ اور تدفین میں کون کون شریک تھا

(۱) واقدی وغیرہ نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تختی لگائی اور آپ پر نماز جنازہ جبیر بن مطعم نے پڑھائی اور آپ کے ساتھ صرف تین افراد اور تھے۔

(۲) بعض نے کہا! آپ کی نماز جنازہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ بعض نے کہا! حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی۔ کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس اَمر کی وصیت فرمائی تھی۔ (رواہ احمد)

(۳) قلعی نے بیان کیا کہ بعض نے کہا کہ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بیٹے عمرو بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی تھی۔

(۴) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنا چاہی تو لوگوں نے ہمیں روک دیا تو قریش کے ایک شخص ابوجہم بن حذیفہ نے اُسے بلایا تو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن پر نماز جنازہ پڑھی۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

قبر پوشیدہ کردی گئی

(۵) بعض نے کہاس کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفین وتدفین کی اُن کی تعداد پانچ یا چھ ہے اور وہ یہ ہیں۔

جناب جبیر بن مطعم، جناب حکیم بن حزام، جناب ابوجہم بن حذیفہ، جناب یسار بن مکرم اور حضرت عثمان کی دونوں بیویاں جناب نائلہ بنت فرافصہ اور جناب اُم البنین بنت عقبہ۔ آپ کی قبر میں بیان ابوجہم اور جبیر بن مطعم اُترے اور حکیم نائلہ اور اُم البنین آپ کے جنازہ کے قریب رہے اور پھر آپ کی تدفین کے بعد آپ کی قبر کو پوشیدہ کردیا گیا۔

خُون آلود کپڑوں میں دفن کیا

(۶) حسن سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے خون آلود کپڑوں میں دفن کیا گیا۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عُثمان کی نماز جنازہ خدا اور فرشتوں نے پڑھی

(۷) ابراہیم بن عبداللہ بن فروغ اپنے باپ سے ایسی ہی روایت بیان کی اور کہا کہ آپ کو غسل بھی نہیں دیا گیا تھا۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے بغوی سے اپنی معجم میں کی۔

تاریکی میں دفن کیا گیا

(۸) خجندی نے کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسدِ مبارک حشِ کوکب میں تین روز تک پڑا رہا اور آپ پر نمازِ جنازہ نہ پڑھی گئی یہاں تک کہ ہاتف نے آواز دی کہ انہیں بغیر نماز جنازہ پڑھنے کے ہی دفن کر دو۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھی ہے۔ بعض نے کہا کہ آپ پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور اُنہوں نے نماز جنازہ پردہ میں پڑھی اور آپ کو تاریکی میں دفن کیا گیا۔ جب لوگ تدفین سے فارغ ہوئے تو انہیں آواز دی گئی کہ ثابت قدمی سے رہو تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں اور یہ لوگ دیکھ رہے تھے کہ منادی کرنے والے فرشتے تھے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین

(۹) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عبدالملک بن ماجشون نے مالک سے روایت کی کہا کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی لاش کو تین روز تک کوڑے کرکٹ کی جگہ پڑا رہنے دیا۔ پھر رات کے وقت دس افراد آئے جن میں حویطب بن عبدالعزیٰ

حکیم بن حزام، عبداللہ بن زبیر اور میرا دادا تھے۔ ان لوگوں نے جنازہ اُٹھایا تاکہ دفن کریں۔ جب یہ لوگ آپ کو دفنانے لگے تو بنی مازن کے لوگوں نے کہا ! اگر تم نے انہیں یہاں دفن کیا تو لوگ صبح کو قبر اُکھاڑ دیں گے چنانچہ یہ لوگ آپ کا جنازہ آپ کے دروازے پر لے آئے اور آپ کا سر دروازہ پر تھا تاکہ پتّھر پر چوٹ پڑنے کی آوازیں پیدا ہوں۔ پھر یہ لوگ آپ کا جنازہ حشِ کوکب کی طرف لے گئے اور وہاں پر آپ کی قبر کھودی گئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھی جنہوں نے ہاتھ میں چراغ پکڑ رکھا تھا۔ جب یہ لوگ آپ کو دفن کرنے کے لئے نکلے تو جناب عائشہ بنتِ عثمان رضی اللہ عنہما نے چیخ ماری۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ! خُدا کی قسم اگر تُو خاموش نہ ہوئی تو مَیں تیری آنکھیں پھوڑ دوں گا پھر وہ خاموش ہوگئی تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین کی گئی۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی۔

اِس سے پہلے بھی ذکر کو چکا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں پہلے بیان ہوتا ہے کہ اُن کے فوت ہونے کے دان اُن پر فرشتوں نے نماز پڑھی۔

فرشتے جنازہ کے ساتھ تھے

(۱۰) سہم بن خنیس جو کہ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت موجود تھے نے کہا کہ پھر ہمیں رات ہوگئی تو میں نے لوگوں سے کہا ! اگر آپ نے اپنے صاحب کو ایسے ہی چھوڑ دیا تو لوگ صبح تک آپ کا مُثلہ کردیں گے۔ پھر ہم جنّت بقیع کی طرف نکلے اور وہاں رات کی تاریکی میں ٹھہرے رہے۔ پھر جب تاریکی خوب گہری ہوگئی تو ہم نے آپ کا جنازہ اُٹھالیا اور پیچھے آنے والے لوگ اکیلا اکیلا ہو کر آرہے تھے کہ منادی کرنے والے نے کہا ! ثابت قدمی سے چلتے رہو ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ ہماری طرف دیکھو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ابن خنیس کہتا ہے کہ وہ فرشتے تھے۔

اس روایت کی تخریج ابن ضحاک نے کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خزانہ

پہلے بیان ہوا کہ صحابہ کرام حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑائی کو دُور کرتے رہے تھے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیّت کی تھی کہ جماعت کے ساتھ رہنا۔

علاء بن فضل اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کا خزانہ تلاش کیا گیا تو اُسے ایک مقفل صندوق میں پایا۔ جب صندوق کھولا گیا تو اُس میں ایک ورق تھا جس پر لکھا ہوا تھا۔ ''یہ عثمان کی وصیت ہے۔''

بِسمِ اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم

عثمان بن عفان گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور بے شک جنّت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُس روز لوگوں کو قبروں سے اُٹھائے گا جس میں شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی انشاء اللہ محشور کرے گا۔

اِس روایت کی تخریج فضائلی اور رازی نے کی اور نظام الملک نے اس کی تخریج کرتے ہوئے مزید کہا کہ اُس ورق کی پشت پر یہ شعر لکھے ہوئے تھے۔

غنی النفس یغنی النفس حتیٰ یجلها
وان غضها حتی یضربها الفقر
وما عسرۃ فاصبر لها ان لقیتها
بکائنة الاسیتبعها یسر
ومن لم یقاس الدهر لم یعرف الاسی
وفی غیر الایام ما وعد الدهر

حضرت عثمان کی خِلافت کی مدّت اور عُمر مُبارک

ابن اسحاق نے آپ کی خلافت کی مدت بارہ یوم کم بارہ سال بیان کی ہے اور آپ کو اَسی سال کی عمر میں شہید کیا گیا اور آپ کی خلافت گیارہ سال گیارہ ماہ اور چودہ دن ہے۔

بعض نے کہا! حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک اٹھاسی سال تھی۔ بعض نے کہا ! نوّے سال تھی۔ قتادہ نے کہا ! چھیاسی سال تھی جبکہ واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں اس میں اختلاف نہیں کہ آپ کو بیاسی سال کی عمر میں شہید کیا گیا۔

جنّات کے نوَحے

عثمان بن مرہ سے روایت ہے کہ میری ماں نے کہا کہ مدینہ کی مسجد میں یا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد میں، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر جنات روتے تھے۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو دیوان سے مٹا دیا۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو دیوان سے محو کر دیا۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

حضرت ابنِ عباس کا خواب جنّت میں عُرسِ عُثمان

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تُرکی گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ نے نُور کا عمامہ باندھ رکھا ہے اور آپ کے ہاتھ مبارک میں فردوس کی چھڑی ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجُھے آپ کی زیارت کا بہت شوق ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ جلدی میں ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مری طرف اِلتفات کرتے ہوئے مسکرا کرفرمایا ! عثمان بن عفانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں ہمارے ساتھ صبح کریں گے اور جنّت میں فرشتے ان کی شادی کریں گے اور میں اُن کے ولیمہ کی دعوت دینے آیا ہوں اس لئے میں جلدی میں ہوں۔

اِس روایت کی تخریج ابوعلی الحسین بن عبداللہ بن البنا الفقیہہ نے کی اور یہ حدیث علاء بن مسیب کی حدیث سے غریب ہے اور اس میں محمد بن معاویہ جریر سے بیان کرنے میں اکیلا ہے۔ نیز یہ کہ اس روایت کی تخریج ابوشجاع شیرویہ دیلمی نے ''کتاب المنتقیٰ'' میں کی اور اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ ہیں کہ!

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ تُرکی اَبلق گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے نُور کا عمامہ پہنا ہوا تھا جس سے شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اور آپ کی نعلین پاک سبز گھاس کی تھی جسے موتیوں کے تسمہ سے باندھا گیا تھا اور آپ کے ہاتھ میں جنت کی چھڑی تھی۔ آپ نے مجھے سلام کہا تو میں نے آپ کے سلام کا جواب دیتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے آپ کے دیدار کا بے حد شوق ہے، آپ کو کہاں جانے کی جلدی ہے ؟

آپ نے فرمایا ! کل عثمان کو جنت میں دولہا بنایا جائے گا اور میں اُسے اُس کی شادی کی دعوت دینے آیا ہوں۔''

اِس سے پہلے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے ملاء کی حدیث میں ، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ کے فضائل کی فصل میں ایسی ہی روایت بیان ہوئی۔ ممکن ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبار خواب دیکھا ہو اور یہ ظاہر ہے کیا تُو نے دونوں روایتوں کے الفاظ کو نہیں دیکھا ؟

خُونِ عُثمان بارگاہِ یزدان میں

اِمام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ میں نے یہ خواب دیکھنے کے بعد لڑائی چھوڑ دی۔ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے عرش پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا ہے یعنی اُنہوں نے ایک دُوسرے کو پکڑ رکھا ہے۔

علاوہ ازیں مَیں نے خُون دیکھا تو مَیں نے پُوچھا یہ کیا ہے ؟

اُنہوں نے کہا ! یہ عُثمان کا خون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اس خُون کے ساتھ ہی طلب کیا ہے۔

اس روایت کی تخریج دیلمی نے ''المنتقی'' میں کی۔

قاتلِ عُثمان کی ہلاکت و بربادی

ابی جعفر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں مصریوں کے ساتھ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ آور ہوا۔ پھر میں آپ پر وار کرنے کے بعد باہر نکلا تو میرا حال بہت خراب تھا۔

یہاں تک میرا تہبند میری شرم گاہ کا دشمن بن گیا۔ پھر میں مسجد میں آیا تو ایک شخص اپنے جیسے افراد میں بیٹھے پایا۔ اُس کے سر پر سیاہ دستار تھی۔ اُس نے مجھے کہا ! تیری بربادی ہو تُو کیا کر کے آیا ہے ؟

مَیں نے کہا ! واللہ میں ایک شخص سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔

اُس نے کہا ! تیرے لئے دوسری دُنیا میں ہلاکت اور بربادی ہے۔

آخرت کی بربادی

تو اس روایت کو دیکھیں جسے قلعی نے نقل کیا اور ابن سمان نے ان لفظوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اُس شخص نے کہا ! میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاصرہ کے دن گھر میں داخل ہوا جب میں نکلا تو تکلیف میں مبتلا ہو چکا تھا۔ میں مسجد میں آیا تو ایک شخص کو عورتوں کے سائے میں دیکھا۔ اُس نے سیاہ دستارہ پہنی ہوئی تھی اور اُس کے اِردگرد ایسے ہی دس افراد تھے پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور پُوچھا آدمی کیا کرتا ہے ؟ میں نے کہا ! آدمی کو قتل کرتا ہے۔ آپ نے کہا ! ایسے لوگوں کے لئے آخرت کی بربادی اور ہلاکت ہو۔

حضرت علی قتلِ عُثمان سے بری ہیں

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا ! جو شخص دینِ عثمان سے نکل گیا ایمان سے نکل گیا۔ خُدا کی قسم ! مَیں نے عُثمان کے قتل پر نہ معاونت کی نہ اُن کے قتل کا حکم دیا اور نہ اُن کے قتل پر راضی ہوں۔

اس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

اس روایت کو ابنِ سمان نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا کہ ''ولا شارکت'' یعنی نہ میں قتل کرنے والوں میں شریک ہوں۔

علی خُونِ عُثمان سے بَری ہیں

(۲) قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے جمل کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے الٰہی ! میں تیری طرف خُونِ عثمان سے بَری ہوں اور یقیناً میری عقل قتلِ عثمان کے دن بیمار تھی۔ میری ذات اس کام کو ناپسند کرتی تھی لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے کہا ! مجھے اُن لوگوں سے بیعت لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے جنہوں نے ایسے شخص کو شہید کر دیا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

الا استحی ممن تستحی منه الملائکه؟

کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! مجھُے اللہ سے حیا آتی ہے کہ عثمان قتل ہو کر زمین پر پڑے ہوں اور میں بیعت لُوں پہلے عثمان کی تدفین کرو۔

پھر جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بیعت کا سوال کیا تو آپ نے بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی !

اللّٰهم ان مشفق مما اقدم علیه

پھر جب ہزیمت آئی تو آپ نے بیعت لی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا لوگ یا امیر المومنین کہتے ہیں تو گویا میرے دل کو دُکھی کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں الٰہی مجھے پکڑ یہاں تک کہ تُو راضی ہو جائے۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافقت میں اور الخجندی نے اربعین میں کی۔

قتلِ عُثمان سے اِظہارِ بریّت

(۳) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! خدا کی قسم نہ میں نے عثمان کو قتل کیا اور نہ یہ اُن کے قتل کا حکم دیا بلکہ میں تو انکار کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں نے نہ عُثمان کو قتل کیا نہ اُن کے قتل کا حکم دیا۔ ولکنی غلبت۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ ایک روایت میں آپ کے الفاظ ہیں !

ولکنی غلبت فی قتل عثمان

شہادتِ عُثمان سے ناراضگی

(۴) محمد بن سیرین سے روایت ہے کہا کہ جب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بصرہ میں تشریف لائے تو منبر پر قتلِ عثمان سے عذر خواہی کرتے ہوئے فرمایا ! خُدا کی قسم مَیں نہ تو قتلِ عثمان کی طرف مائل تھا، نہ میں اس قتل میں شریک ہوں اور نہ ہی مَیں اس قتل سے راضی ہوں۔

اللہ کو گواہ بنایا

(۵) محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے محاصرہ کے دنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیغام بھیجا۔ کیونکہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش تھی کہ حضرت علی محاصرین کو باز رکھیں۔ اسی اثناء میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا ! الٰہی نہ میں قتلِ عثمان پر خوش ہوں نہ مَیں نے اس کا حکم دیا ہے۔

دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی ہے۔

حضرت عُثمان کا قصاص کون لے

(۶) وائل بن حجر سے روایت ہے کہ اس نے حضرت معاویہؓ سے سختی سے کہا کہ تُو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و نصرت سے پیچھے رہا ہے۔ پھر کہا! تُو ایسے شخص سے لڑائی کرتا ہے جو تجھ سے زیادہ عُثمان کا حقدار ہے۔

حضرت معاویہؓ نے کہا! مجُھ سے زیادہ عُثمان کا حقدار کون اور کیسے ہوسکتا ہے جبکہ میں نسب میں عُثمان کے قریب تر ہوں۔

وائل کہتے ہیں میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت

عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان اخوت اور بھائی چارا قائم فرمایا، تو بھائی چچازاد سے اولیٰ ہوتا ہے۔

عُثمان کے قتل پر لعنت کرنے والے

(۷) محمدُ بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جُمل کے دن فرمایا! حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل پر میدان اور پہاڑ میں لعنت ہو۔

اور انہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل پر لعنت کرتی ہیں تو آپ نے دونوں ہاتھ چہرے تک بلند کئے اور دو یا تین مرتبہ فرمایا ! مَیں عثمان کے قاتل پر لعنت کرتا ہوں اور عثمان کے قاتلوں پر اللہ میدان اور پہاڑ میں لعنت کرے۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی اور اس دوسری روایت کی تخریج حاکمی نے بھی کی ہے۔

قاتلِ عُثمان کو شکست ہو جائے

(۸) یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے میرے چچا یا میرے باپ کے چچا نے بتایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جُمل کے دن اپنے لوگوں میں منادی کروائی کہ نہ کوئی تیر چلائے، نہ نیزہ مارے، نہ تلوار کا وار کرے اور نہ ہی وہ جنگ کا آغاز کرے اور لطف و مہربانی سے نرم گفتگو کریں۔

پھر آپ نے مزید بتایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں کامیاب ہونے والا شخص قیامت کے دن کامیابی حاصل کرلے گا۔

کہا کہ ہم نے اس پر موافقت کی یہاں تک کہ ہم گرم لوہا لائے۔

بعد ازاں دُوسرے لوگوں نے اکٹھے ہو کر آواز دی کہ اُے عثمان کے خلاف فتنہ کو

بھڑکانے والو !

کہا کہ محمد بن حنفیہ اپنے پرچم کے ساتھ ہمارے آگے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں آواز دی اے ابنِ حنفیہ یہ کیا کہتے ہیں ؟

اُنہوں نے کہا! یا اَمیر المومنین یہ کہتے ہیں اَے عثمان کے خلاف فتنہ برپا کرنے والو۔

یہ سُن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دونوں ہاتھ بلند فرمائے اور کہا الٰہی ! جن لوگوں نے حضرت عثمان کو قتل کیا ہے اُن کے سرداروں کو آج شکست سے دوچار کردے۔

اس روایت کی تخریج حسین قطان نے اور الموافقت میں ابن سمان نے کی۔

یا اللہ قاتلِ عُثمان سے بدلہ لے

(۹) اسماعیل بن ابی خالد ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جمل کے دن فرمایا! یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ پھر فرمایا! کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو قتل کیا۔ پھر آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا! الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے والے کو آج بدلہ مل جائے۔

اِمام حسن کا قاتلِ عُثمان پر لعنت برسانا

(۱۰) عبداللہ بن زراد سے روایت ہے کہا کہ مجھ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کے ایک ساتھی نے روایت بیان کی کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مُبارک دیوار پر رکھے اور فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو۔

اُس شخص نے کہا ! لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ عثمان کو علی نے قتل کیا ہے ؟

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ! انہیں قتل کرنے والا قتل ہوا اور فرمایا ! قاتلِ عُثمان پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حاکمی نے روایت بیان کی کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قاتلِ عثمان پر لعنت فرماتی تھیں۔

غمِ عثمان میں اشکباری

حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہم السلام کے پاس حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذکر ہوتا آپ رونے لگتے اور آپ کی داڑھی مبارک اشکوں سے تر ہو جاتی۔

اس روایت کی تخریج ابن سمان نے کی۔

حضرت حذیفہ کی قتل عُثمان سے بریّت

(۱) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے کہا! الٰہی تُو جانتا ہے کہ میں عُثمان کے خُون سے بری ہوں اور جن لوگوں نے عثمان کو قتل کیا اگر وہ صَواب پر ہوں تو بھی اُن سے بری ہوں اور اگر وہ غلطی پر ہیں تو مجھے اس سے برأت کا حال معلوم ہے۔

قاتل عُثمان جہنّمی ہے

(۲) جندب سے روایت ہے کہ میں حضرت حذیفہ کے پاس گیا تو اُنہوں نے مُجھ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ اُن کا کیا حال ہے؟

میں نے کہا ! لوگ اُنہیں قتل کر دینا چاہتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اگر اُنہوں نے عثمان کو قتل کر دیا تو عثمان جنت میں ہوں گے اور یہ لوگ جہنّم میں ہوں گے۔

اور اس سے پہلے یہ روایت بیان ہو چکی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل جہنّم میں جائیں گے اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں ہوں گے۔

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پہلا فِتنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور آخری فتنہ دجال کا نکلنا ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس شخص کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی قتلِ عُثمان کی پسندیدگی ہوگی۔ اگر وہ دجال کو دیکھے گا تو اُس کی پیروی کرے گا اور اگر دجال کو نہیں دیکھے گا تو اپنی قبر میں اُس پر ایمان لے آئے گا۔

اس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے کی۔

شہادت عُثمان کے فِتنہ سے بچنے والے

(۱) طاؤس سے روایت کہ جب حضرت عثمان کا فتنہ برپا ہوا تو ایک شخص نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں لوہے کے ساتھ عہد رقم کرتا ہوں کہ میں مجنون اور پاگل ہوں۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت واقع ہوگئ تو اُس نے مجُھ سے الگ ہوتے وقت کہا ! خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے جنون و دیوانگی سے شفا دی اور مجھے قتلِ عثمان سے عافیت میں رکھا۔

اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی۔

(۲) حضرت سعید بن زید سے روایت ہے کہا !

ولو ان احد القض للذی ضعتموہ بعثمان لکان محقوقا ان ینقض۔

اس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔

فِتنہ کا دروازہ کُھل گیا

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہا کہ لوگوں نے شہادتِ عثمان سے اپنی جانوں پر فتنے کا دروازہ کھول لیا ہے جو قیامِ قیامت تک بند نہیں ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ابوعمر نے کی۔

اگر شہادت عُثمان پر اجماع ہوتا

(۴) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اگر لوگ حضرت عثمان کے قتل پر اجماع و اتفاق کر لیتے تو ضرور اُن پر قومِ لُوط کی طرح پتھر برسائے جاتے۔ ''اخرجہ الحاکمی''

حضرت عُثمان کا بدلہ خُدا لے گا

طاؤس سے روایت ہے کہ اُسے ایک شخص نے کہا! کیا تُو نے فلاں شخص سے اللہ تعالیٰ پر کسی کا بدلہ دیکھا ہے ؟ کیا تُو نہیں دیکھتا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے والا ہے۔ ''خرجہ البغوی''

سنگریزے برسانے والے

حضرت اِمام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن لوگوں نے قتل کیا ہے جو مسجد میں اُن پر سنگ ریزے برساتے تھے۔ یہاں تک کہ کنکریوں کی اس بوُچھاڑ میں آسمان نظر نہ آتا تھا اور اگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں سے کسی انسان نے قرُآن اُٹھایا تو آپ نے فرمایا ! کیا تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے دین کے فرقے سے بری ہیں اور وہ لوگ شیعہ تھے۔

اس روایت کی تخریج صفوت میں کی گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اِعتراضات اور اُن کے جوابات

اِعتراض نمبر ایک

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغض و ناراضگی کی پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اُن تمام صحابہ کو معزول کر دیا جو آپ کے عامل اور گورنر تھے۔

آپ نے بصرہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گورنر بنایا۔ نیز عمرو بن عاص کو معزول کر کے مصر کا گورنر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو بنا دیا۔ یہ شخص حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا تھا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کے دن جہاں دوسرے لوگوں کو امان دی، اس شخص کا خون جائز رکھا یعنی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جہاں بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کے لئے امان حاصل کر لی۔ پھر اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

بصرہ و مصر کے گورنروں کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کے گورنر حضرت عمّار بن یاسر کو معزول کیا اور کُوفہ ہی سے مغیرہ بن شعبہ کو معزول کیا گیا اور پھر کوفہ ہی سے حضرت عبداللہ بن مسعود کو معزول کر دیا اور وہاں سے مدینہ مدینہ کوچ کر گئے۔

عُثمان پر کئی شِقوں پر مبنی دُوسرا اِعتراض

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیت المال میں سے اسراف فرمانا اور اس ضمن میں یہ چند اُمور ہیں۔

ایک بات یہ کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم بن عاص کو مردود و مطرود قرار دیتے ہوئے، مدینہ منوّرہ سے طائف کی طرف نکال دیا تھا۔ مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حکم بن عاص کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم پہنچائے اور اُس کے بیٹے حارث کو مدینہ منورہ کا چوہدری بنا دیا تاکہ وہ بازار میں فروخت ہونے والی ہر چیز کا دسواں حصّہ ٹیکس وصول کرلے۔

دوسری بات یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مَروان بن حکم کو افریقہ کا خُمس عطا کیا۔

تیسری بات یہ تھی کہ عبداللہ بن خالد بن اسد بن ابی عاص حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے اُسے بیت المال سے تین لاکھ درہم دے دیئے۔

چوتھی بات وہ ہے جو حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مالِ غنیمت لیکر حاضر ہوتا تو آپ بلا تاخیر سونے چاندی کے زیور مُسلمانوں میں تقسیم کردیتے یہاں تک کہ کوئی چیز باقی نہ رہتی۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو آپ یہ زیورات اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھیج دیتے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا کرتے دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں رونے لگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے فرمایا کہ تم کیوں روتے ہو ؟

میں نے آپ کو بتایا کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیورات وغیرہ کی تقسیم اس طرح کرتے تھے اور آپ اس طرح کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اللہ عمر پر رحم فرمائے وہ اچھے کام کرتے تھے میں بھی اچھا کرتا ہوں اور ہر شخص کے لیئے وہی ہے جو وہ کماتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہں کہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد میں سے کسی بچے کے پاس ایک درہم پاتے تو اُسے اللہ کے مال یعنی بیت المال میں

لوٹا دیتے اور مسلمانوں آپ نے دیکھا کہ آپ نے یاقوت اور سچے موتیوں سے جڑی ہوئی سونے کی انگوٹھی اپنی ایک بیٹی اور دو ایسے انمول موتی دوسری بیٹی کو دے دیئے ہیں جن کی قیمت نہیں جانتے کہ کتنی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی رائے سے عمل کرتے اور خیر سے کوتاہی نہ کرتے تھے اور میں اپنی رائے پر عمل کرتا ہوں اور خیر سے کوتاہی نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ذوی القربیٰ سے احسان کی وصیت فرمائی ہے اور میں انہیں اُن پر احسان کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

منجملہ ایک امر یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال کا بہت سا مال اپنے گھر اور اپنی اولاد کے گھروں کی تعمیر میں ضائع کر دیتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں عبداللہ بن ارقم اور معیقیب کو بیت المال پر بنایا گیا۔

پھر جب اُن سے ایسا امر دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو معزول کر کے زید بن ثابت کو عامل بنا دیا اور چابیاں اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ پھر آپ نے ایک دن زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! بیت المال میں فاضل مال موجود ہے تو یہ تھیلی تیرے لئے ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود و ابی عطار دونوں سے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود ربذہ کی طرف چلے گئے تھے اور وفات تک وہیں رہے اور زبیر کو وصیت نامہ بھیجا اور وصیت کی کہ اُن کی نماز جنازہ وہ پڑھائیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی اجازت نہ دی تا کہ اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ پھر جب اُنہیں دفن کیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے باپ کی عطا کے ساتھ اُن کے وارثوں کو پانچ سال ملتے رہے۔

چوتھا اعتراض

چوتھی وجہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بقیع کے ایک حصہ کو

چراگاہ بنا رکھا تھا اور لوگ اِس سے منع کرتے تھے اور آپ نے چراگاہ میں دُگنی جگہ ملا دی۔

پانچواں اِعتراض

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ کے بازار میں ایک جگہ چھوڑ رکھی تھی جہاں خرید وفروخت نہ ہوتی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ اُس سے کھجور کی گٹھلی بھی خرید سکتے تھے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وکیل اُس چیز کو خرید لیتا جس کی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے اُونٹ کے چارے کے لئے ضرورت ہوتی۔

چھٹا اِعتراض

یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمندر میں جگہ مخصوص کر رکھی تھی جہاں سے ہر اُس کشتی کو نکال دیا جاتا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامانِ تجارت نہ ہو۔

ساتواں اِعتراض

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اُن اصحاب کو اسلامی شہروں سے بہت الگ کر دیا تھا جن سے انہیں کام نہ ہوتا تھا۔

آٹھواں اعتراض

لوگ کہتے ہیں! حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے بڑے صحابہ کرام کو اُن کے وطنوں سے دُور کر دیا جن میں سے حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کا قصّہ جس میں یہ اور نقل ہوا یُوں ہے کہ حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ وہ لوگوں کے عیوب ونقائص بیان کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاویہ کو خط لکھا کہ اُنہیں گھوڑے کی ننگی پشت پر بٹھا کر ہماری طرف بھیج دے اور گھوڑے کو پیچھے سے ہانکنے والا شخص بہت سخت اور تند خُو ہونا چاہیے تو معاویہ نے اُنہیں اِسی صورت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت ابُوذر سے منسوب عجیب حدیث

جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ نے مُجھ پر فساد کیوں کیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے !

اذ بلغ بنو ابی العاص ثلاثین رجلا جعلوا مال اللہ دولا وعباد اللہ خولا ودین اللہ وغلا ثم یریح اللہ العباد منهم

یعنی جب بنوابو العاص تیس افراد ہوجائیں گے تو یہ اللہ کے مال کو اپنی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنے نوکر چاکر سمجھیں گے اور اللہ کے دین میں حیلہ اور مکاری کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کو ان سے آزادی اور راحت دے گا"

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر اُس شخص کو جو مسلمانوں میں سے آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا ! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ سُنا تھا ؟

لوگوں نے کہا ! نہیں۔

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلوایا اور اُن سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔

آپ نے فرمایا ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ بات نہیں سنی بلکہ آپ آپ نے یہ فرمایا ہے !

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لهجة من ابی ذر

یعنی آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر نہ ابوذر کی مثل ہے اور نہ ان سے زیادہ کسی کا لہجہ صادق ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ غُصّہ میں آ گئے اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! اس شہر سے نکل جائیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر ربذہ کی طرف تشریف لے گئے اور اپنے وصال مبارک تک وہیں پر رہے۔

نوواں اِعتراض شراب کی مشکیں

لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے لشکر میں تھے تو ان کے پاس سے اُونٹوں کی قطار گذری جن پر شراب لدی ہوئی تھی۔ کسی نے کہا! یہ شراب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں چھُری لے کر کھڑے ہو گئے اور شراب کی کوئی مشک ایسی نہ چھوڑی جسے پھاڑ نہیں دیا گیا۔ پھر اہلِ شام کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بُرائی بیان کی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی اور اُنہیں مدینہ منوّرہ بھیج دینے کی اجازت طلب کی۔ پھر اُس نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ بھیج دیا۔

جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے عبادہ وہ تیرے لئے کیا ہے اور ہمارے لئے کیا ہے۔ تو ہمارا اِنکار کرتا ہے اور ہماری اطاعت سے نکل گیا ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے ہیں!

لا طاعۃ لمن عصی اللہ تعالیٰ

یعنی جو اللہ کی نافرمانی کرے اُس کی اطاعت نہیں۔

دسواں اعتراض

لوگ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جلاوطنی میں مبتلا کیا اور وہ ایسے ہے کہ جب انہیں کوفہ سے معزول کیا گیا اور زبردستی مدینہ کو بھیجا گیا تو اُنہیں چار سال تک مہجور رکھا یہاں تک کہ مہجور ہی فوت ہوئے۔ یہ لوگ اس امر کے سبب میں یہ گمان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ سے معزول کیا اور ولید بن عُقبہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ولید ظُلم وجور کرتا ہے تو اُنہوں نے اسے بُرا جانا، اور لوگوں کو مسجد کوفہ میں جمع کیا اور اُن کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احداث وبدعات کا ذکر کیا۔

پھر کہا ! اے لوگو تمہیں اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے یا اللہ نے تم پر تمہارے شریف لوگوں کو مُسلّط کیا ہے؟

پھر تمہارے نیک لوگوں کو بلایا تو تمہیں کوئی جواب نہ دیا۔ چونکہ انہیں حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ کے ربذہ کی طرف نکال دینے کی خبر پہنچ چکی تھی لٰہذا انہوں نے اہلِ کوفہ کی محفل میں خُطبہ دیتے ہوئے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے !

ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ

پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں سے ایک گروہ کو اُن کے وطن سے نکالتے ہو۔ (سورۃ البقرہ آیت ۸۵)

اور یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لوٹائی۔ پھر ولید نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خط لکھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سیاہ فام غلام کو بھیجا تو اُس نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد سے نکال باہر کیا اور پھر پکڑ کر زمین پر دے مارا اور اُن کے قرآن کو جلا دینے کا حکم دیا اور اُنہیں اُن کے گھر میں قید کر دیا اور وہ اپنی وفات تک چار سال تک کا عرصہ اپنے گھر پر قید رہے اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی جس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن پر نماز جنازہ ترک نہیں کی۔

یہ لوگ یہ بھی گمان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے تا کہ اُنہیں واپس لائیں اور اُنہیں کہا کہ میرے لئے اللہ سے استغفار کریں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! یا اللہ تو بہت بڑا معافی دینے والا اور بہت درگزر فرمانے والا ہے مگر عثمان سے درگزر نہ فرمانا یہاں تک کہ اس سے میرے لئے قید ہے۔"

گیارہواں اعتراض ابنِ عوف کو منافق کہا

یہ لوگ نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ وہ منافق ہیں اور یہ کہ جب صحابہ کرام حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناراض ہوئے تو اُن سے بات نہ کرتے تھے بلکہ اُن کو خلیفہ بنانے پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کرتے تھے کہ انہیں تُم نے ہی پسند کیا تھا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر نادم ہوتے ہوئے کہا ! میں نہیں جانتا تھا کیا ہوگا اور اس وقت یہ اَمر تمہاری طرف ہے۔

جب اُن کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ منافق ہے اور مجھے اُس کی باتوں کی پرواہ نہیں۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سُنا تو قسم کھا کر کہا میں زندگی بھر اُس سے بات نہیں کروں گا اور وہ اپنی ہجرت پر فوت ہوئے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مُنافق ہیں جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تو اُن کی بیعت کیسے درست ہے اور اُنہیں اس کا اختیار نہیں اور اگر وہ منافق نہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول فِسق ہے اور وہ اِمامت کی اہلیت سے نکل گئے۔

بارہواں اعتراض حضرت عمّار کو پیٹا گیا

یہ لوگ ایک یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مارا، اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہاجرین وانصار سے پچاس اصحاب نے جمع ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بِدعات لکھیں اور خط میں اُن پر اپنا بغض ظاہر نہ کیا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ خط حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جائیں تا کہ وہ پڑھ لیں ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اس ناپسندیدہ اُمر سے رجوع کر لیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ رجوع نہیں کرتے تو صحابہ اُن کی بیعت سے نکل جائیں گے اور اُن کی جگہ کسی دوسرے کو بدل دیں گے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پڑھا تو اُنہوں نے خط کو پھینک دیا۔ حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا کہ خط کو پھینکنے کی بجائے اسے دیکھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا لکھا ہوا ہے اور خُدا کی قسم میں آپ کو نصیحت کرنے والا ہوں اور آپ کے لئے خوفزدہ ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اے سمیّہ کے بیٹے تُو جھوٹ کہتا ہے پھر آپ نے لڑکوں کو حکم دیا کہ اسے مارو۔ یہاں تک کہ اُن کے پہلو میں چوٹ آئی اور وہ اس پر بے ہوش ہو گئے۔

ان لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خُود کھڑے ہوئے اور حضرت عمّار رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر ضرب لگائی اور وہ اس ضربِ شدید سے بے ہوش ہو گئے یہاں تک

کہ اُن کی چار نمازیں قضا ہو گئیں جو اُنہوں نے ہوش میں آنے کے بعد ادا کیں اور نازک حصّہ پر چوٹ آنے کی وجہ سے اُنہوں نے کپڑوں کے نیچے جانگیہ پہنا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس سختی کے بارے میں سُنا تو بنومخزوم نے غضبناک ہو کر کہا خُدا کی قسم! اگر عمّار اس ضرب کے ساتھ فوت ہو جاتے تو ہم بنواُمیّہ کے بہت بڑے شیخ کو ضرور قتل کر دیتے اور شیخ سے اُن کی مُراد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ پھر یہ کہ حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو اپنے گھر کا پابند کر لیا۔ یہاں تک کہ فتنے کا اَمر پیدا ہو گیا۔

تیرہواں اعتراض کعب بن عبدہ کی بے حُرمتی

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعب بن عبدۃ البہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے حُرمتی اور بے عزّتی کی ہے اور یہ کہ اہلِ کوفہ کی ایک جماعت نے اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس میں اُن کی بدعات کا ذکر کرتے ہوئے اُن سے کہا کہ اگر آپ ان کاموں سے باز رہیں تو ہم آپ کی بات سُنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے بصورتِ دیگر ہم یہاں آپ کو بُرا بھلا کہیں گے اور ہم پر آپ کی اطاعت واجب نہیں اور عُذر خواہی ڈر سے ہوتی ہے۔

پھر اُنہوں نے عنزہ کے ایک شخص کے پاس ایک خط بھیجا تاکہ وہ اسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لے جائے۔ باوجود دیگر اہلِ کوفہ کے کعب بن عبدہ نے ذاتی طور پر آپ کو بہت سخت لکھا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خطوط سے آگاہی کے بعد سعید بن عاص کو خط لکھا کہ کعب بن عبدہ کو فوراً پکڑ کر کوفہ کے کسی پہاڑ پر برہنہ کر کے بیس کوڑے لگائے جائیں اور پھر اُسے کسی دُوسرے پہاڑ پر پہنچا دینا۔

چودھواں اعتراض اُشتر نخعی کی بے حُرمتی

ان لوگوں کا چودھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُشتر نخعی کی

بے عزّتی اور بے حُرمتی کی ہے اور یہ اس طرح کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوفہ میں پہلے گورنر سعید بن عاص جب مسجد میں داخل ہوئے تو اُن کے پاس کوفہ کے سردار گئے اور اُن سے کوفہ اور سوادِ کوفہ کے بارے میں ذکر کیا۔

سعید بن عاص کے ایک درباری عبدالرحمٰن بن حنین نے کہا ! میں چاہتا ہوں کہ کُوفہ کے تمام گردونواح کا علاقہ اُسی کے لئے ہے۔

اُشتر نخعی نے کہا ! اے عبدالرحمٰن تُو جھوٹ کہتا ہے اگر امیر چاہے بھی تو اس پر اُسے قُدرت حاصل نہیں۔ اس کے ساتھ ہی عام لوگ اُٹھ کر اشتر نخعی کو مارنے لگے۔ یہاں تک کہ اُس کے پہلو میں سخت چوٹ لگائی۔

سعید نے اس واقعہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ اُسے اجازت دی جائے کہ وہ اُشتر اور اُس کے اُن ساتھیوں کو کُوفہ سے شام کی طرف نکال دے جنہوں نے اُس کی مدد کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اجازت دے دی تو اُس نے کُوفہ کے بیس صلحاء اور نیک آدمیوں کے ساتھ اُشتر نخعی کو زبردستی کُوفہ سے شام بھیج دیا اور وہاں اُنہیں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ فتنۂ عثمان واقع ہو گیا۔

پھر سعید مدینہ منوّرہ کی طرف چلا گیا تو کُوفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمّال پر تنگ ہو گیا اور کُوفہ کے سرداروں نے اُشتر کی طرف خط لکھا۔

”اما بعد ! تمہاری برادری کے سردارانِ کُوفہ نے جمع ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احداث و بدعات کے بارے میں مذاکرات کئے اور جو اُنہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے اُس کا بھی ذکر ہوا۔ اور وہ دیکھتے ہیں کہ کیا اُن پر اللہ تعالیٰ کی مُعصیت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت واجب ہے ؟ اور کوفہ کا گورنر سعید یہاں سے چلا

گیا ہے اور ہم نے اُس سے وعدہ لیا ہے کہ وہ کبھی گورنر بن کر کوفہ میں نہیں
آئے گا۔ پس تم ہمیں آ کر ملو اور اگر تم چاہو تو ہمارے ساتھ مل کر اپنے
ساتھ پیش آنے والے معاملہ کی گواہی دو۔''

پھر کوفہ کے سرداروں نے اکٹھے ہو کر سعید بن عاص گورنر کے ایک درباری ثابت بن قیس کو کوفہ سے نکال دیا۔ پھر اُشتر اور دیگر اہلِ کوفہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے تا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ میں گورنر بھیجنے سے منع کریں۔

جب یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی تو آپ نے اُن کی طرف سعید کو بھیجا۔ جب وہ مقامِ عذیب پر پہنچا تو اُس کی کوفہ سے آنے والے لشکر کے ساتھ مُلاقات ہو گئی۔ اہلِ لشکر نے کہا! اے اللہ کے دشمن واپس چلا جا۔ تُو فرات کا پانی تیار کرنے کے بعد کوفہ میں اُسے نہیں چکھ سکے گا۔ پھر اُنہوں نے اُس سے لڑائی کی اور اُسے بھگا دیا۔

سعید خائب و خاسر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُشتر کو خط لکھا جس میں اُسے اِمام کی مخالفت پر وعید کی گئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کے جواب میں اُشتر نے اُنہیں خط لکھا جس کا عنوان یہ تھا:

''مالک بن حویرث کی طرف سے اپنے نبی کی سُنّت سے نکل جانے والے
اور حُکمِ قرآن کو پسِ پُشت ڈال دینے والے خلیفہ کے نام''

اما بعد ! اگر ایسے خلیفہ پر طعن کیا جائے جو عدل کرنے والا اور حق کے
ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو یہ وبال ہو گا اور جب خلیفہ ایسا نہیں ہو گا تو
اُسے اللہ تعالیٰ کی قُربت اور وسیلے کی طرف الگ کر دینا چاہیے۔

یہ خط لے کر کمیل بن زیاد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو اُس نے سلام کہا مگر اُمیر المومنین کہہ کر مخاطب نہ کیا۔ لوگوں نے اُسے کہا ! تُم نے اُمیر المومنین پر

خلافت کے ساتھ سلام کیوں نہیں کیا ؟

کمیل بن زیاد نے کہا ! اگر یہ اپنے افعال سے توبہ کرلیں اور ہمیں وہ دے دیں جو ہم چاہتے ہیں تو یہ ہمارے اُمیر ہیں ورنہ نہیں۔ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! جو تم چاہتے ہو وہ میں تمہیں دُوں گا۔ تُم یہ بتاؤ کہ تمہارا گورنر کسے بنائیں ؟

اُنہوں نے ابُوموسیٰ اشعری پر اظہارِ رضامندی کیا تو حضرت عثمان نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو اُن کا گورنر بنا دیا۔

پندرہواں اِعتراض قُرآن کے نسخے جلا دیئے

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قرآن کے نسخے جلا دیئے اور لوگوں کو حضرت زَید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمع کردہ قرآن پر جمع کرلیا۔

اور جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا کہ اُن کا نسخۂ قرآن جلا دیا گیا اور اُن کا نسخہ قرآن اُن کے کُوفہ میں رہنے والے ساتھیوں کے پاس تھا جنہیں اُن کی حفاظت کے لئے کہا گیا تھا۔ پھر اُنہیں کہا میں نے اُس وقت قرآن مجید کی ستّر سورتیں پڑھ لی تھیں جب زید بن ثابت ابھی بچّوں میں سے ایک بچہ تھے۔

سولہواں اِعتراض ابنِ عُمر پر حد کیوں قائم نہ کی؟

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبیداللہ بن عُمر پر اُس وقت اللہ کی حد قائم کرنا ترک کر دیا تھا جب اُس نے ہرمزان اور حنیفہ اور اُس کی دو چھوٹی بیٹیوں کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل ابی لؤلؤ کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔

چنانچہ صحابہ کرام اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور اُنہیں عبیداللہ بن عمر سے قتل کا قصاص لینے کے لئے کہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بھی

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہی مشورہ دیا مگر اُنہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی بناء پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد عبید اللہ بن عمر معاویہ کے پاس بھاگ گیا کیونکہ اسے خوف تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُسے ہرمزان کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دیں گے۔

سترہواں اعتراض منیٰ میں نماز پُوری کیوں پڑھی

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ میں نماز پوری کی اور لوگوں سے مخالفت کے باوجودیکہ آپ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں نماز میں قصر کرتے تھے۔

اٹھارہواں اعتراض

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرائض وغیرہ کے مسائل میں تمام اُمّت کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے شاذ اقوال میں اکیلے ہیں۔

اُنیسواں اعتراض وعدہ خلافی کرتے تھے

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعدہ خلافی کرتے تھے کیونکہ اہلِ مصر نے اُن سے اپنے گورنر عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کی شکایت کی تو آپ نے اُن سے وعدہ کیا کہ اُن کا گورنر اُس شخص کو بنایا جائے گا جسے وہ پسند کرتے ہیں۔

پھر اہلِ مصر نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پسند کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں اُن کا گورنر بنا دیا اور اُنہیں مِصر کی طرف بھیج دیا۔

بعد ازاں اپنے گورنرِ مصر ابنِ ابی سرح کو خط لکھا جس میں آپ نے اُسے حکم دیا کہ محمد بن ابی بکر کو پکڑ لینا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینا اور اسی وجہ سے اہلِ مصر مدینہ منوّرہ واپس لوٹ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔

اِن اِعتراضات کے جوابات

پہلے اعتراض کا جواب

یہ کہنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کو معزول کر دیا تھا اور ان صحابہ میں سے ایک حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں معزول کیا گیا تو اُن کے معزول کرنے کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عُذر پیش کیا ہے اور وضاحت سے بیان ہوا کیونکہ اگر آپ اُنہیں معزول نہ کرتے تو بصرہ اور کوفہ کے لوگ اور ان کے گورنر پریشان ہو کر آپس میں ٹکرا جاتے اس لئے کہ دونوں شہروں کے لشکروں میں اختلاف واقع ہو جاتا تھا۔

یہ قصہ اس طرح ہے کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اُنہیں خط لکھا جس میں اُن سے مدد مانگی گئی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کے لشکر کی مدد کی تو حضرت اُبوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کے لوگوں کے اپنے پاس آنے سے پہلے اُنہیں حکم دیا کہ برامہرمز کی طرف جاؤ۔

یہ لوگ اُس کی طرف گئے اور اُسے فتح کیا اور وہاں کی عورتوں اور بچّوں کو قیدی بنا لیا تو حضرت ابو موسیٰ نے اس پر اُن کی تعریف کی۔ مگر وہ بصرہ کے لشکر کے برعکس کوفہ کے لشکر کی فتح کو نسبتاً ناپسند کیا۔ پس حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا کہ میں تمہیں امان دیتا ہوں اور چھ ماہ کی مُہلت دیتا ہوں۔ اس میں دونوں لشکروں کے درمیان اختلاف واقع ہو گیا تو لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا جس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں موجود حضرت براء، حضرت حذیفہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت انس بن مالک اور حضرت سعید بن عمر و انصاری رضی اللہ تعالیٰ

عنہم جیسے صالحین کو خط لکھا اور انہیں حکم دیا کہ ابُوموسیٰ سے اس اَمر میں حلف لیں۔ اگر وہ حلف دے دیں تو انہیں امان دے دیں اور اُن پر مُہلت لوٹا دیں۔

بعد ازاں اُن لوگوں نے حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حلف مانگا تو اُنہوں نے حلف اُٹھالیا اور اُن کے قیدی واپس کر دیئے اور اُن کی مُہلت کا انتظار کرنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق فوج کے دلوں میں کِینہ باقی رہا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا۔ کسی نے اُسے کہا کہ اگر اُنہیں امان دے دی گئی تو اس کا تُمھیں علم ہے۔

پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں زبردستی بُلوایا اور اُن سے قسم کے بارے میں پُوچھا تو اُنہوں نے کہا ! میں نے حق پر قسم کھائی ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میں نے لشکر کو اُن کی طرف حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ اُنہوں نے کیا جو کیا اور ہم قسم کے بارے میں تمہارے اَمر کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑتے ہیں تو اپنے اَمر کی طرف لوٹ جائیں مگر تم اس وقت اس مقام کو نہیں پاؤ گے جہاں تم کھڑے ہو اور ہو سکتا ہے کہ ہم وہ اَمر پالیں جو تمہارے عمل کے لئے ہمیں کافی ہو جس میں ہم نے اُسے ولی بنایا۔

پھر جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے راستے سے ہٹ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو بصرہ کے لشکر نے حضرت ابُوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بُخل کی شکایت کی اور کُوفہ کے لشکر نے شکایت کی جو اُن پر ملامت کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابُوموسیٰ اشعری پر دونوں فریقوں کے معاملہ سے ڈرے اور انہیں بصرہ سے معزول کر دیا اور بصرہ کے گورنر ایک صاحب کرامت نوجوان عبداللہ بن عامر بن کریز کو بنا دیا جو کہ سادات قُریش میں سے تھے اور یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس وقت اپنی زبان مُبارک چُوسائی تھی جب وہ اپنے پالنے میں آپ کی طرف لپکا تھا۔

عمرو بن عاص کی معزولی کی وجوہ

رہا عمرو بن العاص جسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزول کیا تھا تو یہ اس لئے تھا کہ بہت سے اہلِ مصر نے اس کی شکایت کی تھی اور اس سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اُسے معزول کر چکے تھے جب آپ کو اُس کی طرف سے ناگوار اَمر پہنچا تھا۔ پھر اُس نے ظاہر طور پر توبہ کرلی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے گورنری پر واپس بھیج دیا۔

ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے معزول کر دیا۔ کیونکہ اُس کی رعایا نے اس کی شکایت کی تھی اور رافضی کیسے گمان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں مُنافق تھے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کا عمرو بن عاص کو معزول کرنا درست سمجھا تھا۔

تو حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیسے اعتراض ہو سکتا ہے جبکہ معزولی عمرو بن عاص میں وہ ان لوگوں کے نزدیک راہِ صواب پر ہیں۔

ابنِ اَبی سرح کی گورنری کا جواز

رہا آپ کا عبداللہ بن ابی سرح کو گورنر بنانا تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حسنِ نظر اور نیک گمان ہے۔ کیونکہ ابنِ ابی سرح نے توبہ کی تھی اور اپنے عمل کی اصلاح کر لی تھی اور اس میں اُس کے لئے یہ ہے کہ اس کی گورنری کے آثار اچھے تھے کیونکہ اس نے گردونواح کے ایک بڑے علاقہ کو فتح کیا تھا یہاں تک کہ وہ بلادِ مغرب کے سمندر میں جزیروں تک پہنچ گیا اور اس کی فتوحات میں ڈیڑھ کروڑ دینار حاصل ہوئے۔ علاوہ اس مالِ غنیمت کے جو مختلف اَموال کی صنفوں میں تھا اس مالِ غنیمت سے اُس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خُمس بھیجا اور باقی اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا اور اس کے لشکر میں صحابہ کرام اور صحابہ کی اَولاد میں سے بھی کچھ لوگ موجود تھے جیسے کہ عقبہ بن عامر الجہنی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، عبداللہ بن عمرو بن العاص

ہیں۔ یہ لوگ اس کے پرچم تلے لڑتے تھے اور اس کی اطاعت کرتے تھے اور اُمورِ سیاست میں اُسے عمرو بن عاص سے زیادہ بہتر اور طاقتور پاتے تھے۔ پھر اس نے یعنی ابنِ ابی سرح نے فتنہ واقع ہونے کے وقت اپنی ذات میں اپنے حُسنِ رائے سے اِبتدا کی۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو دونوں فریق معزول ہو گئے پھر نہ وہ مشہد میں موجود تھا نہ اُس نے مشرکوں سے جنگ کے بعد کسی سے لڑائی کی۔

حضرت عمّار بن یاسر کی معزولی

رہا ! حضرت عمار بن یاسر کو معزول کرنا تو لوگ اس گمان میں غلطی پر ہیں۔ اس لئے کہ اُنہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہیں بلکہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معزول کیا تھا اور وہ اس طرح کہ اہلِ کوفہ نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا ! اہلِ کُوفہ سے کون پورا آسکتا ہے کہ اگر اُن پر پرہیز گار اور مُتقّی شخص کو عامل بنایا جاتا ہے تو اُسے کمزور سمجھ لیتے ہیں اور اگر ان پر طاقتور شخص کو عامل بنا دیں تو اُسے کھینچنا شروع کر دیتے ہیں۔ پھر آپ نے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ مغیرہ بن شعبہ کو گورنر بنا دیا۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو اہلِ کُوفہ نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ کی شکایت کی اور اُس کے بارے میں بتایا کہ بعض اُمور میں رشوت لیتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ ان لوگوں کے نزدیک مغیرہ بن شعبہ کی کچھ عزت و توقیر نہیں تو اُنہوں نے اُسے وہاں سے معزول کر دیا۔ اگرچہ اہلِ کوفہ کا اُس پر افتراء تھا۔

ان رافضیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ مغیرہ بن شعبہ کی معزولی پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ مغیرہ کی تکفیر کرتے ہیں۔

اس پر ہم کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی

خلفاء اپنے گورنروں کو تبدیل کرتے رہے ہیں وہ جس عامل کو دیکھتے کہ اس کا معزول ہونا مناسب ہے اُس کو معزول کر دیتے ۔ اور جو شخص اُن کی نگاہ میں لوگوں کے لئے مناسب ہوتا اُسے عامل بنا دیتے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر کے حضرت ابُوعبیدہ کو وہاں کا عامل بنایا اور مصر سے قیس بن سعد کو معزول کر کے اس کی اُشتر نخعی کو گورنر مقرر کیا۔

کیا تُو نے معاویہ کو دیکھا کہ جب اُس نے خلافت کے دوران جزیرے پر غلبہ حاصل کیا اور رُوم کی حدود میں کئی شہروں اور جزیرہ قبرص کو فتح کیا اور مالِ غنیمت میں ایک لاکھ بکریوں کے علاوہ چاندی اور مال کی دیگر اصناف حاصل کیں تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے گورنر بنا دیا اور اس کی سیرت کی تعریف کی چنانچہ اس کی جنگوں نے اسے اس کی ولایت پر توقیر دی۔

دُوسرے اِعتراض کا جواب حکم بن عاص کی واپسی

رہا دوسرا قصّہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بَیت المال میں اَسراف کرتے تھے یعنی اپنی ذات پر بہت زیادہ مال خرچ کرتے تھے تو اس روایت کا بہت سا حصّہ آپ پر افتراء ہے اور جو حصّہ درست ہے اس میں آپ کا عذر واضح اور ظاہر ہے۔

رہا حکَم بن عاص کو مدینہ منورہ میں واپس بلانا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُسے واپس بلانے کی اِجازت لے لی تھی اور اس کے ساتھ یہ وعدہ کر لیا تھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم بن عاص کی واپسی کے لئے کہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں اُسے مدینہ منوّرہ کی طرف کیسے بُلالوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ سے دُور کیا ہے ؟

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس کی اجازت لے رکھی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میں نے آپ کو اُس کے لئے یہ فرماتے ہوئے نہیں سُنا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس کی دلیل پر حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ پھر جب حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے یہی سوال کیا تو اُنہوں نے بھی انکار کیا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر نے حکم کے بارے میں ایک ہی بات کی کہ اُسے مدینہ منوّرہ میں نہیں لایا جاسکتا۔

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود خلیفہ بنے تو اُنہیں اس اجازت کا علم تھا اور یہی قول اکثر فقہاء کا ہے اور یہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے اور یہ اس کے بعد ہے کہ مَروان بن حکم نے توبہ کرکے اس اَمر میں اپنی اصلاح کرلی تھی جس کی وجہ سے اسے مدینہ منوّرہ سے دُور کیا گیا تھا اور جو توبہ کا اعادہ کرتا ہے وہ لائقِ تعریف ہے۔

حکمؔ اور مَروان کو مال دینے کا جواب

رہا یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم بن عاص کو ایک لاکھ درہم بھیجے تھے تو یہ اَمر درست ہے کیونکہ حکم کے بیٹے حارث کی بیٹی سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کی شادی ہوچکی تھی، تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ذَاتی مال سے ایک لاکھ درہم اُسے دیئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیّت اور اسلام کے زمانہ میں صاحبِ ثروت شخص تھے اور ایسے ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیٹی اُمّ ِ ابان کا نکاح مروان بن حکم کے بیٹے سے کیا تھا اور اُسے اپنے مالِ غنیمت سے ایک لاکھ درہم کا سامان دیا تھا نہ کہ بیت المال سے اور یہ صِلہ رحمی ہے جو لائقِ تعریف ہے۔

رہا اُن کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ طعن کرنا کہ اُنہوں نے افریقہ کے مالِ

غنیمت سے مروان بن حکم کو خُمس دیا تھا تو ان کی یہ بات غلط ہے اور اس قضیہ میں مشہور امر یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابنِ اَبی سرح کو دو ہزار کے لشکر پر امیر بنایا تھا اور وہ افریقہ کی جنگ میں موجود تھا۔

پھر جب مُسلمانوں نے غنیمت کا مال جمع کیا تو ابنِ ابی سرح نے اُس مال میں سے پانچواں حصّہ سونا نکال لیا جس کی قیمت پچاس لاکھ دینار تھی اور یہ سونا اُس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیا اور مالِ غنیمت کی دیگر اَصناف اور مویشیوں وغیرہ میں سے بھی اُس نے خمس نکالا تا کہ اُسے مدینہ منّورہ بھیجا۔ اُس مال میں سے مروان نے ایک لاکھ درہم کا سامان خرید لیا اور باقی رہنے دیا۔ پھر وہ افریقہ فتح ہونے کی خُوشخبری لے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مُسلمانوں کے دل ڈر رہے تھے کہ افریقہ کی جنگ میں حصّہ لینے والے مُسلمانوں کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

مروان نے فتح کی خُوشخبری کے ساتھ باقی ماندہ مال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا اور امام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خُوشخبری دینے والوں کو اپنی مرضی کے ساتھ بشارت کی حیثیت کے مطابق بیت المال سے مال دے سکتا ہے۔

عبداللہ بن خالد کو بیت المال سے قرض دیا تھا

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن خالد بن اسد کو تین لاکھ درہم بھیجے تھے کیونکہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو اہلِ مصر عبداللہ بن خالد کو یہ رقم دینے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملامت کرتے تھے۔

جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اس کا یہ جواب دیا تھا کہ بیت المال سے یہ رقم عبداللہ بن خالد کو بطورِ قرض دی گئی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال کا حساب ذاتی طور پر رکھتے تھے۔

مدینہ کے بازار کا چوہدری

رہا اُن کا یہ دعویٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منّورہ کے بازار میں چوہدری مقرر کیا تھا کہ وہ فروخت ہونے والے مال سے دسواں حصہ لیا کرے۔

اُن کا یہ دعویٰ درست نہیں اس لئے کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منّورہ کے بازار میں اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ناپ تول کے پیمانوں کو چیک کرے مگر وہ دو یا تین دن چارے کی فروخت پر مُسلّط ہو گیا اور اُسے اپنی ذات کے لئے خرید لیا تھا۔

پھر جب یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے اسے ناپسند کیا اور حارث کو معزول کرتے ہوئے اہلِ مدینہ سے کہا کہ میں نے اِسے اِس کا حکم نہیں دیا تھا، تو بعض کارندوں کی زبردستی میں بادشاہ پر ملامت نہیں ہوسکتی جبکہ وہ اپنے علم میں آنے کے بعد اُس کا سدِّ باب کردے۔

روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن حکم کو مدینہ منّورہ کے بازار میں دو درہم یومیہ پر مقرر کیا تھا اور اہلِ مدینہ سے کہا تھا کہ جب تمہاری کوئی چیز چوری ہو جائے تو وہ اس سے لے لو، اور یہ انتہائی انصاف ہے۔

حضرت ابُوموسیٰ کا واقعہ جھوٹا ہے

رہا حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ تو اس میں کوئی چیز درست نہیں کیونکہ اسے ابن اسحاق نے حدثہ عن ابی موسیٰ کہہ کر روایت کیا اور مجہول روایت سے استدلال درست نہیں۔

اور یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ حضرت ابوموسیٰ عملاً حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گورنر نہیں تھے مگر اُس آخری سال میں جس سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی اور وہ اُن کی طرف واپس نہیں آئے کیونکہ جب اُنہیں عبداللہ بن عامر کے ساتھ معزول کیا گیا تو

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعمال سے اہلِ کوفہ کی طرف بھیجنے کے لئے اُس سال کوئی عامل نہیں تھا جس سال آپ کو شہید کیا گیا۔ تو حضرت ابُو مُوسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کُوفہ کے گورنر تھے اور گورنر ہی رہے اور آپ کی طرف واپس نہیں آئے۔

پھر میں خارجیوں اور رافضیوں سے کہتا ہوں کہ خارجی حضرت ابُوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رافضی حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکفیر کرتے ہیں تو اُن کے ایک دُوسرے پر دعویٰ میں نہ حُجّت ہے نہ دلیل۔

بَیت المَال کے عامل کیوں معزول کئے تھے ؟

رہا بیت المال کی ولایت سے ابنِ اَرقم اور معیقیب کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معزول کرنا۔ تو یہ دونوں حضرات کبیر السّن تھے اور بَیت المال کی حفاظت کرنے میں ضعیف و کمزور تھے۔

روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں معزول کیا تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ! ''جان لیں کہ عبداللہ بن اَرقم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے لے کر آج تک تُم پر جراَت و طاقت والے تھے اور اَب وہ بوڑھے اور کمزور ہو چکے ہیں تو میں نے اُن کی جگہ زَید بن ثابت کو عامل بنا دیا ہے۔''

بیت المال سے ذاتی عمارتیں نہیں بنائیں

اور یہ جو کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال کے مال سے ذاتی عمارتیں بنائیں اور بیت المال کی رقم ضائع کی تو یہ بُہتان آپ پر افتراء ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کرام میں سے زیادہ مالدار تھے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی طرف سے صحابہ کرام کے درمیان ایسی چیز ظاہر ہو جبکہ وہ کثرتِ حیاء سے متصف ہیں اور کثرتِ حیاء کی وجہ سے فرشتے اُن سے حیاء کرتے ہیں۔

ہم جہالت کی زیادتی اور ہوا وہَوس کے باقی رہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آمین، ثم آمین۔

بیت المال کا فاضل مال

اُن کا یہ کہنا کہ بیت المال کا فاضل سامان حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا جاتا تھا قطعی طور پر اِفتراء واختلاف ہے بلکہ صحیح صحیح یہ ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں پر مال تقسیم کیا تو بَیت المال میں ایک ہزار درہم فاضل تھے آپ نے اُنہیں اُس کام میں خرچ کرنے کا حکم دیا جس میں وہ مُسلمانوں کی بہتری سمجھتے تھے۔

چُنانچہ حضرت زَید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مبارک کی کی عمارت پر خرچ کی اور یہ جگہ مسجد میں اضافہ کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدی تھی۔تو یہ دونوں حضرات اپنے کام پر مشکور ومحمود ہیں۔

تیسرے اِعتراض کا جواب

رہا تیسرا قضیہ جو کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطا روک لی ؟ تو یہ اس خبر کی صُورت میں ظاہر ہوا جو آپ کو پہنچی تھی اور آئمہ کرام ہمیشہ اسی مثل پر قائم رہے ہیں۔اگر دونوں مجُتہد ہوں تو وہ دونوں یا تو مصیب ہوں گے یا غلطی کرنے والے اور مصیب جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُن کو محروم کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔

رہی انتہائے اِقتضاء کی طرف تاخیر تو اُن کی طرف تاخیر کو دیکھنا ادبا ہے پھر جب اُن پر فیصلہ ہوا تو یہ یا تو اس غایت کے حصول کو پہنچنے کے ساتھ ہے یا اس کے علاوہ اُسے اُس کے وارث کو پہنچنے کے ساتھ اور ہوسکتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک یہ نفع ہو۔یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق اُن کے وارثوں کو لوٹا دیا ہو۔

چوتھے اعتراض کا جواب

رہا چوتھا قضیہ، تو یہ حمیٰ یعنی چراگاہ کا مسئلہ ہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اہلِ مصر نے یہ اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ چراگاہ زکوٰۃ کے اُونٹوں کے لئے ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے لئے چراگاہ چھوڑ رکھی تھی۔

ان لوگوں نے کہا ! یہ زمین زیادہ ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا ! اس لئے کہ اب زکوٰۃ کے اُونٹ بھی زیادہ ہو گئے ہیں اور یہ ایسی بات نہیں جس پر امام کو ملامت کی جائے۔

پانچویں اعتراض کا جواب

رہی پانچویں بات تو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کے بازار میں مقرر جگہ سے دوسری جگہ چراگاہ بنائی جبکہ یہ جھُوٹ ہے اور وہ اس واقعہ کی آپ کے لئے کوئی اصل نہیں اور یہ درست نہیں سوائے اُس حدیث کے جو حارث بن حکم کے واقع میں بیان ہوئی۔

ہاں ! یہ ہوسکتا ہے کہ حارث بن حکم نے یہ کام کر کے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر دیا ہو اور اس روایت کے دُرست ہونے کی بناء پر اس اَمر پر حمل کیا جائے گا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ جگہ زکوٰۃ کے اُونٹوں کے لئے مخصوص فرمائی اور یہ جگہ چراگاہ کے ساتھ ملی ہوئی تھی کیونکہ اس کے معنیٰ میں یہی امر ہے۔

چھٹے اعتراض کا جواب

چھٹا قضیہ سمندر کی چراگاہ کا ہے تو اس واقعہ کے درست نقل ہونے کی بناء پر اسے اس

امر پر محمول کیا جائے گا کہ سمندر کا یہ علاقہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملکیت میں تھا۔ کیونکہ آپ کی تجارت کا دائرہ کھلا ہوا تھا اور آپ کے جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں وسیع تر مال والے تھے۔

ساتویں اعتراض کا جواب

ساتواں قضیہ یہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام کو بلادِ اسلامیہ سے دُور ہٹا دیا تھا ؟

اوّل یہ کہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لی تھی اور اُن کیا پنی اَموات عراق کی زمین پر واقع کرنے پر قادر تھے اور جس زمین پر زندگی میں قادر ہوگا اُس کے مرنے کے بعد بھی اس زمین پر ہوگا۔

دوم اہلِ سِیر بیان کرتے ہیں کہ اہلِ یمن کے سردار مدینہ منوّرہ کے سردار مدینہ منوّرہ میں آئے اور اُنہوں نے اپنے شہروں اور مالوں سے اس کی مثل حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ دی اور اس کے عوض اُس سے وہ چیز لی جو اُس کے پاس تھی اور ایسے ہی جو کوئی چیز دیتا وہ چیز مسلمانوں کے ہوتی اور وہ اپنی رائے سے جس میں مصلحت پاتے کرتے یا اگر اَجارہ ہے تو ہم کہیں گے کہ نواحِ مدینہ کی اراضی وقف تھی اور اگر تملیک ہے تو ہم کہتے ہیں اُن کی ملکیت ہے۔

آٹھویں اعتراض کا جواب

آٹھواں قضیہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو مدینہ منّورہ سے دور کردیا تھا ان میں سے حضرت اُبوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

تو روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جسارت کرتے تھے اور اُن کی شان میں بہت سخت کلام کرتے اور اُن پر فتنہ وفساد برپا کردیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوذر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس جسارت کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُعب چلا جاتا اور آپ کی حُرمت کم ہو جاتی تو اُنہوں نے منصبِ شریعت کی صیانت اور حُرمتِ دین کی حفاظت کے لئے کیا جو کیا۔

اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فعل میں عُذر پیش کیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرف بُلاتے ہیں جس پر اُس کے دونوں صاحب تھے یعنی دنیا سے تجرّد وعلیحدگی اور اس میں زُہد اور بے رغبتی اور اَموال پر قناعت کی وجہ سے مُباح اور جائز اُمور میں بھی مخالفت کرتے اور لڑکوں کو جمع کر لیتے جن سے لڑائی پر مدد لیتے اور ان دونوں یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پر تھا اور حضرت ابُوذر ربذہ کی طرف نکالے جانے کے بعد ہمیشہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت میں رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

جب حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منوّرہ کی طرف آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے آگے بڑھے اور کہا کیا تو خلیفہ ہے ؟ اور خلیفہ زیادہ حق دار ہے اور یہ قصّہ زیادہ دُرست ہونے کی صُورت میں رافضیوں کا نقل کردہ ہے جو اُنہوں نے حضرت ابُوذر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں بیان کیا۔

محمد بن سیرین کی روایت

جبکہ محمد بن سیرین نے اس کے برعکس بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام میں آئے تو اُنہوں نے ربذہ میں رہنے کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت طلب کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس قیام فرمائیں کل شام کو کھجوریں وغیرہ لے کر جائیں۔

حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے دُنیا سے تعلّق رکھنے والی کسی

چیز کی ضرورت نہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کے اُنہیں ربذہ جانے کی اجازت دے دی۔

قتادہ کی روایت

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا !

اذا رایت المدینه بلغ بنائوها سلعا فاخرج منها

یعنی جب تُو دیکھے کہ مدینہ منورہ کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ گئیں ہیں تو اس سے نکل جانا اور آپ نے شام کی طرف جانے کا اِشارہ فرمایا !

پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور مدینہ منوّرہ کی بنیادوں میں دراڑیں پڑ گئیں تو حضرت اُبوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف نکل گئے اور وہاں جا کر معاویہ کے کاموں پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس اَمر کی شکایت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ ہمارے پاس آجائیں۔ ہمیں آپ کے مل جانے کی خوشی ہوگی اور مدینہ منورہ کی یہ ہمسائیگی معاویہ کی ہمسائیگی سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! مَیں نے سُنا اور اطاعت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ پھر اُنہوں نے ربذہ جانے کی اِجازت چاہی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں اِجازت دے دی اور حضرت ابُوذر ربذہ چلے گئے اور وہیں پر آپ نے وفات پائی۔

یہ دونوں روایتیں تابعین سے عالمین کے دو اماموں کی بیان کردہ ہیں اور اہلِ سنت ان دونوں روایتوں کے علاوہ اہلِ بدعت سے اس قصّہ کے مشابہ بیان کرتے ہیں۔

نوویں اعتراض کا جواب

یہ اعتراض حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قضیہ ہے۔ تو یہ دعویٰ باطل اور کِذب اِفتراء ہے اور اس لئے کہ حضرت عبادہؓ نے نہ تو معاویہ کی شکایت کی اور نہ ہی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں زبردستی بُلوایا۔

اور وہ اَمر اس کے خلاف پر ہے جس میں ثقہ روایات بیان کی گئی ہیں اور اُن کے اثبات میں علماء کا اتفاق ہے اور حق میں ایک نے دُوسرے کی طرف رجوع کیا ہے اور اس کی شہادت اس روایت سے ملتی ہے کہ جب مَعاویہ جزیرہ قبرص میں جنگ لڑ رہے تھے تو عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے ساتھ تھے۔ پھر جب مُسلمانوں نے جزیرہ کو فتح کر لیا اور مالِ غنیمت لے لیا تو حضرت معاویہ نے خُمس نکال کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دیا اور بیٹھ کر باقی ماندہ مالِ غنیمت اپنے لشکر میں تقسیم کر دیا۔

صحابہ کی ایک جماعت ایک طرف بیٹھ گئی جن میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابُودَرداء، شداد بن اَوس، واثلہ بن اَشقع، ابو امامہ باہلی اور عبداللہ بن بشر المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے تو وہاں پر گدھوں پر سوار دو شخص گزرے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں کہا کہ تُم نے یہ دونوں گدھے کہاں سے لئے ہیں ؟

اُنہوں نے کہا ! یہ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالِ غنیمت سے دیئے ہیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ انہیں پر حج کریں گے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نہ تو تمُہارے لئے یہ اَمر جائز ہے اور نہ ہی حضرت معاویہ کے لئے جائز ہے کہ تمُہیں مالِ غنیمت کی چیزیں دے دے۔ وہ شخص دونوں گدھوں پر سوار ہو کر واپس معاویہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا۔

عبادہ بن صامت نے کہا ! مَیں غزوۂ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود تھا اور لوگ آپ سے غنائم کے بارے میں گُفتگو کرتے تھے پھر آپ نے اُونٹ کے بال پکڑتے ہوئے فرمایا!

مالی مما افاء اللہ علیکم من ھذ الغنائم الا الخمس والخمس مردود علیکم۔

میرے لئے ان غنائم سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کئے صرف خمس ہے اور تُم پر خُمس مردود ہے۔

تو اَے معاویہ! اللہ سے ڈر اور غنیمت کو جنگ کرنے والوں میں تقسیم کر اور اس میں سے کسی کو اُس کے حق سے زیادہ نہ دے۔

حضرت معاویہ نے اُن سے کہا ! کہ میں آپ کو تقسیمِ غنائم پر عامل مقرر کرتا ہوں اور میرے علم میں شام میں آپ سے افضل کوئی نہیں۔لہٰذا آپ اسے ان کے اہل کے درمیان تقسیم کریں اور اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔

پس حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالِ غنیمت کو اُن کے اہل کے درمیان تقسیم کیا جبکہ حضرت ابُو درداء اور حضرت ابو امامہ نے تقسیمِ اموال میں ان کی امداد و اعانت کی۔اور یہ صُورت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری وقت تک ہمیشہ ایسے ہی رہی تو اس قصّہ سے حضرت عبادہ کا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرنا اور شام میں آپ کے عامل کی اطاعت کرنا لازم آتا ہے تو جو اس کے برعکس روایت بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔

دسویں اِعتراض کا جواب

وہ اعتراض جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زیادتی کرنا بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

اپنے غلام کو حکم دیا کہ جب تک یہ اقرار نہ کر لے اسے مارتے رہو۔ تو یہ سب بہتان اور اختلاف ہے اور اس میں کچھ بھی درست نہیں اور یہ جُہلاء اُس کِذب کی حمایت کرتے ہیں جس میں وہ اپنی اَغراض کے موافق دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہ اس سے اُن کا رَدّ کرنا دیانت نہیں۔

تو اگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بات کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاملہ طے کر لیتے تو وہ اُن سے ملتے اور اُنہیں ناپسند کرتے اور اگر یہ اُن سے صحیح ہے تو ضُرور اَدب پر محمول ہوگا کیونکہ منصبِ خلافت اس کا متحمّل نہیں اور اُن سے یہ اَمر عوام کے درمیان پایا جاتا ہے اور یہ ضَرب اُس سے بڑی ضرب نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اُس وقت دے ماری تھی جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کھڑے نہیں ہوئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُنہوں نے کہا تھا آپ خلافت کا رُعب نہ ڈالیں تو اگر آپ چاہیں تو خلافت کو پہچانا جائے مگر رُعب نہ ڈالیں۔

تاہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دُرّہ لگانا حضرت سعد کو تبدیل نہ کر سکا اور نہ انہوں نے اس کو عَیب جانا۔

ایسے ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس وقت مارا جب انہوں نے دیکھا کہ ابی بن کعب جا رہے ہیں اور اُن کے پیچھے لوگ ہیں تو انہوں نے دُرّہ بلند کرتے ہوئے کہا کہ ! یہ تابع کی ذِلّت اور متبوع کے لئے فتنہ ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طعن نہیں کیا بلکہ اُنہیں اَدب کی وجہ سے دیکھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں نفع دیا۔

بہر کیف ! یہ اَمر ہمیشہ سے ہے کہ خُلفاء اور اُمراء جس سے اختلاف دیکھتے اُسے تَعذیب کرتے اور اُسی پر روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے عُذر پیش کیا اور اُن کی دو بہنیں ان کے گھر میں تھیں جب وہ بیمار

ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی عیادت کو گئے اور کہا کہ ! میرے لئے استغفار کریں اور کہا ! اے ابا عبدالرحمٰن یہ کچھ آپ کو دیتا ہوں آپ لے لیں۔

پھر ابن مسعود نے فرمایا ! مجھے آپ میری موت کے وقت اَیسے عالم میں کیوں دے رہے جب مجھے اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ چنانچہ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشکش کو قبول نہیں فرمایا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے اور اُن سے کہا کہ آپ ابنِ مسعود کے پاس جائیں تا کہ وہ اُن سے راضی ہو جائیں۔ حضرت اُم حبیبہ نے اس بارے میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات چیت کی۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عِند الملاقات اُنہیں کہا اَے ابا عبداللہ کیا آپ وہ بات نہیں رکیں گے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کی تھی کہ۔

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

(سورۃ یوسف آیت ۹۲)

ابنِ مسعود نے اس کے جواب میں کوئی بات نہ کی اور جب یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حق اور اپنے منصب کے لائق اوّل و آخر تک وہ کیا جو اُن کے لئے ممکن تھا۔ بالفرض اگر آپ نے خطا کی بھی ہے تو اُن کا توبہ و استغفار کرنا ظاہر ہے اور گناہ کے ساتھ اُس وقت عُذر خواہی کی جب اُسے قبول نہیں کیا تو بیشک اللہ تعالیٰ سے یہ خبر ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس میں اس کے ساتھ پیروی کی ترغیب دی گئی۔

نقل ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راضی تھے اور اُن کے لئے اِستغفار کرتے تھے۔

سلمہ بن سعید نے کہا کہ میں حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کے مرض الموت کے دوران گیا تو اُن کے پاس لوگ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر رہے

تھے۔ حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں فرمایا ! عنقریب تم لوگ اُنہیں قتل کر دو گے اور تُمہیں اِن جیسا نصیب نہیں ہوگا۔

اور جب حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ سے معزول کیا گیا اور زبردستی مدینہ منوّرہ کی طرف لایا گیا اور انہیں مہجور بنایا گیا اور اُن پر جفا کی گئی تو یہ امر پہلے اور بعد کے خلفاء میں بھی پایا جاتا ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ ایک اِعرابی جو کہ ہمدان سے تھا مسجد میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ ابنِ مسعود، حذیفہ، اور ابُوموسیٰ اشعری حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذِکر اُن پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے کر رہے ہیں اس نے ان سے کہا۔

''میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پُوچھتا ہوں کہ اگر عثمان تمُہیں تُمہارے اعمال کی طرف لوٹا دے اور تُمہیں تُمہارے عطیات کو واپس کر دے تو کیا تُم لوگ راضی ہو جاؤ گے۔''

انہوں نے کہا ! اے اللہ کے بندے ہاں پس ہمدانی نے کہا اے اَصحاب محمد اللہ سے ڈرو اور اپنے امیر پر طعن و تشنیع نہ کرو اور اس بیان سے معلوم ہوا کہ جس کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کیا تو اپنی معزولی کے سبب خاص طور پر اور یا اس کی تولیّت کسی اور کو دینے کے سبب سے یا اس کے عطیات قطع کرنے کی وجہ سے اور یہ بات اِمام کے لئے انتہائی مناسب ہے جبکہ یہ اس کا اجتہاد اسے اس بات کی طرف پہنچائے۔

گیارہویں اِعتراض کا جواب

اور یہ ان کا قول کہ عبدالرحمٰن ابن عوف عثمان کو والی بنانے پر نادم رہتے تھے۔ صریحاً جُھوٹ ہے۔ اگر چہ وہ ان کو اسی طرح خلافت سے مَعزول بھی کر سکتے تھے جبکہ ان کے لئے کوئی مانع نہ تھا۔ پس اگر اجل صحابہ کرام اپنے گمان کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر تھے تو وہ ان کو ان کے کارناموں کی سزا دے سکتے تھے اور لوگ ان کی اِتبّاع کرتے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت اترانے میں انہیں کوئی مانع نہ تھا۔

اور یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ یہ ایک دُوسرے کے حق میں اَیسے الزامات لگائیں جو کہ نامناسب ہیں جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے دَرمیان مواخات قائم فرمائی اور ان کو بھائی بھائی بنایا اور ایک دُوسرے کے حق میں حق اُخوّت ثابت ہو گیا اور مُشترک ہونا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں اور ہر ایک کے لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شہادت دینا کہ وہ جنّتی ہے اور قرآن کی تنزیل کا خبر دینا کہ اللہ ان سے راضی ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اِس حال میں فوَت ہونا کہ وہ ان دونوں پر راضی تھے اور بعید ہے ان تمام کے ساتھ ان اُمور کا صادر ہونا جن کا یہ لوگ ذکر کرتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کسی ایک سے اور اس میں سچی بات صرف یہ ہے کہ بیشک عثمان اس سے ڈرتے تھے کہ لوگ ان کو ایسا نہ کہیں۔

رویت کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان نے عبدالرّحمان بن عوف کے متعلق فرمایا کہ اے ابنِ عوف میں ڈرتا ہوں کہیں تو میرا خُون نہ بہادے۔

(حاشیہ: اس طرح واقع ہوا جس طرح کہا کہ تو میرا خُون نہ بہادے گا۔)

بارھویں اعتراض کا جواب

اور وہ کو یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مارا گیا۔ پس اس قصّہ کا سیاق وسباق صحیح یہ ہے کہ حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خُدّام نے مارا تھا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلفاً فرمایا کہ انہوں نے ان خُدّام کو انہیں مارنے کا حکم نہیں دیا تھا اور ان خُدّام کے اس عتاب پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مَعذرت کی ان سے یہ بیان کرتے ہوئے کہ عمّار اور سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں مسجد میں آئے اور انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ میں پس ہم کسی کام میں مشغول ہُوں پس آپ اب تو واپس چلے جائیں اور فلاں وقت فلاں دن واپس تشریف لے آئیں۔

پس سعد تو لوٹ گئے اور انہوں نے واپس آنے سے انکار کیا۔ پس میں نے ان کو دوبارہ پیغام بھیجا وہ پھر منکر ہوئے۔ میں نے پھر پیغام بھیجا انہوں نے انکار کر دیا پس ان کو

میرے پیغام رساں نے بغیر میرے حکم کے بغیر مارا۔

خدا کی قسم ! میں نے نہ مارنے کا حکم دیا اور نہ ہی اس پر راضی ہوا اور یہ میں عمّار کے سامنے حاضر ہوں اگر وہ چاہے تو مجھے قصاص لے اور یہ ہی وہ بات ہے جو قرینِ انصاف ہے۔

اس کی تائید کرتی ہے وہ بات جو کہ انہوں نے روایت کی ہے کہ جو ابوالزناد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا محاصرہ کیا گیا اور ان سے پانی روکا گیا تو ان کو عمّار نے کہا ! سُبحان اللہ بے شک جس نے بئر رُومہ خریدا تم اسی کو اس کے پانی سے منع کرتے ہو۔ چھوڑ دو پانی کا راستہ پھر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس گئے اور عُثمان تک پانی پہچانے کے متعلّق پُوچھا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ پہنچائیں یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہونے پر۔

اور روایت کیا گیا کہ عمّار ان سے راضی ہو گئے جبکہ اُنہوں نے ان کے ساتھ انصاف کرتے ہوئے بحسن وخُوبی مَعذرت پیش کی۔ پس ان اھلِ بدعت کا کیا حال ہے جو ان پر راضی نہیں ہوتے اور اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہا گیا ہے کہ دونوں دُشمن تو آپس میں راضی ہو گئے مگر قاضی نہ ہوا راضی۔

تیرہویں اعتراض کا جواب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتکِ عزّت کی ہے۔

جواب: تم لوگوں نے انصاف نہیں کیا بات کا کچھ حِصّہ ذکر کیا اور باقی چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو راضی کر لیا تھا اور حضرت سعد بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ اُن کو باعزّت میری طرف روانہ کر۔ اُنہوں نے بھیج دیا۔ جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اَے کعب ! تُو نے میری

طرف ایک غلیظ خط لکھا اگر تو کوئی نرم بات لکھتا تو میں تیرا مشورہ قبول کرتا لیکن تُو نے مجھے بُرا بھلا کہا اور ناراض کیا۔ یہاں تک کہ تجھے میری طرف سے وہ تکلیف پہنچی جو تُو دیکھ رہا ہے۔ پھر آپ نے اپنی قمیض اُتاری اور ایک ڈنڈا منگوایا۔ اُنہیں پکڑ کر فرمایا! کھڑا ہو اور مُجھ سے قصاص لے تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! میں تمہیں اللہ کے لئے معاف کرتا ہوں اور میں خلفاء سے قصاص لینے والا پہلا آدمی نہیں بننا چاہتا۔ پھر وہ حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص دوست بن گئے اور ان کو مارنے اور جلاوطن کرنے کا عُذر یہ تھا کہ جو شخص اِمام پر خروج کرے تو خلفاء اسے یہی سزا دیتے ہیں۔

چودھویں اعتراض کا جواب

اُشترنخی کا معاملہ ہے۔ ہم کہیں گے بِدعت اندھیرا ہے اور حق کو دیکھے بغیر محض عصبیّت سے پیدا ہونے والی غَیرت ہے اور کُوفہ میں اُٹھنے والے اس فتنے کا دارومدار اُشتر کا فعل ہی تھا اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہتکِ عزّت کی اور یہ کہ آپ کے عامل کو عوام سے پٹوایا۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو جلاوطنی پر جوابدہ نہیں بلکہ یہ تو کم از کم سزا تھی۔ پھر بھی یہ شخص باز نہ آیا یہاں تک کہ شام سے کُوفہ آیا اور فتنہ کی آگ بھڑکا دی جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیاسی طریقہ کار کے مُطابق ان کا مطالبہ قبول فرمایا اور حضرت اُبو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کا حاکم مقرر فرما دیا اور حضرت حذیفہ بن یمان کو خراج وصول کرنے کے لئے روانہ کیا۔

پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُشتر نے اپنے کوفی ساتھیوں اور مِصر کے باغیوں کو ساتھ ملا کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت کی اور انہیں شہید کر دیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

اور بعض روایات کے مطابق اُشتر آپ کے قتل میں شریک تھا۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت قیامت تک کے لئے ایک فِتنہ کا سبب بن گئی۔
پس ان معترضین کی آنکھیں اور عقلیں اُشتر اور اس کے ساتھیوں کی مذمّت سے اندھی ہو گئیں اور ان لوگوں نے اس ذات کی مذمّت شروع کر دی جن کے متعلق زبان نبوّت نے گواہی دی کہ وہ حق پر ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جن کا ساتھ دینے کا حکم فرمایا تھا اور خبر دی تھی اِن کو ظُلماً شہید کیا جائے گا۔ اس پر وہ حدیث صحیح شاہد ہے جن کا ذِکر ہم نے شہادت کے باب میں کیا ہے۔

پندرہویں اعتراض کا جواب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کردہ نُسخۂ قرآن جلا دینے کا حکم۔ پس آپ نے ایک بہت بڑے فِتنہ کی یہی دوا تجویز فرمائی تھی اس لئے کہ اس نُسخہ میں اہلِ علم قراء کے نزدیک بہت سی شاذ اور مُنکر قرأتیں موجود تھیں اور اس لئے بھی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک معوّذتین کا قرآن ہونا حدِ شہرت تک پہنچ چکا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معوّذتین کو اپنے نسخہ سے حذف کر دیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر سرزنش کی گئی تو مجُھے قرآن کے متعلق فتنہ کا اندیشہ ہوا اور لوگوں کے درمیان اختلاف اس حد تک پہنچ چکا تھا کہ وہ ایک دُوسرے سے کہتے تھے میرا قرآن تیرے قرُآن سے بہتر ہے۔ اس وقت حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اَے امیر المومنین! لوگوں کی خبر لیں پس آپ نے لوگوں کو نسخۂ عثمانی پر جمع فرما دیا۔

پھر اہلِ بدعت سے کہا جائے اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مُصحف حق نہ تھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اہلِ شام نے قرُآن کو حکم کیوں تسلیم کر لیا تھا؟ جب اہلِ شام نے قرُآن کے نسخہ کو نیزہ پر بلند کیا تھا اور وہ قرآن مُصحفِ عثمانی کے مطابق لکھے گئے تھے۔

سولہویں اعتراض کا جواب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید اللہ بن عُمر پر حد کیوں قائم نہیں کی جبکہ انہوں نے تین انسانوں کو قتل کر دیا تھا۔

تو جواب یہ ہے کہ ابولؤلؤ کی بیٹی کے بدلے اس لئے قتل نہ کیا کیوں کہ وہ مجُوسی باپ کی بیٹی تھی۔ اپنے باپ کے تابع تھی اسی طرح جفینہ اہل حیرہ میں سے ایک عیسائی تھا البتہ ہرمز ان کے قصاص میں قتل نہ کرنے کے اس کی طرف سے دو جواب ہیں۔

پہلا جواب کہ ہرمزان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے میں ابولؤلؤ کی مدد کی تھی۔ اگر چہ ابولؤلؤ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید اکیلے ہی کیا تھا۔ امام عادل کو شہید کرنے والے کی مدد کرنے والے کا قتل جائز ہوتا ہے اور یہی آئمہ کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور بہت سارے فقہاء نے امر اور مامُور دونوں پر قصاص واجب فرمایا ہے۔ اسی لئے عبید اللہ بن عمر نے عذر پیش کیا کہ بیشک عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے اسے خبر دی کہ بیشک اس نے ابو لؤلؤ ھرمزان اور جفینہ کو ایک کمرے میں داخل ہو کر مشورہ کرتے دیکھا ہے اور ان کے سامنے دو دھاری خنجر رکھا ہوا تھا۔ جس کا دستہ درمیان میں تھا۔

اسی رات کو صبح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن کو بُلایا اور اس بارے میں سوال کیا تو عبدالرحمٰن کہنے لگے اس خنجر کو دیکھو جس سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے اگر وہ دو دھاری ہے تو ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خنجر کو دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح حضرت عبدالرحمٰن نے بیان کیا اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید اللہ کو ھرمزان کے قصاص میں قتل نہیں کروایا کیونکہ ان کا قتل واجب نہ تھا یا اس لئے قتل نہیں کیا تا کہ غور وفکر کر لیں۔ پھر آپ نے شک کی بناء پر اس کو بری کر دیا۔

دوسرا جواب

کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر ان کو قتل کیا تو بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔ اس لئے کہ بنی تمیم اور بنو عدی قتل سے منع کر رہے تھے اور اس کی طرف سے دفاع کر رہے تھے اور بنو اُمیّہ بھی ان کی طرف داری کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ عمَرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کل قتل کیا گیا اور آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا؟ نہیں! خُدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ پس جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صُورت حال دیکھی تو دفعِ فتنہ کو غنیمت جانا اور فرمایا کہ ھرمزان کے گھر والوں کو میں راضی کرلوں گا اس کا معاملہ میرے سپرد کر دو۔

سترہویں اعتراض کا جواب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میدانِ منیٰ میں پُوری نماز پڑھنا۔

اس میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عُذر ظاہر ہے اس لئے کہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن پر قصر واجب نہیں ہوتی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی کرتے تھے جو بعد میں مدینہ منوّرہ کے فقہاء اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب تھا۔ منیٰ میں قصر فقہاءِ کُوفہ نے واجب کہی ہے بہر حال یہ اِجتہادی مسئلہ تھا اسی لئے فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے منیٰ میں قصر کرنے یا نہ کرنے سے کفر لازم آتا ہے اور نہ فسق۔

اٹھارہویں اعتراض کا جواب

یہ کہ آپ نے بہت سے شاذ اقوال روایت فرمائے ہیں جن میں آپ مُنفرد ہیں۔

اس طرح صحابہ کرام قول روایت کرتے ہیں اور تمام اس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ

علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں جو اُمِّ ولد کی بیع میں قولِ شاذ کے مُنفرد رُاوی ہیں اور فرائض میں بہت سارے مسائل ایسے ہیں جس پر بہت سے صحابہ کرام نے شاذ اقوال روایت فرمائے ہیں۔

اُنیسویں اعتراض کا جواب

یہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (محمد بن ابی بکر) کو دھوکہ دیا تھا۔

تو ہم کہیں گے کہ وہ خط جو مصر کے عامل کی طرف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طرف سے نہیں بھیجا گیا۔ آپ نے قسم کھا کر اُنہیں تسلّی کرائی تھی اور اس بات کا ذِکر فصل مقتلہ میں گذر چکا ہے اور ہم نے کر کیا تھا کہ تُہمت لگانے والا جھُوٹا ہے اور ان لوگوں نے اس بات کی تحقیق کر لی تھی اور خواہش عقلوں پر غالِب آ گئی ۔ یہاں تک کہ آپ کی شہادت میں گم ہو گئی۔ اعاذنا اللہ منہ

یہ ان باتوں کے جوابات ہیں جن کی بُنیاد پر ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہم سے اِنتقام لیا اور اہلِ بدعت کے تمام اعتراضات کا اَحسن جواب یہ ہے۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں فتنہ واقع ہونے کی خبر ارشاد فرمائی اور بتایا کہ وہ حق پر ہوں گے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث جس کا ذکر !

فصل فضائلہ فی ذکر شہادۃ النبّی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہ علی الحق۔

میں ہے اور روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ آپ ہدایت پر ہوں گے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت فرمایا اور حدیث کو حسن صحیح قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیشگوئی فرما دی کہ ان کو ظلماً شہید کیا جائے گا جن کا ذکر ابنِ عمر کی حدیث میں جس کا ذکر فصل مقتلہ میں ہے اور امام بغوی نے روایت فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرمایا کہ جب فتنہ اُٹھے تو

تم نے عثمان کی اِتّباع کرنی ہے جس کا ذکر مرّہ بن کعب کی حدیث میں ہے جس کو اِمام ابو حاتم اور امام احمد نے نقل فرمایا ہے اس حدیث کا ذکر فصل مقاتلہ میں گذر چکا ہے۔

اور جس شخص کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں کہ وہ حق پر ہوگا اور وہ ظُلماً قتل کیا جائے گا اور جس کی اتباع کا حکم دیا ایسے شخص کے متعلق کیسے وہم کیا جاسکتا ہے کہ وہ باطل پر ہے؟ پھر حدیث صحیح میں وارد ہو چکا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک قمیض پہنائے گا اور مُنافقین اس کو اُتارنا چاہیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ اسے نہ اُتاریں اور تاکید فرمائی کہ اسے نہ اُتاریں۔

اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ قمیض اُتارنے کی صُورت میں وعید سنائی اور صبر کرنے کا حکم دیا پس آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر عمل کیا جس مصیبت میں مبتلا کئے گئے پر صبر کیا۔

اور یہ حدیث سب سے بڑی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

وماذا بعد الحق الا الضلال

حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟

پس جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی باطل پر ہوگا۔

کیوں نہ ہو جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کرنا چاہا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مُنافق قرار دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر وہ روایت جس سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طَعن ثابت ہو من گھڑت اور جھُوٹ ہے۔ اِن روایات کی احسن تاویل کی جائے گی اس لئے کہ خبر نبوّت قطعی سچ ہوتی ہے۔

آپ سابِقُون اَلاوّلون سے ہیں

یہ تمام فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس لئے حاصل ہوئے کہ سابقون الاولون

یعنی پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہیں اور اللہ کی راہ میں کثرت سے خرچ کرنے والے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو بیٹیاں آپ کے نکاح میں آئیں اور آپ کو دین میں عظیم مقام حاصل ہے اور آپ میں خوبصورت عادات وخصائل ہیں جس کا ذکر ہم نے آپ کے مناقب کی فصل میں کیا ہے۔

تو ایسی باتیں جن کا اہلِ بدعت نے دعویٰ کیا ہے ان میں کیسے پائی جاسکتی ہیں۔

بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنے رشتہ داروں سے محبت اور صلہ رحمی اور ان کے لئے خیر خواہی کی شدت یہ تو ایک ایسی فطری عادت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کے دلوں میں پیدا فرماتا ہے۔اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی بنی ہاشم کے بارے میں اسی طرح تھے جس کو ہم بنی ہاشم اور قریش کے مناقب میں بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

ایسی عادت اس وقت تک قابلِ تعریف ہے جب تک گناہ کی طرف نہ جاتی ہو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کچھ کیا اس میں نافرمانی اور گناہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ آپ میں ایسی شاندار اوصاف عادتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کوئی حرام فعل نہیں کیا بلکہ کوئی مکروہ فعل بھی آپ سے ثابت نہیں۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلہ میں ترکِ اولیٰ کا ارتکاب کیا ہے یا اس کام کو چھوڑا جو افضل تھا اس لائق تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخین کی طرح اس پر عمل کرتے۔

شاید اس لئے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا ہو کہ شیخین کی طرح افضل پر عمل کرنا اِن کے زمانہ میں ممکن نہیں رہا پس ہر زمانہ کا حکم علیحدہ ہوا کرتا ہے۔

بالآخر وہ چیز جس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اور اس کے خلاف عقیدہ حلال نہیں وہ یہ

ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ میں جو بھی سُنت جاری کی اس میں آپ حق اور ہدایت سے خارج نہ ہوئے اس لئے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق فرمادی تھی اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی کام اپنی خواہش تھی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے۔

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ وہ ہدایت پر ہوں گے اور وہ حق پر ہوں گے اور بے شک وہ مظلُوم ہوں گے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی اِتبّاع کا حکم دیا تھا۔ (واللہ اعلم)

گیارہویں فصل

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کی اَولاد کے بارے میں

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سولہ بچے تھے نو بیٹے اور سات بیٹیاں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے

عبداللہ المعرُوف اَصغر جن کی ماں حضرت رُقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ یہ بچپن میں ہی فوت ہوگئے اور بعض روایات میں یہ آیا ہے کہ آپ کی عُمر جب چھ سال ہوئی تو ایک مُرغ نے آپ کی آنکھ میں ٹھونگ مار دیا جس سے آپ بیمار ہوگئے اور جانبر نہ ہوسکے۔ عبداللہ اکبران کی ماں فاختہ بنت غزوان اور عمروان کی اَولاد سے سب سے بڑے تھے اور ان میں سب سے بہتر جانشین تھے آپ نے میدان منیٰ میں وفات پائی۔ اَبان وہ جنگ جمل میں شریک ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ دیا۔ آپ کی اَولاد بہت زیادہ تھی۔ خالد اور عمران کی بھی اولاد ہوئی جس کی ماں جندب بن الازد کی بیٹی ہے سعید اور ولید ان کی ماں فاطمہ بنت ولید تھیں اور عبدالملک ان کی ماں کا لقب اُمّ البنین تھا وہ عینۃ بن حصن کی بیٹی ہیں۔ عبدالملک لڑکپن میں وفات پاگئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں

مریم یہ ماں کی طرف سے عمرو کی بہن اور اُم سعید جو ماں کی طرف سے سعید کی بہن ہیں اور عائشہ اور اُمّ ابان اور اُمّ عمروان کی والدہ کا نام رملۃ بنت شیبۃ بن ربیعہ ہے اور مریم بن ربیعہ ہے اور مریم ان کی ماں کا نائلہ بنت الغرافعۃ اور اُم البنین ان کی ماں ایک اُم ولد تھیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہم

چوتھا باب

امیر المومنین حضرت علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ الکریم

کے بارہ فصلوں پر مُشتمل مناقب

فصل اول:۔ آپ کا نسب

فصل دوم:۔ آپ کا نام اور کُنیّت

فصل سوم:۔ آپ کا حُلیہ شریف

فصلِ چہارم:۔ آپ کا اسلام

فصل پنجم:۔ آپ کی ہجرت

فصل ششم:۔ آپ کے خصائص

فصل ہفتم:۔ آپ کی اُفضلیت

فصل ہشتم:۔ آپ کے جنّتی ہونے کی گواہی

فصل نہم:۔ آپ کے فضائل

فصل دہم:۔ آپ کی خلافت

فصل یازدہم:۔ آپ کی شہادت

فصل دوازدہم:۔ آپ کی اولاد

فصل اوّل

حضرت علی علیہ السلام کا نسب شریف

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے آباؤ اجداد کا تذکرہ عشرہ مبشرہ کے انساب میں پہلے گذر چکا ہے اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کی سب سے زیادہ قرابتِ نسبی ہے اور یہ قرابت رسولِ اکرم کے ساتھ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جمع ہو جاتی ہے آپ چونکہ حضرت ہاشم رضی اللہ عنہ سے منسوب ہیں اس لئے آپ کو قریشی ہاشمی اور نسبتِ والدین سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچازاد کہا جاتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے والدین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ کریمہ حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔

ابوعمر وغیرہ نے کہا کہ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ آپ نے اسلام قبول کیا تھا اور مدینہ منوّرہ میں بحالتِ اسلام رحلت فرمائی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے جنازہ میں موجود تھے۔ آپ نے اُن کی تدفین فرمائی اور اُنہیں اپنی قمیض مبارک پہنائی اور اُن کی قبرِ انور میں لیٹے۔

اس کا ذِکر الجندی نے کیا اور سلفی نے بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور اُن کی قبر میں لیٹے تھے۔

طائی نے اربعین میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی قمیص اُتار کر

اُنہیں پہنائی اور اُن کی تدفین کے متوّلی بنے اور اُن کی قبر میں پہلو کے بل لیٹے اور لوُٹے پھر جب مٹی برابر ہوگئی تو اُنہیں قبر میں اُتارا گیا۔

صحابہ کرام نے آپ سے اِس اِعزاز کے بارے میں پُوچھا کہ اس کے ساتھ یہ خصوصیّت کیوں ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے انہیں اس لئے اپنی قمیص پہنائی ہے تاکہ انہیں جنّت کا لباس پہنایا جائے ، اور ان کے ساتھ قبر میں اس لئے لیٹا ہوں کہ ان سے قبر کی تنگی میں تخفیف ہو جائے یہ کہ ابو طالب کے بعد میرے ساتھ سب سے زیادہ اچّھا سلوک کیا کرتی تھیں ۔ یہ کہتے ہوئے آپ رو پڑے اور فرمایا ! امّی جان اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے تُو بہتر ماں تھی ۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تربیت و پرورش فرمائی تھی ۔ آپ نے حضرت اُبو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار بیٹوں اور ایک بیٹی کو جنم دیا جن کے نام یہ ہیں ۔

حضرت طالب ، حضرت عقیل ، حضرت جَعفر ، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور حضرت اُمّ ہانی جن کو فاختہ اور جمانہ رضی اللہ عنہا بھی کہتے تھے ۔

ابنِ قتیبہ اور اُبو عمر نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت اُبو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے ۔ آپ حضرت جعفر سے دس سال چھوٹے تھے اور حضرت جعفر حضرت عقیل سے دس سال چھوٹے تھے جبکہ حضرت عقیل جناب طالب سے دس سال چھوٹے تھے ۔

دوسری فصل

باب آپ کا نام اور کُنیّت

پہلی کُنیّت صدیق ہے

دورِ جاہلیت میں بھی آپ کا نام علی ہی تھا اور آپ کی کُنیّت ابو الحسن ہے اور آپ کا اسمِ گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدّیق رکھا ہے۔

ابنِ ابی لیلہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

الصدیقون ثلاثه ، حبیب بن مری النجار مومن آل یٰسین الذی قال یا قوم اتبعوا المرسلین وحزقیل مومنِ آلِ فرعون الذی اتقتلون رجلا ان یقول ربی الله. وهو علی بن ابی طالب الثالث وهو افضلهم۔

یعنی صدیق تین ہیں، مومن آل یٰسین حبیب بن مری نجار جنہوں نے کہا تھا اے لوگو رسلین کی اتبّاع کرو۔

اور آلِ فرعون کے مومن حزقیل جنہوں نے کہا تھا ! تُم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

اور تیسرے علی ابن ابی طالب ہیں اور یہ اُن دونوں سے افضل ہیں۔

اِس کی تخریج احمد نی مناقب میں کی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کُنیّت ابی ریحانتین'' رکھی۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم نے حضرت علی بن ابی طالب کو فرمایا۔

سلام علیك یا ابا الریحانتین فجن قلیل یذھب و کناك

واللہ خلیفتی علیك۔

یعنی اے ابوالریحانتین آپ پر سلام۔ عنقریب تیرے دو رُکن چلے جائیں گے اور خُدا کی قسم تجُھ پر میری خلافت ہے۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رِحلت فرمائی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِرشاد فرمودہ دو رُکنوں میں سے ایک رُکن یہ تھا (یعنی حضور کا اپنا تشریف لے جانا) پھر جب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا وصال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشاد کردہ دوسرا رُکن یہ ہے یعنی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا تشریف لے گئیں۔

اس روایت کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

دُوسری کُنیّت اَبُوتُراب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کی کُنیت اَبُوتُراب بھی رکھی تھی۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُس کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ اُمرائے مدینہ سے فلاں اُمیر نے تجُھے بلایا ہے تا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر بُرا بھلا کہو۔

میں نے کہا ! وہ کیا کہتا ہے ؟

اُس نے کہا ! وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اُبوتراب کہتا ہے۔

کہا کہ سہل نے ہنس کر کہا! خُدا کی قسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام اَبُوتراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رکھا ہے اور خدا کی قسم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس نام سے کوئی نام زیادہ پیارا نہیں اور یہ اس طرح ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا

کے پاس گئے اور پھر باہر تشریف لے گئے اسی اثناء میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تشریف لاکر سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے کہا آپ کے چچاّزاد کہاں ہیں ؟

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے کہا ! وہ مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چادر مُبارک پُشت سے گِری ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کمر سے مٹی جھاڑی اور فرمایا ! یا اباترّاب اُٹھ کر بیٹھ جائیں۔

چُنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس عطا کردہ نام سے زیادہ محبوب کوئی نام نہ تھا۔

اِس روایت کی تخریج بُخاری مُسلم نے کی اور ابُو حاتم نے مزید اِن الفاظ کے بعد کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چادر کو گِرے ہُوئے دیکھا تو آپ نے بیٹھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی پُشت سے مٹی جھاڑتے ہُوئے دومرتبہ فرمایا! ابوتُراب بیٹھ جائیں۔

دُوسری روایت

(۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آلِ مروان کے ایک شخص کو مدینہ منوّرہ کا گورنر بنایا تو اُس نے سہل بن سعد کو بُلا کر کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سَبّ وشتم کرو۔ سہل نے انکار کیا تو گورنر نے اِنکار سُننے کے بعد کہا ! کہو اباتُراب پر اللہ کی لعنت ہو (معاذ اللہ)

سہل نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ابوتُراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا۔ جب آپ کو اُبوتراب کہا جاتا تو آپ بڑے خُوش ہوتے۔

اُن سے یہ کہا گیا کہ ہمیں یہ قصہ بتائیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام

ابوتراب کیوں ہے ؟

کہا کہ رسول اللہ جناب سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ہاں تشریف لائے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گھر میں نہ پایا تو فرمایا ! بیٹی آپ کا چچازاد کہاں ہے ؟

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم دونوں کے درمیان کوئی بات ہوگئی تھی جس سے وہ ناراض ہوکر باہر تشریف لے گئے اور میرے پاس قیام نہیں فرمایا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں ؟

اُس نے کہا ! یارسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہُوئے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لیٹے ہوئے ہیں اور اُن پشت سے چادر گری ہوئی ہے اور کمر پر مٹی لگی ہوئی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی کمر سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا ! اَبُوتراب کھڑے ہوجائیں۔ اَبُوتراب کھڑے ہوگئے۔

اس روایت کی تخریج بخاری مسلم نے کی ہے۔

بسلسلۂ اَبُوتُراب تیسری روایت

(۳) حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ مَیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ذوالعشیر ہ کے غزوہ میں اکٹھے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں تشریف لائے۔

جب رسول اللہ نے وہاں تشریف لاکر قیام فرمایا تو ہم نے دیکھا کہ بنی مدلج کے لوگ اپنے کھُجور کے درخت میں پیوند لگارہے تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! اَے ابایقظان کیا تم دیکھنا چاہتے ہو کہ پیوند کس طرح کرتے ہیں؟

پھر ہم دونوں اُن کی طرف گئے اور کچھ وقت انہیں پَیوند کاری کر۔ تے دیکھا۔ پھر ہمیں

نیند آنے لگی تو مَیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دونوں وہاں سے آگئے اور کھجوروں کے چھوٹے بڑے درختوں کے جھنڈ میں زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر خُدا کی قسم ہمارا سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی نے پتہ نہیں لیا۔ آپ تشریف لائے اور پاؤں کی ٹھوکر سے ہمیں ہلایا تو ہماری پُشتوں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس روز جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جسم کو خاک آلُود دیکھا تو فرمایا ! ابُوتراب، پھر آپ نے فرمایا! کیا میں تمہیں بتاؤں لوگوں میں سب سے زیادہ بدبخت کون ہے ؟

ہم نے کہا ! ہاں یارسول اللہ ؟

آپ نے فرمایا ! قومِ ثمود کا احیمر جس نے ناقۃ اللہ کی کُونچیں کاٹی تھیں۔

اور دوسرا وہ جو اس کے یعنی ''حضرت علی'' کے سر میں ضرب لگائے گا جس سے بہنے والے خُون کے ساتھ اس کی داڑھی رنگین ہو جائے گی۔

اس روایت کی تخریج احمد نے کی۔

جبکہ احیمر قدار بن ثعلب کا لقب ہے۔

حضرت علی ''صِدّیق اکبر'' اور اُمّت کے سردار ہیں

خجند نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کی ایک کُنیّت قصم ہے اور آپ کا لقب یَعسوب الامّت یعنی اُمّت کا سردار اور صدّیق اکبر ہے۔

(۱) معاد عدویہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بصرہ کے مُنبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں صدّیق اکبر ہوں۔ (المعارف ابنِ قتیبہ)

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! کہ میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی اور صدّیق اکبر ہوں (قلعی)

حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا !

انت الصدیق الا اکبر وانت الفاروق الذی تفرق بین الحق والباطل

یعنی آپ صدّیق اکبر ہیں اور آپ فارُوق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا !

وانت یعسوب الدین (حاکمی)

یعنی یا علی آپ دینِ کے سردار ہیں

یَعسوب الدِّین کی شرح ودیگر اَلقاب

یَعسُوب الدین یعنی دین کے سردار اور رئیس اور اس سے دُوسری حدیث میں ہے۔

حضرت علی ''یعسوبِ قُریش'' یعنی قریش کے رئیس اور سردار ہیں اور آپ کے مزید القاب یہ بھی ہیں۔

''بیضۃ البلد، امین، شریف، ہادی، مہتدی اور سُن کر یاد رکھنے والے کانوں والا''

صحیح بخاری میں آپ کا یہ شعر آیا ہے !

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ

یعنی میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔

اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے خصائص میں آئے گا

حیدر اسد یعنی شیر کا نام ہے۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ مکرّمہ جناب فاطمہ بنت اسد نے آپ کا نام اپنے باپ کے نام پر اسد رکھا تھا۔

پھر حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اُنہوں نے آپ کا یہ نام پسند فرمایا اور آپ کا نام علی رکھ دیا۔

تیسری فصل

حضرت علی علیہ السلام کا حُلیہ مبارک

آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کا قد مبارک نہ زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا تھا بلکہ آپ میانہ قامت تھے۔آپ کی آنکھیں بڑی بڑی اور چہرہ مُبارک انتہائی خوبصورت تھا جیسے چودھویں کا چاند اور شکم مبارک بڑا تھا۔ابوسعید تیمی نے بیان کیا کہ ہم بچپن میں اپنے کندھوں پر کپڑا اُٹھا کر بازار میں بیچ رہے تھے کہ وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے۔ہم نے کہا! ''بڑے پیٹ والے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا! تم کیا کہتے ہو؟

کہا ہم کہتے ہیں آپ بڑے پیٹ والے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! اِس شکم کے اُوپر علم ہے اور نیچے کھانا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کے کندھے کی ہڈی نرم تھی جیسے درندوں کی اور شکار کرنے والے شیر کی طرح۔آپ کی کلائی سے آپ کا بازو ظاہر نہ ہوتا تھا۔آپ کی ہتھیلیاں اور کندھوں کی ہڈیاں بھاری تھیں اور آپ کی گردن مبارک چاندی کی صراحی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام کی زُلفیں

آپ کے سر مبارک پر بال پیشانی کی طرف نہیں تھے اور پیچھے کی طرف تھے۔

ابی لبید نے کہا! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے وضو فرمانے کے لئے دستار مبارک اُتار دی تو میں نے دیکھا کہ آپ کا سر مُبارک میری ہتھیلی کی طرح اور بال مبارک خط اصابع کی

طرح ہیں۔ ''ابن ضحاک''

قیس بن عباد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں علم کی تلاش میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو چادریں پہن رکھی تھیں۔ کندھوں کے دونوں جانب زُلفیں تھیں اور گلے میں رومال تھا۔ میں نے لوگوں سے پُوچھا ! یہ کون ہیں ؟

اُنہوں نے کہا ! یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

اِس روایت کو ابنِ ضحاک نے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے درمیان تضاد نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے سر مبارک کے وسط میں سے بال مبارک کھلے تھے اور دونوں جانب جمع ہو کر دو الگ الگ زُلفیں بن گئی تھیں۔

داڑھی مبارک گھنی تھی

آپ کی داڑھی مبارک کے بال بہت زیادہ تھے جن میں سے ہر بال بغیر خضاب کے سیاہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک زرد تھی اور مشہور یہ ہے کہ سفید تھی اور یہودیوں کی مشابہت دُور کرنے کے لئے آپ نے ایک مرتبہ خضاب کیا اور پھر چھوڑ دیا۔

شعبی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی زیارت کی۔ آپ کا سر مبارک اور ڈاڑھی مبارک روئی کی طرح سفید تھے۔ اس روایت کی تخریج ابنِ ضحاک نے کی۔

آپ کے بازُو

جب آپ چلتے تو ٹہلتے ہوئے چلتے اور جب کوئی شخص بازو ہلاتا ہوا رُکتا ہے تو بنفسہٖ رُکتا ہے تو سانس لینے کی طاقت نہیں ہوتی اور وہ موٹاپے کے قریب ہوتا ہے۔

آپ کے بازو اور ہاتھ سخت مضبوط تھے اور جب آپ جنگ کی طرف نکلتے تو پوری قوت اور مکمل اعتماد کے ساتھ نکلتے۔ آپ کو کبھی کوئی کُشتی میں گرا نہ سکا مگر آپ اُسے گرا دیتے اور اپنے مقابل پر فتح و نصرت حاصل کرتے۔

چوتھی فصل

آپ کا اسلام

اِسلام لانے کے وقت آپکی عُمر مُبارک

☆ ابی الاسود محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ اُس نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

☆ ابنِ اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دس سال کی عُمر میں اسلام قبول کیا۔

☆ حسن سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اِسلام لائے تو آپ کی عُمر بارہ سال تھی۔(الخجندی)

☆ ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ (قلعی)

ابی حجاج مجاہد بن جبر سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جب مشیّتِ ایزدی کے مطابق قُریش کو شدید قحط اور تنگی پہنچی تو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کثیر العیال شخص تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے عباس! آپ کے بھائی ابُوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں کو تنگی اور قحط نے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ آئیں ہم اُن کے پاس چلیں اور اُن کے ایک بچے کو ایک

فرد لے لے اور دوسرے کو دوسرا لے لے تا کہ اُن کی تنگدستی میں تخفیف ہو سکے۔

حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! ہاں ٹھیک ہے۔ پھر آپ اُن کو ساتھ لے کر حضرت اُبو طالب کے ہاں آئے اور اُنہیں فرمایا کہ جب تک لوگوں سے تنگی دُور نہیں ہوتی ہم آپ کے لئے آسانی پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت اُبو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! آپ عقیل کو میرے پاس چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔ ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے عقیل اور طالب کو چھوڑ دیں اور باقی جو چاہیں کریں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی گود میں اُٹھالیا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی مبعوث فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کی اِتباع کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی جبکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ لے آئے تھے اور انہیں کے پاس رہے۔

سب سے پہلے کس نے اِسلام قبُول کیا ؟

اس بیان کی مثل اسلام ابی بکر کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس میں اختلاف کا بیان ہے اور دو مختلف اذکار ہیں۔

☆ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اَبُو عبیدہ، ابوبکر اور آپ کے اصحاب کے کچھ لوگ موجود تھے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھے پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا !

یا علی انت اوّ ل المومنین ایمانا۔ واوّل المسلمین اسلاما وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔

یعنی اے علی ! تُم ایمان میں مومنوں میں سے پہلے مومن ہو اور اسلام میں سب سے پہلے مُسلمان ہو اور تُمھارا میرے نزدیک وہی مقام ہے جو

حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔

''ابن سمان''

پہلے اِسلام قبول کرنے والے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ سب سے پہلے اسلام قُبول کرنے والے حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ ''احمد و ترمذی''

ترمذی نے کہا روایت صحیح ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد پہلے مومن

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت خُدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اسلام قبول کیا۔

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور اس کا کوئی راوی مطعون نہیں جبکہ یہ حدیث اُس روایت کے متعارض ہے جو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بیان ہو چکی ہے اور دُرست بات یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اِظہار اسلام کیا تھا جیسا کہ اُن کے باب میں اِس کا ذکر ہوا اور یہی مجاہد اور دیگر علماء نے کہا ہے۔

میں نے پہلے اسلام قبول کیا

معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بصرہ کے منبر پر سُنا آپ فرماتے تھے !

''میں صدیق اکبر ہوں اور میں حضرت ابو بکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا اور میں نے حضرت ابو بکر کے اِسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام قبول کیا۔'' (المعارف ابن قتیبہ)

پہلے مومن پہلے مُصدّق

حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا !

انت اول من امن بی وصدق

یعنی تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے اور میری تصدیق کرنے والے ہو۔ ''حاکمی''

پہلے اِسلام لانے والے

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا ! قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے نبی کے پاس یہ اُمّت وَارد ہوگی اور سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ اور بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرفُوع روایت میں آیا کہ سب سے پہلے یہ اُمّت حوضِ کوثر پر وَارد ہوگی ''الحدیث''

پہلے مومن اُور حَوضِ کوثر پر آنے والے

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تمام صحابہ کرام کو فرمایا ! سب سے پہلے تم لوگ حوضِ کوثر پر آؤ گے اور تم میں سب سے پہلے اِسلام قبول کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں'' قلعی وغیرہ''

سابِق الایمان تین ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ سابِق الایمان تین ہیں۔ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی طرف یُوشع بن نُون نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے صاحبِ یاسین نے حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سبقت لی ہے۔ ''احاد ومثانی ابن ضحاک''

سب سے پہلے نمازی حضرت علی علیہ السلام ہیں

علی کے چار خصائص

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چار خصائص ایسے ہیں جو آپ کے علاوہ کسی کے نہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ عرب وعجم کے لوگوں میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت علی نے نماز پڑھی ''ابوعمر''

پہلے نمازی علی ہیں

ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن کی یہ روایت بیان کی کہ سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی ہیں۔

''ایسے ہی ابوالقاسم نے موافقات میں نقل کیا ہے''

اعلانِ نبوّت کے دُوسرے روز نماز پڑھی

حضرت انس سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیر کے دِن خلعت سے نوازا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منگل کے روز نماز پڑھی۔

(ترمذی ابوعمر)

بعض طُرق میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیر کے دن مبعوث ہوئے اور منگل کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اِسلام قبول کرلیا۔ ''معجم بغوی''

سب سے پہلے نماز علی نے پڑھی

حضرت حکم بن عینیہ سے روایت ہے کہا کہ سب سے پہلے حضور رسالت مآب کی تصدیق حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائی اور قبلہ کی طرف سب سے پہلے نماز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پڑھی۔ ''حافظ سلفی''

پانچویں روایت

حضرت رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے پیر کے دن نماز پڑھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے پیر کے دن پچھلے پہر نماز پڑھی جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دُوسرے دن منگل کے روز نماز ادا کی۔

اور دوسرے لوگوں سے سات سال اور کچھ ماہ قبل آپ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی۔

لوگوں سے سات سال پہلے نماز ادا کی

انہیں سے دوسری روایت ہے کہ حضرت علی نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی جبکہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے لوگوں کے اسلام لانے سے سات سال پہلے اسلام قبول کیا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ کے ساتھ لوگوں سے تین سال قبل نماز پڑھی۔

(مسند احمد)

سب لوگوں سے پہلے نماز پڑھی

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے تھے کہ میں اللہ کا بندہ ہُوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہُوں اور صدّیق اکبر ہوں اور یقیناً میں نے لوگوں سے سات برس پہلے نماز پڑھی ہے ''خلعی''

لوگوں سے پانچ سال پہلے اللہ کی عبادت کی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا کہ میں نے اُس اُمّت کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں سے پانچ سال قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔

علی کی نماز اور عفیف کندی کا مشاہدہ

حضرت عفیف کُندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں بسلسلۂ تجارت حج کے دِنوں میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کہ اُن سے تجارتی لین دین کروں۔

کہا کہ خدا کی قسم ! مَیں اُن کے پاس موجود تھا کہ جب ایک شخص نے خیمہ سے نکل کر آسمان کی طرف دیکھا۔ پھر جب میں نے دیکھا تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔ پھر اسی خیمہ سے ایک خاتُون تشریف لائیں اور اُن کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور نماز پڑھی پھر ایک لڑکا آیا اور آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اُس نے نماز پڑھی۔

عفیف کہتے ہیں! مَیں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا، اُے عباس! یہ کیا ہو رہا ہے ؟

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یہ میرے بھائی کے بیٹے حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمُطلب ہیں۔ میں نے کہا ! یہ خاتُون کون ہیں ؟

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان کی بیوی خدیجہ بنتِ خویلد ہیں۔

مَیں نے کہا ! یہ نوجوان کون ہیں ؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ان کے چچا کے بیٹے علی ابنِ ابی طالب ہیں۔

میں نے پوچھا ! یہ کیا کر رہے تھے ؟

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! انہوں نے نماز پڑھی ہے اور محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا گمان ہے کہ مَیں نبی ہوں۔ جبکہ اس خاتون اوران کے چچازاد اس لڑکے کے سوا اِن کی کسی نے پیروی نہیں کی اوران کا گمان ہے کہ "یہ کسریٰ وقیصر کے خزانوں کو فتح کریں گے۔"

حضرت عفیف جو کہ اشعث ابنِ قیس ہیں کہتے ہیں کہ مَیں بعدازاں اچھے طریقے سے اسلام لے آیا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے اُس روز اسلام عطافرمادیتا تو میں حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ دُوسرا اسلام قبول کرنے والا ہوتا۔

حضرت عفیف کا نام اَشعث بن قیس ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعدازاں میں بھی حسنِ اسلام سے مشرف ہوا۔ اگر میں اُس وقت اسلام قبول کرلیتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بعد اسلام لانے والوں میں دوسرا نام میرا ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی

حبۃ العرنی سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا آپ فرماتے تھے میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی۔

دونوں روایتیں ابواحمد نے نقل کیں۔ اور حبۃ العرنی سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا آپ پہلے خوب زور سے ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں پھر آپ نے بیان کیا کہ مَیں رسول اللہ کے ساتھ بطنِ نخطہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے والد ابوطالب تشریف لائے اور آپ سے پُوچھا اَے میرے بھائی کے بیٹے یہ کیا ہے ؟

حضور رسالت مآب نے انہیں دعوتِ اسلام دی تو اُنھوں نے فرمایا کہ آپ جو کرتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں مگر واللہ میں یہ نہیں کروں گا تو حضرت علی نے اپنے باپ کے اس قول پر تعجب سے ہنستے ہوئے فرمایا ! الٰہی میں اُمّت کسی ایسے شخص کو نہیں جس نے سوائے نبی کریم کے تیرے اس بندے سے پہلے نماز پڑھی ہو۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی کہ بیشک میں نے لوگوں سے پہلے نماز پڑھی۔ "احمد"

امام احمد نے یہ روایت بیان کی اور مناقب میں مزید کہا کہ حضرت علی نے فرمایا کہ بیشک میں نے سب لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی "حبۃ العربی ضعیف ہے"

حضرت ابُوطالب کی حضرت علی کو نصیحت

ابنِ اسحاق اور دیگر بعض اہلِ علم نے کہا کہ حضور رسالت مآب مکہ معظمہ کی گھاٹیوں کی طرف نکلتے تو حضرت علی ابن ابی طالب ان کے ساتھ ہوتے اور یہ دونوں حضرات ابی طالب اور دیگر چچوں اور تمام قریش سے چھُپ کر گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے پھر جب رات ہوتی تو تشریف لاتے اور ایسے ہی وہاں جب تک اللہ چاہتا دونوں حضرات قیام فرماتے۔

پھر ایک روز حضرت ابوطالبؓ وہاں آئے تو دونوں کو نماز پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی اَے میرے بھائی کے بیٹے میں آپ کا یہ کیسا دین دیکھ رہا ہوں ؟

آپ نے فرمایا ! چچا جان یہ دین اللہ کا دین ہے اور فرشتوں کا دین ہے اور اللہ کے رسولوں کا دین ہے اور ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے یا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا !

آپ نے مزید فرمایا !

"اللہ تعالیٰ نے مجھے بندوں کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا ہے تو اَے میرے چچا جان آپ ہدایت کی طرف دعوت اور نصیحت کے زیادہ حق دار ہیں اور دین پر میری مدد کریں یا جیسا کہ فرمایا!

حضرت ابوطالبؓ نے کہا ! اَے ابنِ اخی خُدا کی قسم مَیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے مفارقت کی طاقت نہیں رکھتا جو کہ اِس دین پر نہیں تھے۔ لیکن خُدا کی قسم جب تک میں زندہ ہُوں آپ کی طرف کوئی ناگوار اور مکروہ اَمر نہیں آسکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی

کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا اے بیٹے ! یہ کیسا دین ہے جس پر تو ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! اَے ابّا جان میں رسول اللہ پر ایمان لایا ہوں اور جو اِن کے ساتھ آیا ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی معیّت میں اللہ تعالیٰ کی نماز ادا کرتا ہُوں اور اِن کی پیروی کرتا ہوں۔

حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اُنہیں فرمایا ! بیٹے یہ تمہیں کبھی اُس طرف نہیں ُبلائیں گے جدھر بھلائی نہ ہو لہٰذا ان کی اطاعت اور پیروی کو لازم کرے۔ ''ابنِ اسحاق''

پانچویں فصل

حضرت علی علیہ السلام کی ہجرت

ابنِ اسحاق نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرمانے کے تین دن اور تین راتیں بعد تک مکہ معظّمہ میں قیام پذیر رہے۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوگوں کی رکھی ہُوئی امانتیں لوگوں کو واپس کیں اور فارغ ہونے کے بعد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آملے۔ پھر وہ کلثوم بن ہدم کے ساتھ مدینہ منوّرہ میں پہنچے اور قبا میں ایک یا دو راتیں قیام فرمایا۔

چھٹی فصل

حضرت علی علیہ السلام کے خصائص

(خصوصیّت) آپ نے سب سے پہلے اِسلام قبول کیا۔

(خصوصیّت) آپ نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔ اِس سے پہلی فصل میں اس سلسلہ کی احادیث بیان ہو چکی ہیں۔

قیامت کے دن سب سے پہلا مُقدّمہ (خصوصیّت)

قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کا نزاعی مُقدّمہ پیش ہوگا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے سب سے پہلے میں اپنا مقدّمہ پیش کروں گا۔

قیس نے کہا ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ

یہ دو فریق ہیں جو اپنے رب کے بارے میں جھگڑے۔

کہا کہ یہ بدر کے دن ایک دُوسرے کے مقابل آنے والے لوگ ہیں۔ ایک طرف حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے مقابل شیبہ بن ربیعہ، عتُبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! یہ آیت کریمہ بدر کے دن ہماری جنگ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ۔ (بخاری)

(سورۃ الحج آیت ۱۹)

سب سے پہلے جنّت کے دروازہ پر حضرت علیؑ دستک دیں گے۔

(خصوصیّت) حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جنّت کے دروازہ پر دستک دیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یا علی انك اوّل من یقرع الباب الجنة فتدخلها بغیر حساب بعدی۔

یعنی یا علی! میرے بعد سب سے پہلے جنّت کے دروازہ پر تُم دستک دوگے اور بغیر حساب جنّت میں داخل ہوگے۔

(مسند امام علی بن موسیٰ رضا)

حضرت علی اللہ ورسول کو سب سے زیادہ محبوب ہیں

(خصوصیّت) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک ”بھنا ہوا پرندہ تھا“ تو آپ نے فرمایا!

اللّٰھم ائتنی باحب خلقك الیك یاکل معی ھذا الطیر فجاء علی بن ابی طالب

یعنی الٰہی! مخلوق میں سے اپنے سب سے زیادہ محبوب شخص کو میرے پاس بھیج جو اس پرندے کو میرے ساتھ کھائے تو حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے اور آپ کے ساتھ پرندے کا گوشت کھایا۔

اِسے ترمذی نے نقل کیا اور کہا حدیث غریب ہے جبکہ بغوی نے المصَابیح میں اسے حسن

حدیثوں میں نقل کیا۔

اس روایت کی تخریج حربی نے کی تو راوی کے قول پر مزید کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اِنکار فرمایا اور فجاء علی کے بعد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت مانگی تو میں نے کہا اجازت نہیں کیونکہ میں چاہتا تھا کہ جس شخص کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے وہ انصار میں سے ہو۔

اِس حدیث کی تخریج عمر بن شاہین نے کی اور حربی کی اضافی روایت کا ذکر نہیں کیا اور بیان کیا ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو میں نے اُنہیں واپس کر دیا۔ آپ دوبارہ تشریف لائے تو اُنہیں پھر واپس کر دیا اور یہ واقعہ تین یا چار مرتبہ پیش آیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا !

ما جسك عني او ما ابطابك عني يا علي ؟

یعنی اے علی ! تمہیں میری ملاقات سے کون روکتا ہے اور اس مُلاقات میں تاخیر کا باعث کون بن رہا ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی ! میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو اَنس نے مجُھے لوٹا دیا۔ میں نے پھر آپ کے پاس آنا چاہا تو انس نے مجُھے واپس کر دیا۔

آپ نے فرمایا ! اَے اَنس تجُھے ایسا کرنے پر کس چیز نے اُکسایا ؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ! مجُھے اُمید تھی کہ وہ انصار شخص سے کوئی شخص ہوگا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بہتر یا افضل ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے یہ روایت نجار نے نقل کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پرندے کا گوشت پیش کیا تو آپ

نے ایک لُقمہ لے کر فرمایا !

اللّٰھم ائتنی باحب الخلق الیك والی۔

یعنی الٰہی ! ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تجھے اور مجھے سب خلقت سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے اور دروازے پر دستک دی۔

میں نے کہا ! کون ہے ؟

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! میں علی ہوں۔

میں نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصروف ہیں اِسی اثناء میں آپ نے ایک لقمہ اور کھایا اور پہلے ہی کی طرح فرمایا !

اللّٰھم ائتنی باحب الخلق الیك والی۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے پھر دروزے پر دستک دی تو میں نے پُوچھا کون ہے ؟

آپ نے فرمایا ! میں علی ہُوں۔

میں نے کہا ! رسول اللہ کسی کام میں مصروف ہیں۔آپ نے پھر ایک لقّمہ لیا اور پہلے ہی کی طرح فرمایا ! اِلٰہی ایسے شخص کو میرے پاس بھیج جو تُجھے اور مجُھے سب مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دروازے پر دستک دے کر اپنی آواز بلند کی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

یا انس افتح الباب۔یعنی اَے انس دروازہ کھول دے۔

کہا کہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اندر تشریف لے آئے تو حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو دیکھ کر مسکرانے لگے پھر حضرت علی کو آپ نے فرمایا !

الحمد للہ الذی عجلك فانی ادعونی کل لقمة ان یاتینی اللہ باحب الخلق الیه والی فکنت انت۔

یعنی اُس خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں جلد بھیجا۔ میں نے ہر لقمہ پر دُعا کی تھی کہ الٰہی ایسے شخص کو بھیج جو اُسے اور مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو تم آ گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث فرمایا۔ میں نے تین مرتبہ دروازے پر دستک دی اور انس نے مجھے واپس کر دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

لم رددته ؟ یعنی تو انہیں کیوں واپس کر دیتا تھا ؟

میں نے کہا ! میری خواہش تھی کہ وہ شخص اَنصار سے ہوتا جس کے لئے آپ نے دُعا فرمائی ہے۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبسّم کناں ہو کر فرمایا۔

مایلام الرجل علیٰ قومہٖ۔

اِنسان اپنی قوم پر ملامت نہیں کرتا۔

علی سب سے زیادہ محبوب

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اَنصار کی ایک عورت نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بُھنے ہُوئے دو پرندوں کا ہدیہ بھیجا۔ جب یہ پرندے آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے تو آپ نے دُعا فرمائی۔

اللّٰھم ائتنی باحبّ الخلق الیك والی رسولك

الٰہی ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جو تیری مخلوق میں تُجھے اور تیرے رسول کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔

پھر بخاری کی حدیث کی عبارت بیان کی اور اُس کے آخر میں کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان دونوں پرندوں کا گوشت کھایا یہاں تک کہ ختم ہو گیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا اختصاص

آپ محبوبِ مُصطفیٰ ہیں (خصوصیّت)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے اُن سے پوُچھا گیا کہ رسول اللہ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا ؟

اُنہوں نے فرمایا ! فاطمہ۔

پھر پوچھا ! مَردوں میں آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب تھا ؟

فرمایا ! انؑ کے شوہر حضرت علی۔

اور مجھے معلوم ہے وہ صائم النّہار اور قائم اللّیل ہیں۔

یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علی سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ اُن کے پاس حضرت علی کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا ! میں نے علی سے زیادہ کسی مَرد کو رسولِ خُدا کا محبوب نہیں دیکھا اور نہ یہ کوئی عورت علی کی زُوجہ محُترمہ فاطمۃ الزہرا سے زیادہ آپ کو پیاری تھی۔

اس روایت کی تخریج المخلص اور حافظ دمشقی نے کی۔

سب سے زیادہ محبوب ومُکرّم

حضرت معاذ غفاریہ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سفر پر گئے اور میں اپنی بیماری اور زخم کی دوا کے لئے ٹھہر گیا۔ پھر میں حضرت عائشہ کے گھر حضور رسالت مآب کی خدمت میں گیا تو حضرت علی

وہاں سے تشریف لارہے تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا !

یا عائشة ان ھٰذا احب الرجال الی واکرمھم علی فاعرفی له حقه اکرم مثواہ" الخجندی"

اَے عائشہ ! یہ شخص (یعنی حضرت علی) مجھے مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ومکرم ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب

مجمع سے روایت ہے کہ مَیں اپنے باپ کے ساتھ حضرت عائشۃ الصّدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے یومِ جمل کے بارے میں دریافت کیا۔

آپ نے فرمایا ! اللہ کی تقدیر سے تھا۔

پھر اُن سے حضرت علی کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے فرمایا ! تُم ایسے شخص کے بارے میں پُوچھتے ہو جو رسول اللہ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور رسول اللہ کی بیٹی کا شوہر ہے جو آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے

معاویہ بن ثعلبہ سے روایت ہے کہ حضرت ابُوذر غفاری مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر ان سے پوچھا اَے اباذر ! کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے تا کہ مَیں جان لُوں کہ جو لوگ آپ کو محبوب ہیں وہی رسول اللہ کو زیادہ محبوب ہیں ؟

اہلِ بیت میں سے پیارے

پیش اُزیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسی ہی روایت مُتفّق علیہ

میں بیان ہوئی تو اس روایت کو اس طرح حمل کرنا ہوگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اہلِ بیت میں سے حضور کو پیارے تھے اور حضرت عائشہ کی دونوں روایتوں کو جمع کرنے سے مُطلقاً حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب سے پیارے تھے۔

اس امر کی تائید دولابی کی ''ذُرّیتِ طاہرہ'' کتاب میں بیان کردہ اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمۃ الزہرا کو فرمایا اے بیٹی! میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنی تمام اہلبیت میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اس روایت کی تخریج عبدالرزاق نے کی تو اہل بیتی کی جگہ لفظ اہلِ نقل کیا یعنی بیٹی میں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

علی مجھے اَیسے ہے جیسے میرے جسم کو میرا سَر (خصوصیّت)

حضرت براء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

علی منی بمنزلۃ راسی من جسدی۔ "اعلاء"
یعنی علی کا تعلق مجھ سے ایسے ہے جیسے میرے سر کا میرے جسم سے۔

جیسے ہارُون کو مُوسیٰ (خصوصیّت)

(۱) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سیر وایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا۔

انت منی بمنزلۃ ھارون وموسیٰ الا انہ لا نبی بعدی
یعنی تم مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کو حضرت ہارُون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔

ترمذی اور ابو حاتم نے اس حدیث کو نقل کیا تو اُس میں الا انہ لا نبی بعدی کے الفاظ نقل نہیں کیئے۔

دُوسری روایت

(۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی

یعنی کیا تم خوش نہیں کہ تم مجھے ایسے ہو جیسے موسیٰ کو ہاورن مگر میرے بعد نبی نہیں

تیسری روایت

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غزوہ تبوک کے دنوں دورانِ سفر مقامِ جرف پر قیام پذیر تھے کہ مدینہ منورہ میں منافقوں نے حضرت علی پر طعن کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے منافقوں کا طعنہ سُنا تو آپ اپنا اسلحہ اُٹھا کر مقامِ جرف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کی یارسول اللہ! آپ نے اس سے پہلے مجھے کبھی کسی غزوہ میں پیچھے نہیں چھوڑا جبکہ منافقوں کا گمان ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھ کر پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

کذبوا ولکن خلفتك لما ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی افلا ترضیٰ ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی

یعنی منافقین جھوٹ بکتے ہیں میں نے تمہیں اپنے پیچھے اپنا نائب بنا کر چھوڑا ہے پس تم واپس جاؤ اور میرے گھر والوں میں میری نیابت کا فریضہ ادا کرو کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کو حضرت ہارون مگر میرے بعد نبی نہیں (ابن اسحٰق، معجم، دمشقی)

چوتھی روایت

(۴) سفیان سے روایت ہے کہ اُسے مہدی نے کہا مجھے اُیسی حدیث بیان کر جس میں تیرے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہت اچھی فضیلت ہو۔

کہا کہ مجھ سے سلمہ بن کہیل سے اُس نے حجبہ بن عصری سے اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔

انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی

"نسخہ بغدایہ حافظ سلفی"

یعنی تو مجھے بمنزلہ موسیٰ سے ہارون کیلئے مگر میرے بعد نبی نہیں۔

پانچویں روایت

(۵) حضرت اَسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے:

اللّٰھم انی اقول کما قال اخی موسیٰ اللھم اجعل لی

وزیرا من اهلی اخی علیا اشدد به ازری و اشرکه فی امری کی نسبحك کثیرا و نذکرك کثیرا انك کنت بنا بصرا

(احمد فی المناقب)

ترجمہ! الٰہی! میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام نے کیا الٰہی میرے گھر والوں سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا دے تا کہ میں اُس کے ساتھ قُوّت پاؤں اور وہ میرے امرِ تبلیغ میں میرا شریک ہو تا کہ تیری تسبیح واذکار کثرت سے ہو اور بیشک تو ہم دونوں کا ساتھ دیکھ رہا ہے۔

اس اُمرِ خلافت سے مُراد غیر نبوّت ہے جیسا کہ پہلے ذِکر ہوا، اور بعض رافضی اس حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ ہیں جبکہ اس مین دلالت نہیں اور پہلے خلافتِ ابی بکر کی فصل میں اس لفظ کی شرح اور معنیٰ بیان ہو چکا ہے۔

چھٹی روایت

(٦) حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ایک شخص کو سب علی کرتے ہوتے سُنا تو فرمایا میرا گمان ہے کہ یہ شخص مُنافقین میں سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا!

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔

یعنی تم مجھے ایسے ہو جیسے موسیٰ کو ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں (ابن سمان)

ساتویں روایت

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے حضرت علی کو فرمایا۔

ثلاث خصال لو دوت ان لی واحدۃ منھن

تیرے تین خصائص ہیں جن میں سے ایک میرے لئے ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابو عبیدہ وابو بکر اور صحابہ کی ایک جماعت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے حضرت علی کو کندھے پر تھپکی دے کر فرمایا۔

یا علی انت اول المومنین ایمانا واول المسلمین اسلام وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

یعنی اَے علی! تم ایمان میں پہلے مومن اور اسلام میں پہلے مُسلمان ہو اور تُم مجھے موسیٰ سے ہارون کی طرح ہو۔ (ابن سمان)

علی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اَیسے ہیں جیسے خُدا کو حضُور (خصُوصیّت)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رِحلت کے چھ دن بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کی قبرِ انور کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اَے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ آپ آگے بڑھیں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اَیسے شخص پر کیسے سبقت کر سکتا ہوں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا ہے۔

علی منی بمنزلتی من ربی

یعنی علی مجھے ایسے ہیں جیسے میں اپنے رب کو ہوں

(الموافق ابن سمان)

قرابتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے عظیم شخصیّت

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کو شوق ہو کہ اُس شخص کو دیکھے جو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قریبی اور آپ کے نزدیک سب سے عظیم الشّان شخصیّت کا مالک ہے تو ان کی طرف دیکھے اور آپ کا اشارہ حضرت علی ابن ابی طالب کی طرف تھا۔

(ابن سمان)

(۲) حضرت اَسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جبریل نازل ہوئے اور عرض کی ''یا محمد'' اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ سے کہا ہے علی آپ کو بمنزلہ مُوسیٰ سے ہارُون کے ہیں مگر آپ کے بعد نبی نہیں۔

(امام علی بن موسیٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا اَجر اور مالِ غنیمت علی کیلئے

میرے مُحبّ مربّی

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا۔

اما ترضیٰ ان یکون لک من الاجر مثل مالی ولک من المغنم مثل مالی

یعنی کیا تم خوش نہیں کہ تمہیں میرے جیسا اَجر اور میری مثل غنیمت حاصل ہو۔

حضرت علی حضور ﷺ کی جان کی طرح ہیں (خصوصیّت)

مطلب بن عبداللہ ابی حیطب سے روایت ہے کہا کہ جب بنو ثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ان لوگوں کو فرمایا

لتسلمن او لا بعثن علیکم رجلا مئی او قال مثل نفسی فلیفر بن اعنا قکم و لیستبین ذرا ریکم ولیا خذن اموالکم

یعنی اسلام قبول کرو گے یا میں تمہارے پاس اس شخص کو بھیجوں جو مجھ سے ہے یا فرمایا جو میری جان یا ذات کی طرح ہے اور وہ تمہیں قتل کرے اور تمہارے اَموال لے لے اور تمہاری اولاد کو قیدی بنالے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خُدا کی قسم! مجھے اُس روز کے سوا کبھی امارت کی خواہش نہیں ہوئی اور میں نے اس اُمید پر اپنے سینے کو اُبھارا کہ آپ فرمائیں گے کہ وہ یہ ہے۔ مگر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف توجّہ فرمائی اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ وہ یہ ہے جو مجھے جان کی طرح ہے ابو عمر، ابن سمان، جامع عبدالرزاق

دُوسری روایت

(۲) زید بن نفیع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

لینتجھین بنو ربیعة او لا بعثن الیھم رجلا کنفسی یمضی فیھم امری یقتل المقاتله ولیبی الزریة

یعنی بنو ربیعہ باز آجائیں ورنہ میں اُن کی طرف اس شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہے اور وہ اُن میں میرا اَمر نافذ کرے گا اور اُن سے جنگ کر کے قتل کرے گا اور اُن کی اولاد کو قیدی بنائے گا۔

حضرت ابُوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ڈر گیا کیونکہ میرے عقب سے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سرد ہتھیلی میرے سینے پر رکھی اور کہا اس سے کون مُراد ہوگا؟ میں نے کہا اس سے تم مُراد نہیں ہو بلکہ اس شخص سے مُراد خاصف النعل یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ ''مناقب احمد''

میری نظیر علی ہے (فرمان رسول ﷺ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ما من نبی الا و له نظیر فی اُمته و علی نظیری ''خلعی''

ہر نبی کی نظیر اور اُس کی اُمّت میں کوئی شخص ہوتا ہے اور میری نظیر علی ہیں۔

نبی ﷺ اور علی کا نُور تخلیقِ آدم سے پہلے (خصوصیت)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا!

کنت انا و علی نورا بین ید الله قبل ان یخلق آدم باربعة عشر الف عام فلما خلق الله آدم قسم ذالك النور جزائن فجزء انا و جزء علی۔

یعنی میں اور علی حضرت آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نُور تھے۔ پھر جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس نُور کے دو جُز کر دیئے۔ ایک جُز مَیں ہُوں اور دُوسرا جز علی ہیں۔

حضرت علی کی ہتھیلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتھیلی جیسی ہے (خصوصیّت)

حبشی بن جنادہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کسی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمّہ کوئی قرض ہے ؟

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے رسول اللہ کے خلیفہ ! میری تین لَپ کھجوریں آپ کے ذِمہ ہیں۔

کہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیغام بھیج کر بلوایا اور کہا اے ابا الحسن ! اِس شخص کا گمان ہے کہ اس کی تین لَپ کھجوریں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذمّہ ہیں۔ آپ اِسے یہ کھجوریں دے دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُسے تین لَپ کھجوریں دے دیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! ان کھجوروں کی گنتی کی جائے پھر جب ان کھجوروں کو شمار کیا گیا تو ہر لپ کی کھجوروں کی تعداد ساٹھ تھی اور ایک دوسری سے ایک بھی کھجور زائد نہ تھی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اللہ اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا ! میری اور علی کی ہتھیلی گنتی میں برابر ہیں۔ ''موافقت ابن سمان''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی پر فرشتوں کا دُرود (خصوصیت)

حضرت ابی ایوب سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

لقصد صلت الملائکۃ علی وعلی لا فا کنا نصلی لیس معنا احد یصلی غیرنا۔

یعنی فرشتے مجھ پر اور علی پر دُرود پڑھتے تھے کیونکہ ہم دونوں نماز پڑھتے

تھے اور اُس وقت ہم دونوں کے علاوہ ہمارے ساتھ کوئی نماز نہیں
پڑھتا تھا۔ ''ابوالحسن خلعی''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی کی اَرواح کو خُدا نے قبض کیا

(خصوصیّت)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

لما أسری بی مررت بملك جالس علی سریر من نور وإحدی رجلیه فی المشرق والأخری فی المغرب، وبین یدیه لوح ینظر فیه، والدنیا کلها بین عینیه، والخلق بین رکبتیه، ویده تبلغ المشرق والمغرب، فقلت یا جبریل من هذا؟ قال: هذا عزرائیل تقدم فسلم، فتقدمت وسلمت علیه، فقال: وعلیك السلام یا أحمد ما فعل ابن عمك علی؟ فقلت: وهل تعرف ابن عمی علیاً، قال: و کیف لا أعرفه وقد وکلنی الله بقبض أرواح الخلائق ما خلا روحك وروح ابن عمك علی بن أبی طالب فإن الله یتوفا کما بمشیئته.

خرجه الملاء فی سیرته

یعنی جب مَیں معراج کی شب گُذرا تو ایک فرشتہ دیکھا جو نُور کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُس کا ایک پَر مشرق میں اور دُوسرا مغرب میں تھا۔ اُس کے سامنے لوح تھی جس میں وہ دیکھ رہا تھا۔ تمام دُنیا اُس کی آنکھوں کے سامنے تھی اور مخلوق اُس کے کندھوں کے درمیان تھی اور اُس کا ہاتھ مشرق ومغرب میں پہنچتا تھا۔

مَیں نے کہا ! اَے جبریل یہ کون ہے ؟

جبریل نے کہا ! یہ عزرائیل ہے آپ آگے بڑھ کر اسے سلام کہیں۔

مَیں نے آگے بڑھ کر اُسے سلام کہا ! تو اُس نے کہا! یا احمد وعلیکَ السّلام آپ کے چچازاد حضرت علی کیسے ہیں ؟

مَیں نے کہا ! کیا میرے چچازاد علی کو جانتے ہو ؟

عزرائیل نے کہا ! اُنہیں کیسے نہیں جانوں گا اللہ تعالیٰ نے مجُھے مخلوق کی اَرواح قبض کرنے پر مامُور فرمایا تو سوائے آپ کی اور آپ کے چچازاد علی ابن ابی طالب کی رُوحوں کے تمام مخلوق کی رُوحیں قبض کروں گا اور آپ دونوں کی رُوحیں اللہ تعالیٰ اپنی مشیّت کے مُطابق خُود قبض فرمائے گا۔ ''سیرت الملاء''

سولھویں حدیث اِیذاءِ علی اِیذاءِ رسول ہے

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اذیت دینا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اذیت دینا ہے۔

☆ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بُغض رکھا اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بُغض رکھا۔

☆ جس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گالی دی اُس نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دی۔

☆ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت کرتا ہے اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کی۔

☆ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دوستی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوستی رکھتا ہے۔

☆ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے دشمنی رکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم سے دُشمنی رکھتا ہے۔

☆ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اطاعت کرتا وہ رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی نافرمانی کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔

اَصحابِ حُدیبیہ میں سے ایک شخص حضرت عُمر بن شاس اسلمی سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ یمن کی طرف گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دَورانِ سفر مجھ پر زیادتی کی جسے میں نے دل میں محسوس کیا۔ جب ہم واپس آئے تو مَیں نے مسجد میں اپنی شکایت کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچ گئی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں غُصّے کے آثار تھے۔ یہاں تک کہ آپ نے بیٹھتے ہی فرمایا عُمر ! خُدا کی قسم تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔

مَیں نے عرض کی یارسول اللہ مَیں اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔

آپ نے فرمایا ہاں ! جو علی کو تکلیف پہنچاتا ہے گویا وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔

"احمد وابوحاتم"

علی کی اذّیت میری اذیّت

عُمر بن شاس اسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی ومن آذی علیا فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ ۔" ابو عمر"

یعنی جو علی سے محبت کرتا ہے وہ مُجھ سے محبّت کرتا ہے اور جو علی سے بُغض

رکھتا ہے وہ مُجھ سے بُغض رکھتا ہے اور جو علی کو تکلیف پہنچاتا ہے وہ مجھے اذیت دیتا ہے اور جو مجھے اذیت دیتا ہے وہ خدا کو اذیت دیتا ہے۔

علی کی محبّت میری محبّت

اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہا کہ میں گواہی دیتی ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے:

من احب علیا فقد احبنی فقد احب اللہ و من ابغض علیا فقد ابغضنی فقد ابغض اللہ عزوجل

یعنی جس نے علی سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے مجُھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبّت کی اور جس نے علی سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے مجھ سے بُغض رکھا اُس نے اللہ عزّوجل سے بُغض رکھا۔

علی کی دوستی میری دوستی

اس روایت کی تخریج مخلص نے کی اور حاکمی نے اس کے آغاز میں مزید یہ الفاظ نقل کئے۔

من تو لاہ فقد تو لانی و من تو لانی فقد تو لی اللہ و من احبہ "الحدیث"

یعنی جس نے علی سے دوستی کی اُس نے مجُھ سے دوستی کی اور جس نے مجُھ سے دوستی کی اُس نے اللہ سے دوستی کی اور جو اُس سے محبّت رکھتا ہے۔ (الخ)

علی کا دُشمن میرا دُشمن (فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم نے مجھے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیجا اور اُنہیں کہا۔

أنت سيد فى الدنيا سيد فى الآخرة من أحبك فقد أحبني وحبيبك حبيب الله وعدوك عدوى وعدوى عدو الله، الويل لمن أبغضك

(احمد فی المناقب)

یعنی اَے علی! تُم دنیا میں سردار ہو اور آخرت میں سردار ہو تمہارا مُحبّ میرا مُحبّ اور تُمہارا حبیب میرا حبیب ہے تُمہارا دشمن میرا دُشمن اور میرا دشمن خُدا کا دشمن ہے وَیل ہے اُس کے لئے جو تم سے بُغض رکھتا ہے۔

اللہ کو گالی دینا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ وہ بصارت چلی جانے کے بعد قُریش کی ایک مجلس سے گُذرے تو وہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قائد سے پُوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے تھے میں سُن نہیں سکا۔

اُس نے کہا یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گالیاں دے رہے تھے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مجھے واپس لے چلو وہ اُنہیں مجلس قریش کے پاس واپس لایا تو اُنہوں نے قریش سے کہا تم میں سے کون اللہ کو گالی دے رہا تھا؟

لوگوں نے کہا سُبحان اللہ! جو اللہ کو گالی دیتا ہے وہ مُشرک ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا تھا؟

لوگوں نے کہا سُبحان اللہ! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دیتا ہے وہ کافر ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تُم میں سے کون حضرت علی کو گالی دے رہا ہے؟
لوگوں نے کہا ہاں! یہ بات تو ہے یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گالی دے رہا تھا۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں اللہ کے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

من سبّ علیا فقد سبنی فقد سب اللہ عز وجل ا کبہ اللہ علی منخرہ

یعنی جس نے علی کو گالی دی اُس نے مُجھے گالی دی اور جس نے مُجھے گالی دی اُس نے اللہ کو گالی دی اللہ اس کو ناک کے بل گراتا ہے۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں وہاں سے واپس آ گئے اور پھر اپنے قائد سے کہا میں سُن نہیں سکا وہ لوگ کیا کہتے تھے؟
قائد نے کہا کہ پھر اُنہوں نے کوئی بات نہیں کی تھی۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جب وہ جو کہنا تھا کہہ رہے تھے اُس وقت تو نے اُن کے چہروں کو کیسے پایا؟

نظروا إليك بأعين محمرة
نظر التيوس إلى شفار الجازر

کہا تجھ پر میرا باپ قربان مزید بیان کر

جزر الحواجب ناكسو أذقانهم
نظر الذليل إلى العزيز القاهر

کہا تجھ پر میرا باپ قُربان مزید بتا
اُس نے کہا میرے پاس فقط دو ہی شعر ہیں۔
حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! لیکن میرے پاس ہے۔

أحياؤهم حزنى على أمواتهم
والميتون مسبة للغابر

(ابو عبداللہ اعلاء})

حضرت علی کو گالی دینا حضور ﷺ کو گالی دینا ہے چھٹی روایت

ابی عبداللہ حدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُنہوں نے مجھے فرمایا کیا تو علی کو گالی دیتا ہے۔

میں نے کہا! مَعاذ اللہ

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سُنا آپ نے فرمایا۔

من سبّ عليا فقد سبني

یعنی جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھ کو گالی دی۔ ''مسند احمد''

اطاعتِ علی اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ ساتویں روایت

حضرت ابُوذر غفاری رضی اللہ عنہ سیر وایت ہے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا۔

من اطاعت فقد اطاعنى اطاع الله و من عصاك عصانى

اُے علی جس نے تیری فرمانبرداری کی اور جس نے میری فرمانبرداری کی اُس نے خُدا کی فرمانبرداری کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(معجم ابوبکر اسماعیلی)

الخجندی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت بیان کی ہے۔

من أطاعنى فقد أطاع الله و من أطاعك فقد أطاعنى

ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن عصاك فقد عصانی

یعنی جس نے میری اطاعت کی اُس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے تیری اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اورکر جس نے میری نافرمانی کی اُس نے خُدا کی نافرمانی کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

حضرت ابوُذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا۔

یا علی من فارقنی فقد فارق اللہ ومن فارقك فقد فارقنی

یعنی اَے علی! جو مجُھ سے الگ ہوتا ہے وہ خُدا سے الگ ہو جاتا ہے اور جو تجھ سے الگ ہوتا ہے وہ مجھ سے الگ ہو جاتا ہے۔

(مناقب احمد نقاش)

تنقیصِ علی تکلیفِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے آٹھویں روایت

حضرت عرُوہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت عمُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں بُری بات کہی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے کہا کیا تو اس قبر والے کو جانتا ہے؟

یہ محمد بن عبد اللہ بن عبدالمُطّلب ہیں اور علی بن ابی طالب بن عبد المُطّلب ہیں علی کا تذکرہ سوائے خیر کے کبھی نہ کرنا۔

تُو نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تنقیص کر کے اس صاحبِ مزار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف پہنچائی ہے؟ (مناقب احمد، الموافقت ابن سمان)

علی کا دُشمن خُدا کا دُشمن نوَیں روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا۔

حبیبك حبیبی وحبیبی حبیب اللہ وعدوك عدوی وعدوی عدو اللہ والویل لمن أبغضك بعدی

یعنی تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خُدا کا دشمن ہے اور میرے وصال کے بعد جو تُم سے بُغض رکھے گا اُس کے لئے ویل اور بربادی ہے۔ (حاکمی)

حضرت علی سے مواخاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (خصوصیّت)

(۱) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اشکبار آنکھوں سے تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ آپ نے صحابہ میں رشتۂ مواخات قائم فرمایا اور میرا بھائی چارہ کسی نے نہیں کروایا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

انت اخی فی الدنیا والآخرۃ

یعنی تُم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

یہ حدیث ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے جبکہ بغوی نے اسے المصابیح میں حسن حدیثوں میں نقل کیا ہے۔

دُوسری روایت

(۲) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باقی رہ گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بہادر و شجاع اِنسان تھے اور جب کسی چیز کا ارادہ فرماتے تو اپنا

کام کرگذرتے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا۔

اما ترضیٰ ان اکون اخاك

یعنی کیا تو خوش نہ ہوگا اگر تیرا بھائی بنوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ مجھے خوشی ہوگی۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

فانت اخی فی الدنیا والآخرۃ

یعنی تو دُنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ (الخلعی)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی ہوں

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی ہوں اور میرے بعد یہ بات صرف وہی کہے گا جو کذاب ہوگا۔

(ابوعمر)

یہ روایت خلعی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔

وأنا الصديق الأكبر ولقد صليت قبل الناس بسبع سنين

یعنی میں صدّیق اکبر ہوں اور میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی

چوتھی روایت

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری تلاش میں نکلے تو آپ نے مُجھ کو ایک چاردیواری میں سویا ہوا پایا پھر آپ نے پاؤں مبارک کوٹھوکر لگا کر مجھے فرمایا۔

قم فو الله لأرضينك، أنت أخي وأبو ولدي تقاتل على

سنتی من مات علی عھدی فھو فی کنز الجنة ومن مات علی عھدك فقد قضی نحبه ومن مات محبك بعد موتك ختم الله له بالأمن والإیمان ما طلعت شمس أو غربت۔ (مناقب احمد)

یعنی اُٹھو تم اس پر خُوش نہیں کہ تم میرے بھائی اور میرے بیٹوں کے باپ ہو اور تُم میری سُنّت پر لڑائی کرنے والے ہو جو میرے عہد پر فَوت ہو گا وہ جنّت کے خزانے میں ہے اور جو تیرے عہد پر ہے اُس کی موت محبّت پر ہو گی اور جو تیرے فَوت ہونے کے بعد تیری محبّت پر فَوت ہو گا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے اِمن اور ایمان کی مہر کر دے گا سُورج طلوع ہو یا غروب۔

میرا بھائی اور میرا ساتھی

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی عبدالمُطّلب کو بلا کر اکٹھے کیا جو کافی کھانا اور تین تین صاع شربت پی جاتے تھے کہا کہ اُن کے لئے ایک مُد کھانا تیار کیا گیا اور اُنہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے اور کھانا اُسی طرح باقی تھا جیسے اُس کو کسی نے چُھوا تک نہ ہو یا پیا تک نہ ہو۔

پھر آپ نے بنو عبدالمُطّلب کو فرمایا میں تمُہاری طرف بالخصوص اور لوگوں کی طرف بالعموم مبعوث کیا گیا ہوں اور تم اس نشانی کو دیکھو جو تم نے تکثیرِ طعام کی صُورت میں دیکھی ہے تو تم میں کون ہے جو میری بیعت کر کے میرا بھائی اور میرا ساتھی بنے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ اُن میں سے کوئی بھی نہ ہوا اُٹھا تو میں کھڑا ہو گیا اور میں لوگوں میں چھوٹی عُمر کا تھا آپ نے مجُھے فرمایا تم بیٹھ جاؤ پھر آپ نے تین مرتبہ لوگوں کو یہی بات کہی مگر جب کوئی نہ اُٹھتا تو میں کھڑا ہو جاتا اور آپ فرماتے تم بیٹھ جاؤ یہاں تک

کہ آپ نے تیسری مرتبہ میرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ (احمد فی المناقب)

میرا خلیفہ ہوگا

(٦) دُوسرے طریق پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب و انذر عشیر تك الاقربین آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خاندان کے مَردوں کو بُلایا جن میں سے اگر کوئی شخص کھائے تو ایک جزعہ اور پیئے تو ایک فرق یعنی تقریباً سات سیر پانی پی جائے، ایک شخص نے آپ کی طرف سبقت کی تو اُنہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ سیر ہوگئے تو آپ نے اُنہیں فرمایا۔

من یضمن عنی دینی ومواعیدی ویکون معی فی الجنة ویکون خلیفتی فی أهلی؟

میرے دین ومواعید پر جو شخص میرے ساتھ شامل ہوگا وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے خاندان میں میرا خلیفہ ہوگا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں جب آپ نے اپنے اہلِ بیت پر یہ اَمر پیش کیا تو میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کے دین مواعید پر آپ کے ساتھ ہوں۔ (احمد فی المناقب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پُوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا میں نے خُود کو پُوری قوّت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شامل کر رکھا تھا اور میں سب سے پہلے آپ کے ساتھ شامل ہوا۔ (ابن ضحاک)

میں تیرا اور تُو میرا بھائی ہے

(٧) عمُر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو

حضرت علی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی باقی نہ رہا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ نے لوگوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور مجھے چھوڑ دیا؟

آپ نے فرمایا!

ولم ترانی ترکتك؟ إنما ترکتك لنفسی، أنت أخی وأنا أخوك فإنی أذا کرك قل أنا عبد الله وأخو رسوله لا یدعیها بعدی إلا کذاب

یعنی اور میں تجھے چھوڑا ہوا نہیں دیکھتا مگر میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے چھوڑا ہے تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔

کہو میں اللہ کا بندہ اور اُس کے رسول کا بھائی ہوں اور میرے بعد سوائے کذاب کے یہ دعویٰ کوئی نہیں کرے گا۔ (احمد فی المناقب)

جنّت کے دَروازے پر اسمِ علیؑ

(۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

علی باب الجنة مکتوب لا إله إلا الله محمد رسول الله علی أخو رسول الله

یعنی جنّت کے دروازے پر لکھا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

جنّت کے دَروازہ پر

(۹) ایک اور روایت میں ہے کہ جنّت کے دَروازے پر لکھا ہوا ہے۔

محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول اور علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے

(۱۰) ایک اور روایت میں ہے کہ جنّت کے دروازے پر لکھا ہے۔

محمد رسول الله علی أخو رسول الله قبل أن تخلق السموات بألفی سنة

یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور علی آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

ان دونوں روایتوں کی تخریج ابو احمد نے مناقب میں کی اور پہلی روایت سانی نے اپنی مُعجم میں نقل کی ہے اور صحابہ کے درمیان مواخات کی روایات عشرہ مُبشّرہ کے مناقب میں پہلے بیان وہ چکی ہے۔

ذُرّیتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پُشتِ علی میں (خصوصیّت)

اس امر کا ذکر پیش ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمانِ عالیشان میں ہو چکا ہے کہ

أنت أخی وأبو ولدی

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ اور میرے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن پر سلام کیا اور کھڑے ہو کر اُن پر معانقہ کیا اور اُن کی پیشانی پر بوسہ دے کر اُنہیں اپنی دائیں طرف بٹھایا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان سے محبّت کرتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

یا عم واللہ للہ اشد حبا لہ منی ان جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ وجعل ذریتی فی صلب ھذا امر۔

"ابو الخیر حاکمی"

اَے چچا جان خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ اس کے لئے شدید محبّت ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اُس کی اپنی پشت میں مقرّر فرمایا ہے جبکہ میری اَولاد کو اس کی پُشت میں رکھا ہے۔

جس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَولا ہیں اُسکے علی مَولا ہیں (خصوصیّت)

ہمارے مولا آپ پر سلام ہو

رباح بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگ ایک کُھلی جگہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اَے مولا ہمارے آپ پر سلام ہو۔ آپ نے کہا کہ تُمہارے مولا کیسے تُم تو عرب ہو؟

اُنہوں نے کہا ہم نے غدیرِ خم کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

یعنی جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔

رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب وہ چلے گئے تو میں ان کے پیچھے پیچھے چلا اور پُوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

اُنہوں نے کہا یہ اَنصار کے لوگ ہیں اور ان میں حضرت اَبُو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (احمد فی المناقب)

السّلام علیکؑ یا مولائی

(۲) رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بیٹھا ہُوا تھا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس پر سفر کا اثر تھا اس نے کہا۔

السلام علیك یا مولائی

یعنی اَے میرے مولا آپ پر سلام ہو۔

پُوچھا یہ کون ہے؟

کہا یہ ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! انہیں غُسل کراؤ لوگوں نے اُنہیں غسل وغیرہ کرایا تو حضرت ابوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

یعنی جس کا میں مَولا ہوں اُس کے علی مُولا ہیں۔

(معجم بغوی)

علی کا دُشمن نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دُشمن ہے

علی کو عُمر کی مُبارکباد

(۳) براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھے پھر ہم غدیرِ خم کے مقام پر اُترے تو ہمیں صلواۃ جامِع کی آواز دی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے درخت کے نیچے جگہ صاف کی گئی آپ نے ظہر کی نماز

ادا فرمائی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

ألستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم

یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں سے اُن سے زیادہ قریب ہوں۔

لوگوں نے کہا ! ہاں کیوں نہیں۔

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا !

اللّٰهم من كنت مولاه فعلي مولاه، اللهم وال من والاه وعاد من عاداه

الٰہی ! جس کا مَیں مَولا ہوں اُس کے علی مَولا ہیں۔ الٰہی اس کے دوست سے دوستی رکھ اور اس کے دُشمن سے دشمنی رکھ۔

کہا کہ اِس کے بعد حضرت عُمر حضرت علی کے پاس آئے اور کہا !

هنيئاً لك يا بن أبي طالب أصبحت وأمسيت مولى كل مؤمن ومؤمنة۔

یعنی ابنِ ابی طالب آپ کو مُبارک ہو۔ آپ صبح اور شام ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہیں۔

علی کے دُشمن سے دُشمنی

(۴) حضرت زید بن ارقم سے بھی ایسی ہی روایت آئی ہے اس روایت کی تخریج امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں کی اور پہلی روایت میں ابنِ سمان نے نقل لی اور اسی مفہوم و معنی کی روایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مناقب میں نقل کی جس میں مزید یہ الفاظ ہیں۔

وعاد من عاداه وانصر من نصره وأحب من أحبه

اور اس کے دُشمن سے دُشمنی رکھ اور اس کے مددگار کی مدد فرما اور اُس کے محب سے محبت فرما۔

یا فرمایا ! ابغض من ابغضہ۔ یعنی اس سے بُغض رکھنے والے کے ساتھ بُغض رکھ

اور ابن سمان نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس روایت سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اور تلخیصِ اعتداک میں علاّمہ ذہبی نے جناب حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو

روایت نقل کی ہے اُس میں من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

وانصر من نصرہ واعن من اعانہ۔

یعنی اس کے مددگار کی مدد فرما اور اس کے معاون کی اِعانت فرما اور جو اِس کے بعد

الفاظ ہیں اُن کا ذکر نہیں کیا۔

اِعلانِ غدیر

(۵) اَبی طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم نے فرمایا۔ میں تُم سے اللہ کی قسم دے کر پُوچھتا ہوں جس نے یَومِ غدیر خم میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میرے بارے میں سُنا ہے وہ کھڑا ہو جائے۔

لوگ یہ سُن کر کھڑے ہو گئے اور اُنہوں نے گواہی دی کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

ألستم تعلمون أنی أولی بالمؤمنین من أنفسهم

کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک ہوں۔

قالو ! بلیٰ یارسول اللہ

لوگوں نے کہا ! ہاں یارسول اللہ کیوں نہیں۔

قال: من کنت مولاہ فإن هذا مولاہ، اللهم وال من

والاہ وعاد من عاداہ

آپ نے فرمایا ! جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ اِلٰہی اس کے دوست سے

دوستی رکھ اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھ۔

مَیں وہاں سے نکلا تو میرے دل میں کچھ اُلجھن تھی۔ چنانچہ حضرت زَید بن اَرقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور اس امر کا تذکرہ اُن سے کیا۔

حضرت زَید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے یہ بات کہی تھی۔

ابونعیم نے کہا! میں نے فطر کے لئے کہا یعنی جو اُس حدیث سے روایت کرتے ہیں کہ اس بات اور اُن کی مَوت کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟

کہا کہ سَودن۔

اس روایت کی تخریج ابُوحاتم نے کی اور کہا موت سے مُراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی رحلت ہے اور ترمذی نے زَید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ یہ روایت امام احمد نے سعید بن موہب سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں قسم دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب میں سے پانچ یا چھ افراد نے کھڑے ہو کر گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

ولایت علی کے سولہ گواہ

(٦) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں سے قسم دے کر پوچھا کہ کیا تُم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے؟

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰھم وال من والاہ وعادا
من عاداہ۔

یعنی جس کا میں مَولا ہوں اُس کے علی مَولا ہیں۔ الٰہی اس کے دوست دوستی اور اس کے دُشمن سے دشمنی رکھ۔ تو سولہ افراد نے کھڑے ہو کر اس امر کی گواہی دی۔

بدری صحابہ کی گواہی

(۷) زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا آپ نے لوگوں کو فرمایا !

مُسلمان اشخاص کو اللہ کی قسم ہے وہ گواہی دیں کہ اُنہوں نے غدیرِ خم کے دن میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا تھا تو بارہ بدری صحابہ نے اس کی گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا !

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

مومنوں کی جانوں سے قریب

(۸) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں یمن کی جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہمراہ تھا تو مَیں نے محسوس کیا کہ مجھ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کچھ زیادتی کی ہے۔ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حضرت علی کی تنقیص کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ اقدس مُتغیّر ہو گیا اور آپ نے فرمایا !

یا بریدۃ الست اولیٰ بالمومنین من انفسھم ؟

قلت بلیٰ یا رسول اللہ ؟

قال ! من کنت مولاہ فعلی مولاہ

یعنی اے بریدہ! کیا میں مومنوں کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک نہیں ہوں ؟

مَیں نے کہا ! ہاں یارسول اللہ کیوں نہیں۔

آپ نے فرمایا ! جس کا مَیں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔

''اخرجہ احمد''

علی میرے مولا ہیں اِعلانِ عُمر

(۹) حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُس کے مَولا ہیں جس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَولا ہیں۔

سالم سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کا حُسنِ سلوک جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہے کسی اور کے ساتھ نہیں ہے؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اِس لئے علی میرے مَولا ہیں۔

ہر مومن کے مَولا

(۱۰) حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو بدو جھگڑا لے کر اُن کے پاس آئے تو اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ اُے اَبا حسن ! ان کے درمیان فیصلہ فرما دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فیصلہ فرما دیا تو اُن میں سے ایک نے کہا کیا ہمارے درمیان یہ فیصلہ کرے گا ؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جھپٹ کر اُس بدّو کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا ! تیری بربادی ہو تو نہیں جانتا یہ کون ہیں؟ یہ میرے مَولا ہیں اور ہر مومن کے مَولا اور جس کے یہ مَولا نہیں وہ مومن نہیں۔

دُشمنِ علی سے حضرت عُمر کی غضبنا کی

(۱۱) حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ایک شخص کسی مسئلہ کا نزاع لے کراُن کے پاس آیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف اِشارہ کر کے کہا ! میرا اِس بڑے پیٹ والے بیٹھے ہوئے شخص سے نزاع ہے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس سے تیزی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور اُس شخص کا گریبان پکڑ کر زمین پر گرا دیا۔ پھر کہا تُجھے معلوم ہے کس شخص کی تُو نے توَہین کی ہے۔ یہ میرے اور ہر مومن کے مَولا ہیں۔

ان روایتوں کی تخریج ابن سمان نے کی۔

شرح

غدیرِخُم مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان حجفہ میں واقع ہے اور حدیث کا مفہوم اُس شخص کے بارے میں جو حضرت علی علیہ السلام کی اِمامت کی طرف لے جاتا ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حدیث کو مناسب معنیٰ پر محمول کرنا ہوگا اس لئے کہ امامت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خِلافت کے باب میں مذکور ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت علی ہر مومن کے ولی ہیں اور حضُور سے ہیں

علی مُجھ سے ہیں مَیں علی سے ہُوں (خصوصیّت)

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ احادیث میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہیں جیسے علی منی وانا منہ۔

حضرات عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے زیر کمان ایک لشکر بھیجا۔ کہا کہ مالِ غنیمت سے اُنہوں نے ایک کنیز لے لی تو لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور اَصحاب رسول سے چار اشخاص نے معاہدہ کیا کہ جب ہماری مُلاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوگی تو ہم آپ کو بتائیں گے کہ اُنہوں نے ایک کنیز لے لی تھی۔

عمران کہتے ہیں کہ جب مُسلمان سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتے اور پھر اپنی سواریوں کی طرف واپس چلے جاتے، تو جب اس سریہ سے واپس آئے اور سلام کے لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان چار میں سے ایک نے کہا ! یارسول اللہ کیا آپ نے نہیں دیکھا علی نے اَیسے اور اَیسے کیا ہے ؟

آپ نے اُس شخص سے رُخ پھیر لیا تو دُوسرے نے کھڑے ہو کر پہلے کی بات دُہرا دی۔ آپ نے اُس سے بھی رُخ پھیر لیا تو تیسرے نے وہی کہانی سُنا دی۔ آپ نے اُس سے بھی اِعراض فرمالیا تو چوتھے نے اُٹھ کر وہی بات سُنائی جو پہلے تین نے کی تھی۔ رسول اللہ اُس کی طرف متوجہ ہوئے تو آپ کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں تھے۔ پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا !

ما تریدون من علی، علی منی وانا منه وھو ولی کل مومن بعدی

یعنی تم علی سے کیا چاہتے ہو۔ علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہُوں اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔

دُوسری روایت

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کی قیادت

میں ایک لشکر بھیجا جس میں مَیں بھی تھا اور ہمیں غنیمت میں ایک کنیز ملی اُس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں خط لکھا کہ ہم سے خمس لینے کے لئے کسی کو بھیجیں۔

کہا کہ آپ نے خمس لینے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھیجا اور قیدیوں میں یہی کنیز افضل تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خمس لیا اور مالِ غنیمت تقسیم کر دیا کہا کہ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باہر آئے تو اُن کے سَر سے پانی کے قطرات گر رہے تھے۔

ہم نے کہا یا ابا حسن یہ کیا ہے؟

آپ نے کہا! کیا تُم نے قیدیوں میں کنیز کو نہیں دیکھا؟ میں نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو اسے خمس میں رکھ لیا پھر خمس کا مال اہلِ بیت رسول میں تقسیم کیا تو کنیز کو آلِ علی کے حِصّہ میں رکھ لیا لہٰذا یہ میرے حِصّہ میں آ گئی اُس شخص نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لکھا تو میں نے اُسے کہا اس کی تصدیق کے لئے مجھے بھیج دے۔

میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خط پڑھا اور زبان سے اُس کی تصدیق کی تو میرا ہاتھ اور خط رُک گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تو علی سے بُغض رکھتا ہے؟

تو علی سے بُغض رکھتا ہے؟

میں نے کہا! ہاں

آپ نے فرمایا!

فلا تبغضه وإن كنت تحبه فازدد له حبا فو الذي نفسي بيده لنصيب آل علي من الخمس أفضل من وصيفة

یعنی اُس سے بُغض نہ رکھ، اور اگر تو اُس سے محبّت رکھتا تو اُس سے مزید محبّت کرتا اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے خمس سے آلِ علی کا کنیز سے زیادہ حصّہ تھا۔

کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

تیسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں خط پیش کیا پھر دیکھا کہ خط پڑھنے کے بعد چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں تو میں نے کہا یارسول اللہ یہ خُدا سے پناہ مانگنے کا مقام ہے آپ نے جس شخص کو ہمارے ساتھ بھیجا تھا اور اُس کی اطاعت کرنے کا حکم دیا تھا تو میں نے وہی کیا ہے جس کا مُجھے حکم دیا گیا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

لا تقع فی علی فا نه منی و انا منه وهو ولیکم بعدی

(مسند احمد)

یعنی علی پر اعتراض نہ کیا کرو کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا ولی ہے۔

حضرت علی کا حِصّہ کنیز سے زیادہ تھا چوتھی روایت

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے کے لئے بھیجا تو مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بُغض ہو گیا اور وہ یُوں کہ اُنہوں نے خمس سے ایک کنیز لے لی اور صبح کو غسل کیا۔

میں نے خالد کو کہا تُو نے اس شخص کو دیکھا؟ پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا!

اَے بریدہ کیا تو علی سے بُغض رکھتا ہے؟

میں نے کہا ہاں!

آپ نے فرمایا! اُس سے بُغض نہ رکھ کیونکہ خمس میں اُس کا حصّہ اس کنیز سے زیادہ تھا۔
حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

من کنت ولیه فعلی ولیه

یعنی جس کا میں ولی ہوں اُس کا علی ولی ہے۔ ''ابو حاتم''

پُلصراط سے کون گُذرے گا پانچویں روایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

إذا جمع الله الأولین والآخرین یوم القیامة ونصب الصراط علی جسر جهنم ما جازها أحد حتی كانت معه براءة بولایة علی بن أبی طالب

یعنی جب اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اولین وآخرین کو جمع کرے گا اور جہنّم کے پل پر راستہ بچھائے گا تو اُس پُل سے صرف وہی شخص گذر سکے گا جس کے ساتھ علی بن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ برأت ہوگی۔''

یہ روایت حاکمی نے اربعین میں نقل کی اور ولایت سے مُراد خدا ہی جانتا ہے کہ موالات ونصرت ومحبت ہے۔

میرا ولی ہے میں اُس کا وَلی ہوں چھٹی روایت

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے دیکھا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

هذا ولی وأنا ولیه، والیت من والاه وعادیت من عاداه

یہ میرا ولی ہے اور میں اس کا ولی ہوں اس سے دوستی رکھنے والے کے ساتھ دوستی رکھتا ہوں اور اس سے دُشمنی رکھنے والے سے دُشمنی رکھتا ہوں۔ ''حاکمی''

مُسلمانوں پر حضرت علی کا حق باپ کا حق ہے

حضرت عمّار بن یاسر اور حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ عنہما دونوں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

حق علی علی المسلمین حق الوالد علی الولد ''حاکمی''

یعنی علی کا مُسلمانوں پر وہی حق ہے جو بیٹے پر باپ کا حق ہوتا ہے

علی کی دوستی سے قُربِ اِلٰہی

ابی مقدم صالح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی وفات کے وقت کہا الٰہی میں حضرت علی ابن ابی طالب کی ولایت کے ساتھ تیرا قُرب چاہتا ہُوں۔

اس حدیث پر گفتگو اور روافض کے مُتعلّق بیان اور اس کا جواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے سلسلہ میں ہو چکا ہے جو کہ خلافتِ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فصل میں ہے۔

جبریل مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و مُرتضیٰ سے ہیں (خصوصیّت)

حضرت ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُحد کے دن کفّار کے پرچم برداروں کو قتل کیا تو حضرت جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ وہ ہیں جن کے ساتھ مجُھے اُنس مَواسات ہے آپ نے فرمایا۔

اِنہ منی وانا منہ

یعنی وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔

حضرت جبریل نے کہا یا رسول اللہ میں آپ دونوں سے ہوں ''احمد فی المناقب''

خدا نے بذریعہ علی اپنے نبی کی اِمداد کی

شبِ معراج اور نُصرت علی کی (خصوصیت)

ابی حمراء سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں شبِ معراج آسمانوں پر گیا تو میں نے عرش کے پائے کی طرف دیکھا تو اُس پر لکھا ہوا تھا۔

محمد رسول الله، أيدته بعلي، ونصرته به.

یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے ذریعہ آپ کی امداد و نصرت فرمائی۔ اس کو ملاء نے اپنی سیرت میں تخریج کیا۔

دُوسری روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ہم نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے مُنہ میں سبز بادام تھا پھر وہ پرندہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گود میں آ گیا تو آپ نے اُسے پکڑ کر چُوما اور پھر اُسے توڑ دیا تو اُس کے پیٹ سے سبز کیڑا نکلا جس میں زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله نصرته علی "ابو خیر قزوینی

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں جن کی علی کے ساتھ نصرت کی گئی۔ حاکمی''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا پیغام خُود دیں یا علی دے سکتے ہیں (خصوصیّت)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا جب وہ مقامِ فجناں جو کہ مکہ معظّمہ کے نواح میں ایک پہاڑ ہے پر پہنچے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اونٹنی کی آواز سُنی تو جان لیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا کیا معاملہ ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خیر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سورہ توبہ دے کر مجھے بھیجا ہے۔

پھر جب ہم واپس آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے لیے کیا ہے یعنی میرا کیا مقام ہے؟

آپ نے فرمایا!

خیر، أنت صاحبی فی الغار غیر أنه لا یبلغ غیری أو رجل منی یعنی علیا

یعنی خیر ہے تم پر میرے غار کے ساتھ ہو مگر باوُجود اس کے یہ پیغام میرے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا یا پھر وہ شخص یہ کام کر سکتا ہے جو مُجھ سے ہے یعنی علی۔

دُوسری روایت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ لوگ جعرانہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُمیرِ حج بنا کر بھیجا تو ہم اُن کے ساتھ صبح کے وقت پہنچے پھر جب مقام عرج پر نمازِ صبح کی تکبیر کہی گئی تو ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقب میں اُونٹنی کے چیخنے کی آواز سُنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکبیر پر ٹھہر کر فرمایا۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُونٹنی آواز ہے۔ ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہوں تو اُن کے ساتھ نماز پڑھوں۔ مگر جب اُنہوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ پر حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم سوار تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن سے پُوچھا اے علی آپ امیرِ حج بن کر آئے ہیں یا پیغام لے کر آئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا نہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُجھے سورۂ براۃ دیکر بھیجا ہے تاکہ موافقِ حج میں لوگوں پر پڑھوں۔

پھر ہم لوگ مکہ معظّمہ میں آئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، ترویہ سے ایک دن پہلے لوگوں کو خطبہ دیا جب وہ فارغ ہوگئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سورۂ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خُطبہ دیا تو انہوں نے اپنے مناسک کو جان لیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جبؓ فارغ ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں پر سُورۂ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہوگئی پھر قُربانی کا دن آیا تو ہم نے قُربانی کا اُمر پُورا کیا۔

پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ لوگوں کو خطاب کر کے واپس آئے تو لوگوں سے اُن کی قربانیوں اور اُن کے مناسک اور اُن کے پُورا کرنے کے بارے میں گفتگو فرمائی۔

پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کھڑے ہوکر سورۂ براۃ پڑھی یہاں تک کہ ختم ہوگئی۔ پھر جب یوم النضر یعنی رمی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو بتایا کہ رمی جمار کس طرح کرنا ہے اور اُنہیں اُن کے مناسک سکھائے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ ہوگئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں پر پُوری کی پُوری سُورۂ براۃ تلاوت فرمائی۔

یہ دونوں روایتیں ابو حاتم نے نقل کیں جب کہ دوسری روایت نسائی نے نقل کی ہے۔

شرح

جعرانہ وہ مقام ہے جہاں سے اہلِ مکہ ہر سال ذیقعدہ کے مہینے میں عُمرہ کا اِحرام باندھتے ہیں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف سے واپسی پر اٹھارہ ذیقعدہ مبارک کو وہاں سے عُمرہ کا اِحرام باندھا تھا جبکہ موضع عرج مکہ معظّمہ کے راستے میں ایک منزل ہے جو عرجی نامی شاعر سے منسوب ہے۔ جوہری نے بیان کیا کہ عرجی کا نام عبداللہ بن عمر بن عثمان ہے اور درست یہ ہے کہ اُس کا نام عبداللہ بن عُمر بن عثمان بِن عفّان ہے۔

حضرت علی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہیں دُوسری روایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سورۂ براۃ یعنی سورۂ توبہ کی دس آیات نازل ہوئیں تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور اُنہیں یہ آیات دے کر بھیجا کہ جا کر اہلِ مکہ کو سُنائیں۔

بعدازاں آپ نے مجھے بلوا کر فرمایا کہ ابوبکر جہاں بھی ہوں اُن سے ملاقات کرو اور اُن سے خط یعنی لکھی ہُوئی بات لے لو اور جا کر اہلِ مکّہ پر پڑھو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات موضع جُحفہ کے مقام پر ہوئی اور میں نے اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خط لے لیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف واپس لَوٹ گئے اور آپ کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا قرآن میں کوئی امر نازل ہوا ہے؟

آپ نے فرمایا! نہیں

بلکہ جبریل نے میرے پاس آ کر کہا۔

لن یودی عنك الا انت اور جل منك

یعنی فریضہ تبلیغ یا آپ خود ادا کر سکتے ہیں یا وہ شخص جو آپ سے ہو۔

کیا حضرت ابوبکرؓ راستے سے لوٹ آئے تھے؟

شرح :۔ اس روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں واپس لوٹ گئے جبکہ ظاہر ہے کہ اُن کی یہ واپسی پر حج کے بعد ہوئی تھی جس پر پہلے گذرنے والی حدیث شاہد ہے اور لفظ رجوع یعنی واپسی کا اطلاق حقیقت رجوع کے وجود کی وجہ سے ہے تو اس میں دونوں اُمور کو جمع کیا گیا ہے۔

نوازا ہے نبی نے تیسری روایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم سے روایت ہے کہ جب آپ نے اُنہیں سُورۃ برأۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں خُوش بیان اور خطیب نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا! ضروری ہے کہ یہ پیغام یا میں لے کر جاؤں یا تُم لے کر جاؤ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا اگر یہ بات ہے تو مَیں جاتا ہوں۔

آپ نے فرمایا! جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زُبان کو راست رکھے اور تُمہارے دن کو راست فرمائے پھر آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے منہ پر رکھ دیا۔ ''احمد''

تبلیغی فریضہ علی اَدا کریں چوتھی روایت

حبشی بن جنادہ جو کہ حجۃ الوداع میں موجود تھے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

علی منی وأنا منه ولا یؤدی عنی إلا أنا أو علی۔

(خرجه الحافظ السلفی)

یعنی علی مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں اور میرا تبلیغی فریضہ یا ئیں ادا کر سکتا ہوں یا علی ؓ۔ (حافظ سلفی نے تخریج کیا۔)

تشریح وتوضیح اس حدیث کی

ولا یبلغ عنی غیری أو رجل منی

یعنی میرے اہلِ بیت سے اُیسے ہی حضرت جبریل علیہ السلام کے قول: **لن یو دی عنك الا انت او رجل منك** میں رجل منك سے مُراد ہے جو شخص آپ کے اہلِ بیت سے ہو اور یہ تبلیغ اور اس کا ادا کرنا اسی واقعہ کے ساتھ مُختص ہے نہ کہ مُطلقاً تبلیغ کرنا اور یہ اَمر بدیہی طور پر جانا ہوا ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آفاقِ عالم کی طرف بھیجے ہوئے مُختلف مُبلّغین نے آپ کی طرف تبلیغ کی اور آپ کے پیغام پہنچائے اور آپ کی طرف سے آپ کے احکام ووقائع کی تعلیم دی اور یہ سب مذکورہ اَمر سے نہیں تو معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں اشارتِ تبلیغ ہے اور یہ اس کے اقتضاء کے باعث ہے اور یہ عربوں کی ہمیشہ سے عادت جاریہ ہے کہ نقضِ عہد کے وقت وہی شخص متولی ہوتا جو معاہدہ کرتے وقت متولی تھا یا اُس کے قبیلہ سے کوئی شخص ہوتا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس اَمر پر ولی تھے جو حدیث علی کو متضمن ہے کہ دورِ جاہلیّت کی طرف لوٹنے والی عدم مراعات میں وہ اپنی عادتِ جاریہ پر ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ:۔

مشرکینِ مکہ کے عہد کو توڑنے کے لئے صرف اُس شخص کو بھیجا جائے جس سے سابقہ معاملہ ہے تا کہ وہ اُن کی حُجتّیں قطع کر سکے اس لئے کہ جائز ہے کہ وہ اپنے عوائد و مالوف کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حُجتّ قائم کرتے جیسا کہ اُنہوں نے صلح حُدیبیہ کا معاہدہ لکھتے ہوئے اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حُجتّ قائم کی تھی جب آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھیں تو اُن لوگوں نے کہا اللھم
کے نام سے لکھیں جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں لکھا جاتا تھا۔

اگرچہ صُلح حدیبیہ میں اُنہیں اس امر میں جواب دینے کے مُقتضی معنی یہاں مفقود ہیں جس کے وہ طالب تھے اس لئے کہ اسلام کا اُمر اور اسلام کی شان و رِفعت اور ظہُور اور اہلِ اسلام کی قوّت کی بات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حج کے زمانہ میں دُنیا میں پھیل چکی تھی مگر مالوفِ معروف کے ساتھ لوگوں سے گفتگو نفُوس کے اتبّاع و اِتقاء کے زیادہ قریب ہے اور اُنہیں اس اُمر کی دعوت دینا ہے جب یہ مقدّمہ مقرر ہو گیا تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھیجنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کی اَمارت سے معزول کرنا نہیں بلکہ تبلیغ سے روکنا صرف اُس مقتضی کا اقتضا ہے جو ہم نے مقرر کیا۔

تاہم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیرِ حج، خطیب و امام اور مناسکِ حج کے معلّم تھے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا کہ آپ امیر ہیں یا قاصد؟

تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صراحتاً فرمایا بلکہ مَیں قاصد ہوتا۔

اور بعض نے کہا اس سے آپ کا قول رافضیوں کے قول کے مشابہ ہے جس سے تبلیغ کو تحدیث و تصرّف کی طرف پُورا کرنا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کی امارت کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی پاکیزگی کی وجہ سے پھیر دیا کیونکہ اس امارت میں دُنیا کی آمیزشیں اور ملاوٹیں ہیں۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت میں آپ کا طریق تھا کہ وہ دُنیا سے دُور تھے اور دُنیا اُن سے دُور تھی۔ نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تبلیغ کا حکم دینا اُس ضرورت کے لیے تھا جسے سوائے اُن کے کوئی پوری نہ کرسکتا۔ جیسا کہ قبل ازیں اس کی تقدیر بیان ہوئی۔

اور اس معترض کا قول اس مقام پر غلط ہے اور اگرچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم کا طریق آپ کے اہلِ بیت میں موجود تھا، اُس کا ذکر نہیں کیا تو اس مقام میں کئی وجہ سے اس معنیٰ کا اِدّعا ممکن نہیں۔

پہلی وجہ

پہلی وجہ یہ کہ اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُس پہلے ایثار اور اُن کے حق اور مقام ومنزلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خط مرتّب نہیں ہوتا جو اس قدر معلوم مشہور ہے کہ نہ اُس مقام کا وزن ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس مرتبہ کی وضاحت ہوسکتی ہے۔ یہاں تک کہ لوگ اُن کی محبت کے ساتھ مُتصّف ہوتے اور اُن کے نزدیک رہنا لازم کیا۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے خصائص کے ساتھ مختص ہوئے، اُن میں اُن کے علاوہ کوئی اُن کا شریک نہیں جیسا کہ اُن کے مناقب میں یہ اَمر بیان ہوچکا ہے اور اُن کی یہ تخصیص ادنیٰ کے ساتھ مناسب نہیں مع اس کے کہ اُن کا علم راسخ ہے اور اُن کا قدم دُنیا میں بے رغبتی میں اور اُس چیز میں رَغبت کی طرف ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے یعنی آخرت۔

یقیناً یہی اَمر تھا اور خدا ہی اُس خبر کو جانتا ہے جو نفسہٖ اُن کے مقامِ فضیلت کو قائم کرنے کی مقتضی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تبلیغ اور امارتِ حج تمام اُمور کو پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پھیرا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو تبلیغ کا حکم دیا۔ اسی لئے ہم نے اس کا ذکر تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اَمارتِ حج کا پھِرنا اور ان کے مقام کے مقتضی کے ساتھ اُن کے اختصاص کے لئے ہے نہ کہ اس کے علاوہ دوسرے امر کے لئے۔

دوسری وجہ

یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ امارتِ حج دُنیوی اَمر ہے بلکہ یہ محض عبادت ہے جیسے کہ نماز ہے اور حج کا امیر اس میں نماز کے امام اور جُمعہ کے خطیب کی طرح ہے اور اس اَمر کو دُنیا نہیں کہتے تو اس میں دُنیا کی امارت کہنا کیسے درست ہے اور یہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے

کہا ہے کہ:

یا دنیا غری غیری طلقتك ثلاثاً بتاتاً

اے دُنیا میرے علاوہ کسی کو دھوکہ دے میں تجھے تین قاطع طلاقیں دے چکا ہُوں۔

اور یقیناً آپ خلافتِ عظمیٰ کے متولّی اور حاکم رہے تو اگر اعتقاد ہو کہ خلافت میں جو امر قائم ہو گا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہے دُنیا کے لئے نہیں تو یہ بات درست ہے اور اس کی صحت میں کچھ شک نہیں اور اُن کی دُنیا کی بے رغبتی میں قدم راسخ ترین قدم ہے اور اس کے لئے اُن کی دُنیا سے علیحدگی لوگوں کے دنیا میں مشہور اور علماء اعلام کے ہاں ثابت ہے۔

ہاں اگر دُنیوی اُمور کو جب اس اَمر کے ساتھ اُن کے اَبناءِ جنس پر اور اُن کے جاہ کو قائم کرنے اور اُن کی عُلوِ شان پر اُٹھایا جائے تو یہ دُنیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ہر ایک صحابی کو اس سے اپنی پناہ میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں اس اعتقاد سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے بلکہ قائم رکھے اور اللہ جانتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کام میں اللہ کے بندے اور غُلام تھے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں مقرّر فرمایا اور جسے کرنے کا حکم دیا اور اُن لوگوں کو مناسکِ حج ادا کروانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُس حکم کی پیروی کی طرح ہے جس میں اُنہیں اِمام بنایا گیا تو اُن کی اِقتداء میں حج کرنا یا نماز پڑھنا محض اس کے لئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اُس کا قُرب حاصل کیا جائے۔

اور ایسے ہی اُن کا اپنی خلافت اور تمام اُمور میں قائم ہونا اور اُن مقامات پر قائم ہونا جن کا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اَمارتِ حج میں دیا اور ایسے ہی آپ کی خلافت کے بارے میں ہے اور ایسا ہی اَمر ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔

تیسری وجہ

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ امارتِ حج میں دُنیا کا شائبہ ہے لیکن یہ دین کی نسبت غرق ہونے

والے اور ناپید و مضمحل کی طرح ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کا قُرب حاصل کرنا مقصود ہے اس لئے کہ اس میں منارِ دین کا قیام اور شعائرِ دین کا اظہار اور حج کا انتظام کرنا ہے تو اگر اُس کے لئے یہ صُورت حکم تبعیت کے ساتھ ہے تو بے مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کی اُس کے نبیوں، رسولوں ولیوں اور نیک بندوں میں یہ سُنّتِ جاریہ ہمیشہ سے ہے جس سے اُن کے منار بلند ہوتے ہیں اور اُن کا اتباع کرنے والوں کی کثرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اُمور میں اُن کا حکم اُن کے حسبِ مراتب نافذ اور جاری ہوتا ہے اور دنیا کیا ہے مگر اس سے عبارت ہے؟ لیکن اس میں دُنیا سے کوئی چیز نہیں لوٹتی اس لئے کہ اس میں نہ دنیا کا قصد ہوا ہے نہ ارادہ اگرچہ ضمناً اور تبعاً دُنیا کی صورت حاصل ہے۔

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ وہ ہے جس کا ذکر پہلی تقریر میں ہوا جس میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کو مُشرکین کے مَواطن وعھود کو توڑنے کا حکم دیا تھا اس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا اور ہر وہ جس کی طرف اس تقریر میں ہم نے اشارہ نہیں کیا تکلف اور خلاف ظاہر ہے۔

جانور ذبح کرنے اور اُن کا گوشت کھانے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و علی کی شراکت (خصوصیت)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طویل حدیث میں بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے مُبارک ہاتھوں سے تریسٹھ جانوروں کو ذبح کیا اور باقی جانور ذبح کرنے کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دے دیئے اور اس قُربانی میں اُنہیں شریک کیا پھر ہر جانور سے گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لینے کا حکم فرمایا تو اس گوشت سے دونوں نے کھایا اور

اس کا شوربہ پیا اور ایک مقررہ حد تک گوشت پکایا اور اس سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مل کر کھایا اور ہر دو نے اس کا شوربہ پیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ اُن کے قُربانی کے جانور اپنے ذمّہ لے کر اُن کا گوشت اور کھال صدقہ کردوں اور ذبح کو اُس سے کچھ نہ دوں۔

جنّت کا وِیزا حضرت علی دیں گے (خصوصیّت)

قیس بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی ملاقات ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں دیکھ کر مُسکرانے لگے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا! آپ نے تبسّم کس لئے کیا ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے۔

لا یجوز احد الصراط الا من کتب له علی الجواز

(الموافقت ابن سمان)

یعنی کوئی پُلصراط سے نہیں گذر سکے گا وہ مگر جس کے ویزے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مہر ہو گی۔

اللہ کی مُبارک باد (خصوصیّت)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ عرفہ کی رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔

ان اللہ عز وجل قر یا ھی بکم و غفر لکم عامۃ و لعلی خاصۃ و انی رسول اللہ غیر محاب بقرابتی

یعنی بیشک اللہ عز وجل نے تمہیں مُبارک باد دی ہے اور تمہارے لئے عام مغفرت اور علی کے لئے خاص مغفرت ہے اور میں اللہ کا رسول اپنی قرابت کے ساتھ مروّت نہیں کرتا ہوں۔

علی سیّد العرب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انصار کو ترغیب (خصوصیّت)

حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

ادعوا الی سیّد العرب

عرب کے سیّد یعنی علی کو میرے پاس بلاؤ۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی:

کیا آپ سیّد العرب نہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے پھر انصار کی طرف بھیجا ہوا آدمی اور انصار کے لوگ آئے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا۔

یا معشر الا نصار الا ادلکم علی ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی ابداً

یعنی اَے گروہِ انصار کیا میں اس پر دلیل نہ دوں کہ اگر میرے بعد تم اس سے تمسک کرتے رہے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے انصار نے کہا!

ہاں یارسول اللہ کیوں نہیں؟

آپ نے فرمایا!

هذا علی فأحبوه بحبی وأكرموه بكرامتی، فإن جبريل عليه السلام أخبرنی بالذی قلت لكم عن الله عز وجل

یہ علی ہیں اس سے میری محبّت کی وجہ سے محبّت کرو اور میرے اِکرام کی وجہ سے اس کا اِکرام کرو یقیناً یہ بات مجھے جبریل نے بتائی ہے کہ تُم سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بیان کروں۔

اس روایت کی تخریج فضائلی اور خجندی نے بیان کی اور سیّد العرب سے مُراد عرب کے جوانوں کا سردار ہے کیونکہ خصائصِ ابوبکر میں پہلے گذر چکا ہے کہ وہ کہول العَرب کے سردار ہیں تو دونوں حدیثوں کو جمع کرنا ہوگا۔

حضرت علی مُسلمانوں کے سردار مُتقّیوں کے والی اور قَائد غرا لمحجلین ہیں (خصوصیت)

حضرت عبداللہ بن سعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ليلة أسرى بی انتهيت إلى ربی عز وجل، فأوحى إلی- أو أمرنی، شك الراوی- فی علی بثلاث: أنه سيد المسلمين وولی المتقين وقائد الغر المحجلين "المحاملی"

یعنی میں معراج کی شب اپنے پروردگار عزّ وجل کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے علی کے بارے میں مجھے تین باتوں کی وحی فرمائی یا حکم دیا کہ علی مُسلمانوں کا سردار مُتقّیوں کا ولی اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

انك سيد المسلمين و قائد غرا لمحجلين و يعسوب الدين

یعنی اے علی تو مسلمانوں کا سردار ہے، مُتقیّوں کا امام ہے اور سفید ہاتھ منہ والوں کا قائد اور دین کا سردار ہے۔ (علی بن موسیٰ بن رضا)

دُنیا و آخرت کی سرداری

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔

انت سید فی الدنیا و سید فی الآخرۃ" ابو عمر،

یعنی اے علی! تو دُنیا میں سردار ہے اور آخرت میں بھی سردار ہے۔ (ابوالخیر حاکمی)

وارث و وصیٔ رسول (خصوصیّت)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لکل نبی وصی و وارث، وإن علیاً وصیی و وارثی

یعنی ہر نبی کا وصی اور وارث ہوتا ہے اور میرا وصی و وارث علی ہے۔ (معجم بغوی)

وصیٔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے ہم نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُوچھیں آپ کا وصی کون ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟

آپ نے فرمایا اَے سلمان! حضرت مُوسیٰ کا وصی کون تھا؟

سلمان نے کہا! حضرت یوشع بن نون علیہ السلام

آپ نے فرمایا!

فإن وصيي ووارثي يقضي ديني وينجز موعدي علي بن أبي طالب

بیشک میرا قرض ادا کرنے والا میرا وارث اور میرا وصی اور میرے وعدے کا عوض دینے والا علی ابنِ ابی طالب ہے۔

اس روایت کی تخریج مناقب میں کی گئی اور یہ دونوں حدیثیں دُرست ہیں اور اگر درست ہیں تو وراثت کو عشرہ مُبشّرہ کے حق میں آنے والی حدیث کو متضمّن اُمر پر حمل کرنا ہوگا اور وہ یہ کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں فرمایا انت اخی ووارثی یعنی تُو میرا بھائی اور وارث ہے۔

عرض کی! اے اللہ کے نبی آپ کی وراثت کیا ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! **ما ورث الأنبياء من قبلي**
یعنی جو مجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی۔

عرض کی آپ سے پہلے نبیوں کی وراثت کیا تھی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! **كتاب ربهم وسنة نبيهم**
یعنی اُن کے رب کی کتاب اور اُن کے نبی کی سُنّت۔

نیز یہ حدیث اُس امر پر حمل کی جائے گی جو حدیثِ معاذ کو شامل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا یارسول اللہ آپ کا وارث کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ما يرث النبيون بعضهم من بعض كتاب الله وسنة نبيه

یعنی جو وراثت ایک سے دوسرے نبی کو ملی یعنی اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنت

اس روایت کی تخریج حضرمی نے کی اور مُطلق کو مقیّد پر حمل کیا چونکہ یہ وراثت، متعارف ومشہور وراثت سے جدا اور الگ ہے لہٰذا اس وصیّت کو اسی قسم پر محمول کرنا ہوگا جیسا کہ مسلمانوں

کے مصلحتوں پر نظر کہ کونسا حال خلیفہ یا غیر خلیفہ کا ہے اور اُولی الامر کی مدد کرنا اور اس پر عربوں کے ساتھ آپ کی وصیت کو محمول کرنا ہوگا جس میں حبۃ العربی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

یا علی اوصیك بالعرب خیرا

یعنی اے علی میں تمہیں عرب کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں، (ابن سراج)

کس کس بات کی وصیّت کی

حبشی سے روایت ہے کہا کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دو مینڈھوں کو ذبح فرمایا۔

مَیں نے اُن سے پُوچھا یہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا! مجُھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصیّت فرمائی تھی کہ مَیں اُن کی طرف سے قرُبانی دوں۔ (مناقب احمد)

اس روایت میں اس پر دلالت ہوتی ہے کہ آپ کی وصیّت ولایت وخلافت کے علاوہ پر عائد ہوتی ہے اس لئے کہ اگر ولایت وخلافت کے بارے میں وصیّت ہوتی تو ضروری تھا کہ اس میں عرب وعجم برابر ہوں بہر حال اس وصیّت کو یا آپ کی طرف سے قرُبانی کرنے پر محمول کیا جا سکتا ہے یا پھر جب آپ نے ہِجرت فرمائی تو لوگوں کی امانتیں واپس کرنے میں محدود کیا جائے گا یا پھر غزوۂ تبوک میں جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو اپنے اہلِ خانہ کی نگہداشت کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا کے بارے میں وصیّت کی گئی ہے یا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرض ادا کرنے کی وصیّت کی گئی جو کہ پہلے بیان کردہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو شامل ہے یا پھر یہ وصیّت کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غُسل دینے کے بارے میں۔

حضرت حسُین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ اُنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غسل دیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یارسول اللہ مَیں ڈرتا ہوں کیونکہ مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تُو میرا مددگار ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا خُدا کی قسم کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کو بدلنے کا ارادہ بھی نہیں کرتا تھا کہ آپ کا جسمِ اطہر میرے لئے خُود بخود رُخ بدل لیتا تھا۔ (ابنِ حضرمی)

بہرکیف! نفئ وراثت وصیّت میں اَحادیثِ صیحہ کے ساتھ اس تاویل کی اُس امر سے تاویل ہوتی ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فصل میں پہلے بیان ہوچکا ہے اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ اس عہد کی طرف یعنی خلافت کا وعدہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اور جو صحیفہ میں ہے جس میں اُونٹوں کو تیز ہانکنے اور عقل میں سے ہے۔

صحیفہ کی روایت

حضرت بریدہ بن سوید بن طارق تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر خُطبہ فرماتے دیکھا اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا نہیں خُدا کی قسم! میرے پاس اپنی کتاب سے پڑھنے کے لئے نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور جو اس صحیفہ میں ہے اور اس میں اُونٹوں کو تیز ہانکنے اور جرّاحی کی چیزیں ہیں اور مدینہ کے حرم ہونے کی حدیث کہ جو عیر سے ثور کے درمیان علاقہ ہے وہ مدینہ منّورہ کے حرم کو شامل ہے۔

راز کی بات

ابی طفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہا کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی

خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے اُنہیں آ کر کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں کہ آپ سے راز کی بات کریں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم نے ناراض ہو کر فرمایا کہ نبی کی شان نہیں کہ اُیسی راز کی بات کریں جو لوگوں سے چھپائی گئی ہو سوائے اس کے کہ آپ نے مجھ سے چار کلمات کی گفتگو فرمائی۔

اُس نے کہا اے امیر المومنین وہ کلمات کیا ہیں؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لعن الله من لعن والديه ولعن الله من ادعى لغير أبيه
ولعن الله من آوى محدثا ولعن الله من غير منار الأرض

(بخاری و مسلم)

یعنی جو اپنے والدین پر لعنت کرتا ہے اللہ کی اُس پر لعنت ہو اور جو اپنے باپ کے علاوہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو بدعتی کی مدد کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو مناروں کو تبدیل کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہو۔

تغسیلِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعزازِ مرتضیٰ علیہ السلام

(خصوصیّت)

ابنِ اسحاق نے کہا کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری غسل دیا اور آپ کے سینہ کی طرف پہنچے تو آپ کو آپکی قمیص کے اُوپر سے غسل دیا اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کو نہ چھونے دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں آپ زِندگی اور موت میں طیّب وطاہر ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اَنور میں اُیسی کوئی چیز

نہیں دیکھی جو میّت میں ہوتی ہے نیز یہ کہ حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پہلو بدلنے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مدد کرتے تھے جبکہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غُلام حضرت شقران رضی اللہ عنہ آپ پر پانی ڈالتے تھے۔

ابنِ علی کی کُنیت اور نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام اور کُنیّت پر (خصوصیّت)

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

إن ولد لك غلام فسمه باسمي و كنه بكنيتي، وهو لك رخصة دون الناس

(المستدرک تلخیص ذہبی)

یعنی اگر تیرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کُنیّت میری کُنیّت میرے نام پر رکھنا اور یہ تیرے لئے لوگوں کے برعکس رُخصت واجازت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مجھے فرمایا تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا تو اُس کا نام اور کُنیّت میرے نام اور کُنیّت پر رکھنا۔

(مسند احمد)

حضرت علی علیہ السلام کیلئے سُورج کا لوٹنا (خصوصیّت)

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ نے اپنا سر مُبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں رکھا ہوا تھا پھر جب وحی کا سلسلہ خُتم ہوا تو آپ نے فرمایا۔

یا علی صلیت العصر ؟

اے علی تو نے عصر کی نماز پڑھ لی؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا نہیں یارسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اَللّٰھم إنك تعلم أن کان فی حاجتك وحاجة نبیك فرد علیه الشمس

''الٰہی! تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے نبی کے کام میں مصروف تھا اِس پر وت سُورج کو لوٹا دے۔''

فردھا علیه فصلی وغابت الشمس

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے ڈُوبا ہوا سُورج واپس آیا اور اُنہوں نے نماز ادا کی۔

(دولابی)

علمائے حدیث نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے اور سوائے یوشع بن نُون کے ڈُوبا ہوا سورج کسی پر واپس نہیں آیا۔

دُوسری روایت

حاکمی نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ان الفاظ کے ساتھ بیان کی کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سرِ اقدس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں رکھا ہوا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اس صُورت میں حرکت کرنا گوارا نہ تھا یہاں تک کہ سُورج غروب ہو گیا اور آپ نے عَصر کی نماز نہ پڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھبرا کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا کہ تم نے عصر کی نماز پڑھی؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزّ وجل کے حضور میں دُعا کی کہ وہ علی پر سُورج کو لوٹا دے تو

آپ کے لئے سورج لوٹ آیا یہاں تک کہ عصر کے وقت پر اُونچا ہو گیا۔

کہا پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز پڑھ لی تو سُورج واپس ہو گیا۔

تیسری روایت

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آئے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہو رہی تھی اور اسی حالت میں سُورج غرُوب ہو گیا یا غرُوب ہونے کے قریب پہنچ گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی سے فارغ ہوئے تو حضرت علی سے پُوچھا اے علی تو نے نماز پڑھ لی؟ حضرت علی نے عرض کی نہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقتِ وصال حضرت علی علیہ السلام کو سینے سے لگانا

(خصوصیّت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وصال قریب آیا تو آپ نے فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ، اُنہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضور صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ان کی طرف دیکھا اور سر اَنور نیچے رکھ لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا میرے حبیب کو بُلاؤ پس اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا تو آپ نے ان کی ظرف دیکھا اور سر مُبارک نیچے رکھ لیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے حَبیب کو بُلاؤ تو اُنہوں نے حضرت مولا علی علیہ السلام کو بلایا چنانچہ آپ نے ان کی طرف دیکھا تو ان کو اس چادر کے اندر داخل کر لیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوڑھ رکھی تھی اور وصال تک اپنے سینے سے لگائے رکھا اور آپ کا ہاتھ مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جسم پر رکھا ہوا تھا۔ (اخرجہ رازی)

حضور کا آخری مُلاقات کے لئے حضرت علی کو مخصوص کرنا

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مُجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب سے آخر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ملاقات کی تاکہ جُدائی کی مدت کم ہو۔ آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے کئی دن گنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار پُوچھتے علی آگئے ہیں؟

اور میرا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں کسی کام سے بھیجا تھا پھر جب آپ کرم اللہ وجہہ تشریف لے آئے تو ہم سارے گھر سے باہر نکل گئے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلوت میں اُن سے ملاقات کرلیں چنانچہ ہم سب دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔

اُن میں سے سب سے زیادہ دروازے کے قریب میں تھی میں نے دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جُھک گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافی دیر تک اُن سے راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔

پھر اُسی دِن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال پاک ہوگیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وصال سے قبل سب سے آخری مُلاقات مَولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمائی۔

(اخرجہ احمد)

تزویجِ حیدر و زہرا علیہما السلام

(خصوصیّت)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ! آپ اِسلام میں میری خَیر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور مَیں اور میں؟

آپ نے فرمایا! کیا بات ہے یعنی تُم کیا چاہتے ہو؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آپ فاطمہ کی شادی مُجھ سے کر دیں۔

کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سُن کر خاموشی اِختیار فر مالی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لوٹ آئے اور کہا مَیں ہلاک ہو گیا اور مَیں ہلاک ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پُوچھا کیا بات ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فاطمہ کا پیغام دیا تو آپ نے مجھ سے اِعراض فرمالیا یعنی کوئی جواب نہیں دیا آپ اپنی جگہ ہیں آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پا[illegible] جا کر میری طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ آپ میری اِسلام میں خیر خواہی اور تقدیم کو جانتے ہیں اور میں اور میں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیابات ہے؟

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آپ فاطمہ کی شادی مُجھ سے کردیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سُن کر خاموشی اختیار فرمائی تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف واپس آگئے اور کہا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام سیّدہ فاطمہ کے نکاح کے بارے میں حُکمِ الٰہی کے مُنتظر ہیں آپ میرے ساتھ علی کے پاس چلیں پھر ان دونوں حضرات نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کہا کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوکر ہماری طرح رشتہ طلب کریں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! آپ میرے پاس آئے ہیں کہ مَیں پیغام نکاح دوں تو میری طرف سے یہ سوال آپ ہی کریں۔

حضرت ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم آپ کے چچازاد کا پیغام لے کر آئے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ان دونوں حضرات نے اس امر کی خبر دی تو میں نے اُٹھ کر چادر اوڑھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت میں حاضر ہوگیا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یارسول اللہ آپ اسلام میں میری تقدیم اور خیر خواہی کو جانتے ہیں اور مَیں اور مَیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیابات ہے؟

میں نے عرض کی! آپ فاطمہ کا نکاح میرے ساتھ فرمادیں۔

آپ نے فرمایا! تیرے پاس کیا کُچھ ہے؟

میں نے عرض کی! میرے پاس میرا گھوڑا اور میری زرہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمُہارے لئے تمُہارے گھوڑے کا بدل کوئی چیز نہیں۔ ہاں تمُ اپنی زرہ فروخت کردو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں! مَیں نے چار سو اَسّی درہم ہیں زرہ فروخت کر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ رقم آپ کو پیش کر دی۔

آپ نے اس رقم سے کچھ درہم بلال کو دے کر فرمایا! ان کی ہمارے لئے خُوشبو لاؤ اور گھر والوں کو سیّدہ فاطمہ کے جہیز کا حکم دیا پھر سیّدہ کے لئے کھجور کی رسی بنی ہوئی چار پائی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ اُٹھایا گیا اور آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا جب تک مَیں نہ آؤں تُم کوئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ آپ تشریف لے آئے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اُمِ ایمن کے ساتھ تشریف لائیں اور گھر میں ایک طرف وہ بیٹھ گئیں اور ایک طرف مَیں بیٹھ گیا اسی اثناء میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا۔

خبردار! یہاں ہمارا بھائی ہے۔

حضرت اُمِ ایمن نے کہا آپ کا بھائی اور آپ کی بیٹی اُس کی بیوی ہے۔

آپ نے فرمایا! اچھا!

پھر آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا میرے لئے پانی لاؤ۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے آپ کو پانی کا پیالہ پیش کیا آپ نے پانی لے کر پیالہ میں گلی فرمائی اور فرمایا میرے قریب آؤ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا قریب آئیں تو آپ نے اُس پیالہ سے پانی لے کر آپ کے سینے اور سر پر چھڑکا اور فرمایا۔

اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطٰن الرجیم

الٰہی میں اسے اور اس کی اَولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا رُخ پھیر لو۔

سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے رُخ پھیر لیا تو آپ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان چھڑکا اور دُعا کی الٰہی میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان

رجیم سے تیری پناہ میں دیتا ہُوں۔

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پانی لانے کے لئے فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں آپ کے اِرادہ کو بھانپ کر اُٹھا اور پانی کا پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپ نے اس پیالہ میں کُلّی فرمائی اور مجُھے قریب آنے کا حکم دیا پھر آپ نے اُس پیالہ سے پانی لیکر میرے سر اور سینے پر چھڑکا اور دُعا کی۔

اللّٰھم انی اعیذہ بک و ذریتہ من الشیطان الرجیم

الٰہی! میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہُوں۔

پھر آپ نے مجُھے رُخ پھیر لینے کا حکم فرمایا میں نے رُخ پھیرا تو آپ نے اس پیالہ سے پانی لے کر میری پُشت پر چھِڑکا اور فرمایا۔

اللھم انی اعیذہ بک و زریتہ من الشیطن الرجیم

الٰہی! میں اِسے اور اس کی اَولاد کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتا ہُوں۔

پھر آپ نے حضرت علی کو فرمایا۔

ادخل باھلک بسم اللہ و البرکۃ

یعنی تم اللہ کے نام اور برکت سے اپنی اہلیہ کے پاس جاؤ۔

احمد نے مناقب میں اور ابو حاتم نے اس روایت کو ابی زیدی مدائنی کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

علی و فاطمہ کی شادی کی دُوسری روایت

کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیغام بھیجا کہ جب تک میں نہ آؤں اپنی بیوی کے قریب نہ جانا پھر آپ تشریف لائے اور پانی منگوا کر جو اللہ نے چاہا اُس پر پڑھا پھر اس پانی کو حضرت علی کے مُنہ پر چھڑکا پھر حضرت فاطمہ

الزہرا کو بلایا جناب سیّدہ آپ کے حضور کھڑی ہوئیں تو اپنے کپڑوں میں لپٹی ہوئیں فرطِ حیاء سے لڑکھڑا رہی تھیں آپ نے اُن پر اُس پیالہ میں سے پانی چھڑکا اور فرمایا۔

إنی لم آل أن أنکحك أحب أهلی الی

یعنی بیٹی میں نے کوتاہی نہیں بلکہ تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مُجھے میرے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دروازے کے پیچھے سایہ دیکھا تو فرمایا کون ہے؟

کہا، میں اسماء ہوں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اسماء بنت عمیس؟

حضرت اسماء نے عرض کی، جی ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کیا تو رسول اللہ کی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ کی کرامت وبزرگی کی وجہ سے آئی ہے؟

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا جی ہاں آپ میرے لئے دُعا فرمائیں تاکہ میرے نزدیک میرے عمل کی توثیق ہو جائے۔

کہا کہ آپ پھر باہر تشریف لائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا! تیرے علاوہ تیرے گھر والے ہیں پھر آپ اپنے بیت الشرف کی طرف تشریف لے گئے اور دونوں کے لئے دُعا کرتے کرتے بیت الشرف میں داخل ہو گئے۔

عبدالرزق نے اپنی جامع میں عکرمہ کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا حضرت علی علیہ السلام سے نکاح فرمایا تو سیدہ سے فرمایا۔

ما الوت ان انکحك احب اهلی الیّ

یعنی بیٹی مَیں نے کوتاہی نہیں کی بلکہ تیرا نکاح مَیں نے اُس شخص سے کیا

ہے جو مُجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

نِکاحِ علی و فاطمہ کی تیسری روایت

دولابی نے اسی مفہوم و معنیٰ کی حدیث حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے بیان کی جس میں ہے کہ آپ نے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر پانی چِھڑکا اور اُن کے لئے دُعا فرمائی جیسا کہ احمد کی روایت میں پہلے بیان ہوا کہا کہ آپ نے حضرت اُمِ ایمن کو فرمایا کہ میرے پاس فاطمہ کو بلا لاؤ چنانچہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حیاء سے لڑکھڑا رہی تھیں آپ نے اُنہیں فرمایا۔

اسکنی فقد أنكحتك أحب أهل بيتي إلي

یعنی بیٹی مَیں پُرسکون ہوں کہ مَیں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو مُجھے میرے اہلِ بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔

پھر آپ نے اُن پر پانی چِھڑکا اور دُعا فرمائی پھر آپ واپس تشریف لائے تو اپنے سامنے ایک سایہ دیکھ کر فرمایا کون ہے؟

مَیں نے کہا! حضور میں ہوں!

آپ نے فرمایا! اسماء بنتِ عمیس ہے؟

مَیں نے عرض کی جی ہاں!

فرمایا! کیا تو اللہ کے رسول کی تکریم کے لئے اُس کی بیٹی کے زنان میں آئی ہے۔

مَیں نے عرض کی! جی ہاں آپ میرے لئے دُعا فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی کی تو حضرت اُمّ ایمن کو فرمایا! اے اُمّ ایمن میری بیٹی کو علی کے گھر لے جاؤ اور اُسے کہنا کہ جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں اُس کے

پاس آجاؤں۔

پھر جب عشاء کی نماز ہوگئی تو آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا اور اُس میں کُلی فرمائی او
جو اللہ نے چاہا کہا اور فرمایا اے علی اِسے پی لیں اور وضو کرلے اور اے فاطمہ اس سے پ
لے اور وضو کرلے پھر آپ نے دونوں کے لئے دروازہ کھولا تو سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ
علیہا رو پڑیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ما يبكيك؟ وقد زوجتك أقدمهم إسلاماً وأحسنهم خلقا؟

یعنی بیٹی تو کیوں روتی ہے مَیں نے تیرا نکاح اُس شخص سے کیا ہے جو لوگوں میں سب سے پہلے اِسلام قبول کرنے والا اور خُلقاً اُن میں سب سے بہتر ہے۔

نکاحِ حیدر و زہرا کی چوتھی روایت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے شادی کی درخواست کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! **انها صغيرة** یعنی اُن کی عمر چھوٹی ہے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیغامِ نکاح دیا تو آپ نے سیّدہ کا نکاح اُن سے کر دیا (ابو حاتم ونسائی)

نکاحِ حیدر و زہرا کی پانچویں روایت

ہم نے گھر میں خوشبو کا چھڑکاؤ کیا اور کھجوریں اور روغنِ زیتون لایا گیا تو ہم نے کھایا جبکہ شادی کی رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بستر

مینڈھے کی کھال کا تھا۔

(ابوبکر بن فارس)

نکاحِ حیدر وزہرا کی چھٹی روایت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا کی شادی حضرت علی سے کی تو سیّدہ فاطمۃ الزہرا نے عرض کی یارسول اللہ! آپ نے میری شادی ایک فقیر شخص کے ساتھ فرمادی ہے جس کے پاس کوئی چیز نہیں۔

آپ نے فرمایا!

أما ترضين يا فاطمة؟ إن الله اختار من أهل الأرض رجلين جعل أحدهما أباك، والآخر بعلك

(سیرت العلا)

یعنی اَے فاطمہ تُو اس پر خُوش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ زمین سے دواشخاص کو پسند فرمایا ہے جن میں سے ایک تیرا باپ ہے اور ایک تیرا شوہر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی خُدا کے حکم سے ہُوئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُن کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر اس کا فیصلہ نازل نہیں ہوا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر تمام قریش نے یہ رشتہ مانگا تو آپ نے سب کو یہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا تھا پھر کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ اگر آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم سے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا رشتہ طلب کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ سے ضرور اُن کی شادی کر دیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ قُریش کے بڑے بڑے لوگ آپ سے رشتہ مانگ چکے ہیں۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پیغامِ نکاح دیا تو آپ نے فرمایا!

قد أمرنی ربّی عز وجل بذلك

یعنی بیشک میرے رب نے مجھے اس نکاح کا حکم دیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر چند دنوں کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے بلا کر فرمایا اے انس! جاؤ اور ابو بکر صدیق، عُمر بن خطاب عثمان بن عفان عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ وزبیر اور انصار کے چند لوگوں کو ہمارے پاس بلالاؤ کہا کہ میں اُن لوگوں کو بُلا لایا جب لوگ آپ کے پاس جمع ہو کر آپ کی مجلس میں بیٹھ گئے تو حضرت اُس وقت حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی کام گئے ہُوئے تھے پھر آپ نے خُطبہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ نکاح

الحمد لله المحمود بنعمته، المعبود بقدرته، المطاع بسلطانه، المرهوی من عذابه وسطواته، النافذ أمره فی سمائه وأرضه، الذی خلق الخلق بقدرته، ومیزهم بأحكامه، وأعزهم بدينه، وأكرمهم بنبيه محمد (صلى الله عليه وسلم)،

وإن الله تبارك اسمه وتعالت عظمته جعل المصاهرة سبباً لاحقاً، وأمرا مفترضا أوشج به الأرحام وألزم

الأنام، فقال عز من قائل

"وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وظھراً وكان ربك قديرا"

فأمر الله تعالى يجرى إلى قضائه وقضاؤه يجرى إلى قدره، ولكل قدر أجل ولكل أجل كتاب، يمحو الله ويثبت وعنده أم الكتاب، ثم إن الله عز وجل أمرنى أن أزوج فاطمة بنت خديجة من على بن أبي طالب فاشهدوا أنى قد زوجته على أربعمائة مثقال فضة إن رضى بذلك على بن أبي طالب

ترجمہ! اُس اللہ کے لئے تعریف ہے جو اپنی حمد کے ساتھ تعریف کیا گیا اپنی قُدرت کے ساتھ پوجا جاتا ہے اپنے تسلّط کے ساتھ اطاعت کیا گیا ہے اپنے عذاب اور سطوتوں کے ساتھ ڈرانے والا، اُس کا حکم اُس کے آسمان اور اس کی زمین میں نافذ ہے وہ جس نے اپنی قُدرت کے ساتھ مخلوق کو پیدا فرمایا اور مُسلمانوں کو اپنے احکام کے ساتھ ممتاز کیا اور اپنے دین کے ساتھ عزت دی اور اُنہیں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تکریم و بزرگی دی۔

اور بیشک اُس کا اسم اللہ برکت والا ہے اور اُس کی عظمت بلند ہے اُس نے مصاہرت کو مِلانے کا سبب اور امرِ فرض قرار دیا اور اُس کے ساتھ ارحام کو ایک دوسرے میں ملایا اور بندوں کے لئے لازم کیا تو اُس عزّت والے نے فرمایا۔

اور وہ جس نے پانی سے بشر پیدا فرمایا تو اُس نے اُس کے رشتے اور سُسرال بنائے اور تمہارا رب قدرت والا ہے۔

تو اللہ کا اُمر اُس کی قضا میں جاری ہے اور اُس کی قضا اُس قدر کے لئے اجل ہے اور ہر اجل لکھی ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ مٹاتا اور ثابت رکھتا ہے اور اُس کے پاس اُمّ الکتاب ہے پھر

اُس اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنتِ خدیجہ کا نکاح علی ابن ابی طالب سے کر دوں تو تم گواہ رہو کہ اگر علی رضامند ہو تو میں نے اُس کا نکاح چار سو مثقال چاندی کے عِوض فاطمہ سے کر دیا۔"

پھر آپ نے چھوہاروں کا تھال منگوا کر ہمارے ساتھ اپنے ہاتھوں سے پکڑا اور فرمایا لُوٹ لو تو ہم نے چھوہارے لُوٹ لئے ابھی ہم چھوہارے لُوٹ ہی رہے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں دیکھا تو اُن کے چہرے پر مُسکراہٹ آ گئی اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر تم راضی ہو تو چار سو مثقال چاندی کے عِوض فاطمہ کا نکاح تجھ سے کر دوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ مَیں راضی ہوں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

جمع الله شملكما، واسعد جدكما وبارك عليكما واخرج منكما كثيراً طيبا

اللہ تم دونوں کو جمع رکھے اور تمہارے جدّ سعید تر ہیں اور تُم دونوں پر برکت کرے اور تمہیں بہت پاکیزہ اولاد عطا کرے۔"

(ابوالخیر، قزوینی، حاکمی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: خُدا کی قسم دونوں سے کثرت سے پاکیزہ اولاد پیدا ہوئی۔

نکاحِ علی و فاطمہ حُکمِ خُدا سے

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ مَیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اَقدس میں حاضر تھا تو آپ پر استغراقِ وحی طاری ہو گیا پھر

جب آپ استغراق سے باہر آئے تو آپ نے فرمایا۔

"کیا تُو جانتا ہے کہ میرے پاس جبریل آئے تھے۔"

میں نے عرض کی! اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! مُجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دُوں تم جا کر ابو بکر و عمر، عثمان و علی، طلحہ و زبیر اور انصار کے کچھ لوگوں کو بُلا لاؤ۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام حدیث بیان کی اور کہا ارحام کو جوڑ دیا۔ کہتے ہیں! پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لے آئے تو آپ اُنہیں فرمایا اَے علی بیشک مجُھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ میں راضی ہوں پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُٹھے اور خُدا کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا! اللہ تعالیٰ نے تم دونوں سے کثیر پاکیزگی مقرر فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم دونوں میں برکت دی ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں بیشک دونوں سے کثیر، پاکیزہ اور طیب اولاد پیدا ہوئی۔

جبریل پیغام لے کر آئے

(۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا تو اُنہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد ہیں۔ جبریل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیں۔

(الموافق، ابن سمان)

اللہ تعالیٰ نے علی و فاطِمہ کا نکاح مشہدِ ملائکہ میں فرمایا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا۔

هٰذا جبريل يخبرني ان الله عز وجل زوجك فاطمة، واشهد على تزويجك اربعين الف ملك واوحى الى شجرة طوبى ان انثرى عليهم الدر والياقوت فنثرت عليهم الدر والياقوت، فابتدرت اليه الحور العين يلتقطن من اطباق الدر والياقوت فهم يتهادونه بينهم الى يوم القيامة

یعنی یہ جبریل مجھے بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نکاح فاطمہ کے ساتھ کردیا ہے اور تمہارے نکاح میں چالیس ہزار فرشتے موجود تھے اور اللہ تعالیٰ نے شجرِ طوبیٰ کو وحی کی کہ ان پر موتی اور یاقُوت نچھاور کرے تو اُس نے اُن پر موتی اور یاقُوت نچھاور کئے پھر جلدی سے حور العین اُس کی طرف بڑھیں اور تھالوں سے موتی اور یاقوت گرائے جنہیں وہ قیامت تک آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ پیش کرتے رہیں گے۔

(سیرت الملاء)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیبر کے دن حضرت علی علیہ السلام کو پرچم دیا اور انہوں نے خیبر فتح کیا (خصوصیت)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کل ہم اُس شخص کو جھنڈا دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔

کہا کہ پھر لوگ رات کو اسی خیال میں سو گئے کہ کل اُنہیں جھنڈا عطا کیا جائے گا پھر جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر ایک کو اُمید تھی کہ جھنڈا اُسے دیا جائے گا تو آپ نے فرمایا! علی کہاں ہے؟

صحابہ نے کہا یا رسول اللہ اُن کی آنکھیں خراب ہیں۔

آپ نے فرمایا علی کو میرے پاس بھیجو۔

پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے پاس آئے تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن مُبارک ڈال کر دُعا فرمائی تو اُن کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو گئیں اور کوئی تکلیف باقی نہ رہی پھر آپ نے اُنہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں کافروں کے ساتھ اُس وقت تک جنگ کروں گا کہ وہ ہماری طرح مُسلمان ہو جائیں؟

آپ نے فرمایا!

ابتدیء علیٰ رسلك حتیٰ تنزل بساحتهم ثم ادعهم الی الاسلام واخبرهم بما یحب علیهم من حق الله فیه۔

فو الله لان یهدی الله بك رجلا واحدا، خیر لك من ان یکون لك حمر نهم

(ابو حاتم)

یعنی پہلے اُن کے پاس اپنا پیامبر بھیجو پھر اُنہیں اسلام کی طرف بُلاؤ اور اُنہیں اللہ کے اُس حق کی خبر دو جو اس میں اُن پر واجب ہے خُدا کی قسم اگر ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ پر بیعت فرمائی تو یہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹ سے بہتر ہے۔

شرح حمر النعم

یعنی سُرخ اُونٹ تو سُرخ اونٹ کا کسی کے پاس ہونا عربوں کے نزدیک قابلِ فخر بات

ہے اور جائز ہے کہ یہ مراد ہو واللہ اعلم! اور یہ مُراد بھی ہوسکتی ہے کہ تیرے پاس سُرخ اُونٹ ہو اور اُسے تو اللہ کی راہ میں خیرات کردے تو تیرے ہاتھ پر ایک شخص کا ہدایت پانا فی سبیل اللہ سُرخ اُونٹ دینے سے بہتر ہے کیونکہ وہ تیری ملکیت ہے اس لئے کہ اس میں سوائے دُنیوی زینت کے کوئی فضیلت نہیں اور آخرت کے ثواب کے ساتھ اس کا کچھ مقابلہ نہیں اور ایسے ہی جو اس قسم کا امر وارد ہوا دُنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور یہ بھی اُس سے بہتر ہے جس سے اُس پر سُورج طلوع ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت علی کے ہاتھ پر فتح خَیبر کی

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لأدفعن الراية اليوم إلى رجل يحب الله ورسوله فتطاول القوم فقال: أين علي؟ فقالوا: يشتكي عينه، فدعاه فبزق في كفيه ومسح بهما عين علي ثم دفع إليه الراية ففتح الله عليه

لا دفعن الراية اليوم الى رجل يحب الله و رسوله فتطاول القوم فقال: اين علي؟ فقالوا: يشتكي عينه، فدعاه فبزق في كفيه ومسح بهما عين علي ثم دفع اليه الراية ففتح الله عليه

یعنی آج میں اُس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُسکے رسول کے ساتھ محبّت کرتا ہے تو لوگ انتظار کرنے لگے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی کہاں ہیں؟

لوگوں نے بتایا اُن کی آنکھوں تکلیف ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلایا اور اپنی ہتھیلی پر لعاب دہن ڈالا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھوں میں لگایا اور پھر اُنہیں جھنڈا عطا کر دیا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت علی کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمایا۔

(ابو حاتم)

حضرت علی کا خیبر کو فتح فرمانا

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ جھنڈا اُس شخص کو دیا جائے گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، کہتے ہیں کہ مجھے سوائے اُس دن کے امارت کی کبھی خواہش نہیں ہوئی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، کو بُلایا اور اُنہیں جھنڈا دے فرمایا کہ جاؤ مڑ کر نہ دیکھنا حضرت علی نے کچھ سوچا پھر ٹھہر گئے مگر مڑ کر نہ دیکھا

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز بلند فرمائی کہ کیوں رُکے ہو؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی کیا میں اُن لوگوں سے مسلسل لڑائی کرتا رہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن سے اُس وقت تک لڑائی کرو جب تک وہ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں جب وہ گواہی دے دیں تو اُن کے خون اور اموال سے رُک جانا مگر یہ کہ اُس کے حق کے ساتھ اور اُن کا حساب اللہ عزوجل پر ہے۔

(مسلم اور تغیر لفظی کے ساتھ ابو حاتم)

فتح خیبر کی چوتھی روایت

(۴) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ خیبر میں حضرت علی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی پھر کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیچھے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم چل پڑے اور آپ سے جا ملے یہ وہ رات تھی جس کی صُبح کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کل ہم اُس شخص کو جھنڈا عطا کریں گے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہے یا فرمایا جو اللہ اور رسول کے ساتھ مُحبّ کرتا ہے اُس کے ہاتھ پر فتح دے گا۔

پھر جب حضرت علی آپ سے ملے تو اُنہیں جھنڈا ملنے کی کچھ اُمید نہیں تھی ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی یہ علی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں جھنڈا عطا فرما دیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر فتح دی۔ (بخاری۔ مسلم)

حضرت عامر میدانِ کارزار میں

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور میرے چچا عامر قوم کے ساتھ رجز پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا

ولا تصدقنا ولا صلینا

ونحن عن فضلك ما استغنینا

فبثت الا قدآم ان لاقینا

و انزلن سکینه علیناً

خُدا کی قسم کہ اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرماتا تو نہ ہم ہدایت پاتے اور نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے اور ہم اُس کے فضل سے مُستغنی نہیں ہو سکتے تو ہم اپنی مُلاقات کے لئے ثابت قدم رکھا اور ہم پر سکینہ نازل فرمایا گیا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے؟

لوگوں نے کہا! عامر

آپ نے فرمایا!

غفر اللہ لک یا عامر

یعنی اے عامر اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بطورِ خاص کسی شخص کی مغفرت طلب نہیں فرماتے تھے مگر آپ اس کی گواہی دیتے تھے۔

حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اگر عامر کے ساتھ ہم بھی مغفرت خواہش اور طمع کریں؟ پھر جب ہم خیبر میں پہنچے تو مرحب نکلا اس کے پاس بڑی سی تلوار تھی اور وہ ان لوگوں کا بادشاہ تھا اور وہ کہہ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل المجرب
اذا الحروب اقبلت تلتھب

یقیناً اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ میں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا!

قد علمت خیبر انی عامر
شاکی السلاح بطل مغامر

بلاشبہ اہلِ خیبر جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں میں مسلح اور اسلحے میں ڈوبا ہوا بہادر ہوں۔

پھر دونوں طرف سے تلواریں چلیں تو مرحب کی تلوار عامر کے گھوڑے میں دھنس گئی تو وہ گھوڑے سے نیچے گر پڑے وہ اپنی تلوار سے زخمی ہوئے اور اُن کے بدن کی ایک رگ کٹ گئی تو اُنہوں نے اپنے آپ کو قتل کرلیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی نے کہا

کہ لوگ کہتے ہیں عامر کا عمل ضائع ہو گیا کیونکہ اُس نے خُود کو قتل کر لیا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عامر کا عمل ضائع ہو گیا۔

آپ نے فرمایا! یہ بات کِس نے کی ہے؟

میں نے کہا! صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

بل له اجره مرتین

بلکہ اُس کے لئے دو اَجر ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بھیجا میں اُن سے ملا تو اُن کی آنکھیں خراب تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

لا عطین الرایة الیوم رجلا یحب الله و رسوله و یحب الله و رسوله

یعنی کل میں اُس شخص کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتا ہے۔

حضرت علی مَیدانِ کارزار میں

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دُکھتی آنکھوں سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے اپنا لُعابِ دہن مُبارک اُن کی آنکھوں میں لگایا تو اُن کی تکلیف دور ہو گئی اور آپ نے اُنہیں جھنڈا عطا کیا۔

قد علمت خیبر انی مرحب

شاکی السلاح بطل المجرب

یعنی اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مُرحب ہوں مسلح اور تجربہ کار بہادر ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کے جواب فرمایا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ

کلیث غاباتٍ کریہ المنظرۃ

او فیھم بالصاع کیل السندرہ

میں وہ ہوں کہ میری ماں میرا نام شیر رکھا میں شیر ببّر کی طرح مہیب

صورت ہوں میں تمہیں تلوار سے اس طرح ناپوں گا جس طرح بڑے

پیمانے سے ناپا جاتا ہے"۔

کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے اُس کے سر پر تلوار مار کر اُسے قتل کر دیا اور آپ کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گیا۔

(ابو حاتم)

اُیسے ہی عامر کے گھوڑے کے بارے میں روایت ہے اور وہ عامر ہی کے حق میں ہے مسلم نے اسے چند لفظوں کے تغیر سے نقل کیا ہے امام احمد نے اس روایت کو حضرت بدیرہ اسلمی سے نقل کیا ہے اور اس میں عامر کا قِصّہ بیان نہیں کیا اور مَرحب کے قول شا کی اصلاح بطلِ مجرب کے بعد اطعن احیاناً حیناً اضرب نقل کیا اور کہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس زور سے اپنی تلوار اُس کے کاندھے پر ماری کہ وہ اس میں دھنس گئی اور آپ کی ضَرب کی آواز اہلِ لشکر نے سُنی۔

کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھیوں میں سے کوئی نہیں سویا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ نے ساتھیوں کو فتح عطا فرما دی۔

اور اس کا بیان قبل اَزیں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خصائص میں ہو چکا ہے نیز حیدر شیر کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور یہ آپ کے اُسماء کی فصل میں پہلے بیان ہو چکا

ہے اور لَیث بھی شیر ہی کے ناموں سے ایک نام ہے۔

پرچمِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حقدار

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پرچم لیا اور اُسے لہراتے ہوئے فرمایا اس کا حق ادا کرنے کے لئے اسے کون لے گا؟

پھر فلاں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آکر کہا میں اس کا حق ادا کروں گا

آپ نے فرمایا! پکڑ لے۔

پھر آپ نے فرمایا!

والذی کرّم وجه محمد لا عطینا رجلا لا یفر هاك یا علی

یعنی اس ذات کی قسم جس نے رُخِ محمد کو بزرگی دی میں یہ جھنڈا اُس کو دے رہا ہوں جو بھاگے گا نہیں اور اُے علی وہ تو ہے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نکلے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن کے ہاتھ پر خیبر اور فِدک کو فتح فرمایا اور آپ اُن باغوں کو عجوہ اور قرید کھجوریں لے کر حاضر ہوئے۔ (احمد)

فارُوق اعظم کا خَیبر پر حملہ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اہل خیبر کے قلعہ پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کو ساتھ لے کر اہلِ خیبر پر تیزی سے حملہ کیا مگر ناکام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خِدمت میں واپس آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

کل میں اُس کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبّت کرتا ہے اور اللہ

اور اُس کا رسول اس کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

شیرِ خُدا کا اہلِ خَیبر پر حملہ

پھر جب اگلا دن ہوا تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حصُولِ پرچم کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلوا بھیجا حضرت علی کو آشوبِ چشم کا عارضہ تھا آپ نے اپنا لعابِ دہن مُبارک ان کی آنکھوں میں لگا کر اُنہیں پرچم عطا کر دیا اور حضرت علی ساتھیوں کے ساتھ دُشمن پر حملہ آور ہو گئے پھر رَاوی نے مَرحب کے قتل کا ذکر کرتے ہوئے کہا لشکرِ اسلام کا آخری آدمی اُس وقت سو یا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت علی اور اُن کے ساتھیوں کے ہاتھوں خیبر فتح فرمایا۔

(غیبانی، الموافقات دمشقی)

ابو بکر صدّیق اور فارُوق اعظم رضی اللہ عنہما کا خَیبر پر حملہ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر گئے اور بغیر فتح کئے واپس آ گئے پھر اگلے روز حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر نکلے اور بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے۔

خُدا و رسول کا محبوب خَیبر کو فتح کرے گا

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھیوں کو اُس روز شدت اور تنگی پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

انی دافع اللواء الی رجل یحبه الله و رسوله و یحب الله و رسوله لا یرجع حتی یفتح علیه

یعنی میں اُس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور

اس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں اور وہ خیبر کو فتح کئے بغیر واپس نہیں آئے گا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم صحابہ خوشی اور اطمینان کے ساتھ سو گئے کہ کل خیبر فتح ہو جائے گا پھر جب صُبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جھنڈا لانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اُن کی صفوں میں کھڑا کیا پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلایا اور اُن کو آشوبِ چشم تھا آپ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگایا اور اُنہیں جھنڈا لا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ پر خیبر کو فتح فرمایا حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: ہم سب کو ہی جھنڈا ملنے کی اُمید تھی۔

(مناقب احمد)

فتح خیبر کی ایک اور روایت

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفید جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف روانہ کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی کی اور کوشش کے باوجود بغیر فتح کئے واپس لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

> ''کل ہم اُس شخص کو جھنڈا عطا کریں گے جو اللہ اور اُسکے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ خیبر کو اُس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا اور وہ بھاگنے والا نہیں، یعنی فرار نہیں ہوگا''

پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلایا تو اُنہیں آشوبِ چشم تھا، آپ نے اُن کی آنکھوں میں لُعابِ دہن مُبارک ڈالا اور اُنہیں فرمایا علی یہ جھنڈا لے کر میدان میں جا کر لڑو، یہاں تک کہ اللہ تمہیں فتح یاب کرے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خُدا کی قسم! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جھنڈا لئے آگے آگے جا رہے تھے اور ہم اُن کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کے پیچھے پیچھے

جارہے تھے یہاں تک کہ آپ نے قلعہ کے نیچے جمع کئے ہوئے پتھروں کے ڈھیر میں اپنا جھنڈا گاڑ دیا۔ جسے قلعہ کے اوپر سے دیکھ کر ایک یہودی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا تو کون ہے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں علی ابن ابی طالب ہوں۔

یہودی نے کہا! آپ بھی بُلند ہیں، اور حضرت مُوسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والا کلام بھی بُلند ہے یا جو بھی کہا، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم قلعہ کو فتح کر کے ہی واپس آئے۔

(ابن اسحاق)

شیرِ خُدا نے قلعہ کے دروازہ کی ڈھال بنالی

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ نکلا یہاں تک حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا دے کر بھیجا، پھر جب ہم قلعہ خیبر کے قریب پہنچے تو اہلِ خیبر باہر نکل آئے آپ نے اُن سے لڑائی کی ایک یہودی نے آپ پر وار کیا تو آپ کی ڈھال آپ کے ہاتھ سے نکل گئی، آپ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اُسے اُکھاڑ کر ڈھال بنالیا اور پھر دروازہ کو ڈھال بنائے اُس وقت تک جنگ کرتے رہے جب تک خیبر فتح نہیں ہوا، پھر آپ نے دروازے کو زمین پر پھینک دیا جب ہم لوگ جنگ سے فارغ ہوئے تو میں نے سات افراد سے مل کر دروازہ کو اُلٹنے کی کوشش کی مگر ہم اُس کو اُلٹنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔

دروازہ کو چالیس افراد مل کر بھی نہ اُٹھا سکے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خیبر کے دروازہ کو اُٹھالیا یہاں تک کہ مُسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ فتح کرلیا اور پھر اس

دروازہ کو چالیس افراد مل کر بھی نہ اُٹھا سکے۔

اور ضعیف روایت میں آتا ہے پھر ستّر افراد نے مل کر کوشش کی مگر دَروازہ کو نہ اُلٹ سکے۔

یہ دونوں روایتیں حاکمی نے اربعین میں نقل کی ہیں۔''

حضرت علی اور اُن کے بیوی بچّے اہلِ بیت ہیں

سعید سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اُبوتراب کو گالیاں دیں۔''

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں تین باتیں سُنی ہیں جن کی بنا پر میں اُن کو گالی نہیں دے سکتا، کیونکہ اُن تین میں سے ایک بھی میرے لئے ہوتی تو میرے لئے سُرخ اونٹوں سے زیادہ بہتر ہوتی۔''

(۱) جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور علیہ السلام نے ایک غزوہ میں پیچھے رہنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! آپ مُجھے عورتوں اور بچّوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا!

أما ترضى أن تكون منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبى بعدى

یعنی کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تُم مجھے ایسے ہو جیسے مُوسیٰ علیہ السلام کو ہارُون علیہ السلام تھے مگر میرے بعد نبی نہیں۔

(۲) اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ نے خیبر کے دن فرمایا مَیں جھنڈا اُسے دوں گا اور پھر خیبر کا واقعہ بیان کیا۔

(۳) جب آیتِ کریمہ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ
(سورۃ آلِ عمران آیت ۶۱)

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کو بُلا کر فرمایا!

اللھم ھُولاءِ اھلی

یعنی الٰہی یہ میرے گھر والے ہیں۔" (مسلم، ترمذی)

خاص اہلِ بیتِ مصطفےٰ دُوسری روایت

(۲) اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرات حسن و حُسین اور علی و فاطمہ علیہم السلام پر چادر مبارک ڈال کر فرمایا!

اللھم ھؤلاء أھل بیتی وخاصتی، أذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

یعنی الٰہی! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص ہیں اِن سے رجس کو دُور فرما اور اِنہیں خُوب پاکیزہ بنادے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔"

آیتِ تطہیر میں شامل ہونے والے

سعید بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے کہا!

چچا لوگ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف کیوں مائل ہیں؟

اُس نے کہا بھتیجے! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایسے ہیں جو کچھ لڑے اُسے علم سے کاٹ دیتے ہیں اور حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریبیوں میں ہیں اور اسلام میں

سب سے پہلے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں، آپ سُنّت کو زیادہ سمجھنے والے، جنگ میں بہادر اور لوگوں میں جواد اور سخی ہیں۔

اور جب آیتِ کریمہ

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا"

نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا، حضرت علی اور حضرات حسنین کریمین علیہم السلام کو اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں بُلایا اور کہا !

اللهم إن هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيراً

یعنی الٰہی ! یہ میرے اہلِ بیت ہیں ان سے رجس کو دُور فرما کر اِنہیں خُوب پاکیزہ فرمادے۔

اِس روایت کی تخریج قلعی نے کی اور اس معنیٰ کی روایت صحیح میں ہے اور میں اس بیان کی احادیث کتاب "مناقب القرابتہ والذّریتہ" میں لاؤں گا جو اہل بیت کے فضل اور بزرگی میں کافی ووافی ہے۔

حضرت علی کا گھر حضور کے گھروں کے درمیان تھا

حضرت سعید بن عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پُوچھا تو اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عملی محاسن بیان کئے اور پھر کہا تو شائد اُن کی بُرائی کرتا ہے؟

اُس نے کہا! ہاں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! اللہ تجھے ذلیل ورُسوا کرے۔

پھر اُس شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں پُوچھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کے محاسنِ عملی بیان کئے اور فرمایا اُن کا گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گھروں کے درمیان تھا۔ پھر کہا تو شائد اُن کی بُرائی کرتا ہے؟

اُس نے کہا ! ہاں

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! اللہ تُجھے ذلیل ورُسوا کرے نکل جا اور اپنے کئے کی سزا پائے۔"

(بخاری، مخلص، ذہبی)

حضرت علی سے لڑنا حُضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لڑنا ہے

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرات حسنین کریمین علیہما السلام سے فرمایا !

أنا حرب لمن حاربهم سلم لمن سالمهم

یعنی تم سے لڑنے والے سے میری لڑائی اور تُم سے صُلح رکھنے والے کے ساتھ میری صلح ہے۔

اِنتہائی سعادتمند اور بد بخت کی نشانی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خیمہ میں دیکھا آپ نے عربی کمان پر ٹیک لگا رکھی تھی اور خیمہ میں حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسَن و حسین علیہم السلام تھے تو آپ نے فرمایا!

معشر المسلمين أنا سلم لمن سالم أهل الخيمة حرب لمن حاربهم ولي لمن والاهم لا يحبهم إلا سعيد الجد

طیب المولد ولا یبغضھم إلا شقی الجد ردی ء الولادۃ

اے مسلمانوں کے گروہ! جو ان اہل خیمہ سے صلح رکھے گا میری اُس سے صلح ہے اور جس کی ان کے ساتھ لڑائی ہے میری اُس سے لڑائی ہے۔ ان سے وہی محبت کرے گا جو انتہائی سعادتمند اور اچھی ولادت والا ہے اور ان سے وہی دشمنی اور بغض رکھے گا جو انتہائی بد بخت اور گھٹیا ولادت والا ہے۔

چشمانِ علی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن کی برکت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعابِ دہن ڈالا مجھے کبھی آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی'' احمد''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے کو چھوا اور اور خیبر کے دن میری آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن مبارک ڈال کر جھنڈا دیا تھا مجھے کبھی آشوبِ چشم سے واسطہ نہیں پڑا۔''ابوالخیر قزوینی''

سردیوں میں گرمیوں کا اور گرمیوں میں سردیوں کا لباس

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ ابی یسر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سردیوں میں گرمیوں کا لباس زیب تن فرماتے تھے، کسی نے کہا آپ سے اس کی وجہ پوچھیں۔ جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خیبر کے دن بلوایا تو مجھے آشوبِ چشم تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھے آشوبِ چشم ہے۔ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میری آنکھوں میں لعابِ دہن لگا کر فرمایا!

اللھم اذھب عنہ الحر والبرد

یعنی الٰہی! اس سے سردی اور گرمی کو دُور فرما دے۔

تو مَیں نے اُس روز سے کبھی گرمی پائی ہے نہ سردی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا آج میں جھنڈا اُس کو عطا کروں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگتا نہیں۔"

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابی اُس جھنڈے کے لئے گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگے۔ پھر آپ نے وہ جھنڈا مجھے عطا فرما دیا۔"

حضرت علی کا ترکہ امام حسن کا خُطبہ

حضرت عمرو بن حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت خُطبہ اِرشاد کرتے ہوئے فرمایا تُم سے وہ شخص الگ ہو گیا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جھنڈا عطا فرمایا تھا کہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں آئے گا۔ نیز یہ کہ اُس نے ترکہ میں سوائے سات سَو درہم کے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا جو اُس نے اپنے گھر والوں کے لئے اپنے خادم کو دے رکھے ہیں۔"

جبریل و میکائیل حضرت علی کے دائیں بائیں

حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے وقت اُنہوں نے فرمایا تم سے وہ شخص جدا ہو گیا جس کے علم پر اوّلین میں سے کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ ہی آخرین میں سے کسی نے اُن پر سبقت کی۔"

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی کمان میں ایک لشکر بھیجا تو جبریل اُن کے دائیں اور میکائیل اُن کے بائیں جانب تھے اور وہ بغیر فتح حاصل کئے واپس نہیں لوٹے۔ احمد"

ابو حاتم نے یہ روایت بیان کرتے ہوئے علم کا تذکرہ نہیں کیا۔

شہادتِ علی کی شب ہی شبِ قدر ہے

دولابی نے مزید ان الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شہید کیا گیا تو امام حسن علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا!

خُدا کی قسم تم نے اِس شخص کو اُس رات میں شہید کیا جس میں قرآن نازل ہوا اور اسی شب کو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا اور اسی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوان حضرت یُوشع علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔

خُدا کی قسم آپ سے پہلے کسی سبقت نہیں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں جنگ کے لئے بھیجا اور پھر حضرت امام حسن علیہ السلام نے یہ حدیث بیان کی

لافتیٰ اِلاّ علی، لاسیفَ اِلاّ ذوالفقار

حضرت ابی جعفر محمد بن علی یعنی حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا بدر کے دن رضوان نامی فرشتہ آسمان سے منادی کر رہا تھا:

لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ وَلَا فَتیٰ اِلَّا عَلِی

"حسن بن ارفع عدی"

شرح:۔ ذُوالفقار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار مُبارک کا نام ہے ابو عباس نے کہا اِس تلوار کا یہ نام اس لئے ہے کہ اِس میں چھوٹے چھوٹے گڑھے تھے ابو عباس نے کہا کہ مفقر وہ تلوار ہے جس میں دندانے ہوں"

حضرت علی علمبردارِ رسول ہیں (خصوصیت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے لیا تھا، حُکم نے کہا کہ جنگ بدر اور دیگر تمام جنگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جَھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی کے پاس تھا۔

علی دُنیا و آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمبردار ہیں

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ اُحد میں اُن کے ہاتھ پر چوٹ آ گئی تو اُن کے ہاتھ سے جھنڈا گر گیا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں پکڑلو تم دُنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو۔ (حضرمی)

صُلح حُدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی نے تحریر کیا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حُدیبیہ کے دن صلح نامہ کی کتابت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کی تھی۔

عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے کہا اُس سے زہری نے صلح نامہ لکھنے والے کے بارے میں پوچھا تو وہ ہنس پڑا یا مُسکرایا اور کہا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی تھے اور اگر ان لوگوں سے پوچھتا تو وہ ضرور کہتے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی بنی امیہ تھے۔

(مناقب غسانی)

خُدا نے ایمانِ علی کو آزمالیا (خصوصیّت)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب ہم حُدیبیہ میں تھے تو ہمارے پاس مشرکین آئے جن میں سہیل بن عُمر اور مُشرکوں کے سردار تھے اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا کہ آپ کے پاس ہمارے بھائی بیٹے اور عزیز لوگ آ گئے ہیں آپ اُن لوگوں کو واپس کردیں تا کہ اگر اُنہیں دین کی سمجھ ہے تو عنقریب سمجھ جائیں گے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

یا معشر قریش لتنتھن او لیبعثن اللہ علیکم من یضرب رقابکم بالسیف: علی الدین ، قد امتحن اللہ قلبہ علی الایمان

یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے پاس ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین پر تمہاری گردنیں مارے گا۔ اور اللہ نے ایمان پر اُس کے دل کا امتحان لے رکھا ہے۔

لوگوں نے کہا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! وہ کون ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ! وہ کون ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یارسول اللہ! وہ کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وہ خاصف النعل یعنی جوتا مرمت کرنے والا ہے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی نعلین مُبارک مرمت کرنے کے لئے دے رکھی تھی۔ پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کی طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا!

من کذب علیّ متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار

(ترمذی، حدیث حسن صحیح)

تنزیلِ قُرآن اور تاویلِ قُرآن پر لڑنے والے (خصوصیت)

حضرت ابُوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے!

ان فیکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ

یعنی تم میں وہ شخص ہے جو تاویلِ قُرآن پر ایسے ہی جنگ کرے گا مَیں تنزیلِ قُرآن پر

جنگ کرتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں؟

آپ نے فرمایا! نہیں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ وہ میں ہوں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نہیں بلکہ وہ جُوتا مرمت کرنے والا ہے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مرمت کرنے کے لئے نعلینِ پاک دے رکھی تھی۔ ابو حاتم''

دُوسری حدیث تاویلِ قُرآن

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منتظر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی زَوجہء مُطّہرہ کے گھر تشریف لائے۔ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر آپ کی نعلینِ پاک تھوڑی سی کٹ گئی تو حضرت علی اُس کی مرمت کرنے لگے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے چل پڑے تو ہم بھی چل پڑے۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے تو ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا!

ان منکم یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیله

یعنی تم میں سے ایک شخص اسی طرح تاویل قُرآن پر لڑے گا جس طرح تنزیلِ قُرآن پر مَیں لڑتا ہُوں۔

ہم سر اونچا کر کے دیکھنے لگے کہ وہ کون ہے اور ہم میں حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود تھے۔ مگر آپ نے فرمایا نہیں! بلکہ وہ جُوتا مرمت کرنے والا ہے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہماری طرف آئے تو ہم نے مُبارک باد دی۔

مسجد میں کھلنے والے دروازے سوائے علی کے دروازے کے بند

(خصوصیّت)

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوائے حضرت علی کے مسجد میں کھلنے والے سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا"

(ترمذی حدیث غریب)

اِن دروازوں کو اللہ تعالیٰ نے بند کیا ہے

(۲) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کچھ اصحاب کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ کہا کہ ایک روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

سدوا ھٰذہ الابواب الا باب علی

یعنی سوائے علی کے دروازہ کے یہ دروازے بند کردو۔

کہا کہ اس میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا !

اما بعد ! فانی امرت بسد ھٰذہ الابواب الا باب علی فقال فیہ قائلکم ۔ وانّی واللہ ما سددت شیأً ولا فتحتہ ولکن امرت بشی فاتبعتہ ۔ احمد"

امابعد! میں نے سوائے علی کے دروازہ کے تمہیں یہ دروازے بند کرنے کا حکم دیا ہے تو تم اس میں معترض ہو، خُدا کی قسم! مَیں نہ کسی چیز کو بند کرتا ہوں نہ کھولتا ہوں مگر جس چیز کا مُجھے حکم

دیا جاتا ہے اس کی اتباع کرتا ہوں۔

حضرت علی کے تین خصائل

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ بیشک حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو تین خصائل عطا فرمائے گئے ہیں۔ اِن میں سے اگر ایک مجھے مل جاتا تو میرے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہوتا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی زوجیت میں اپنی بیٹی کو دیا جنہوں نے اُن کے بیٹوں کو جنم دیا۔

(۲) مسجد میں سوائے اُن کے دروازہ کے سب لوگوں کے دروازے بند کردیئے۔

(۳) اُنہیں خیبر کے دن پرچم عطا فرمایا۔ مُسند احمد"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سکُونتِ علی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت علی کو تین خصائل ایسے ملے تھے جن میں سے ایک خَصلت بھی مُجھے مل جاتی تو مجھے سُرخ اُونٹ سے زیادہ بہتر تھی۔

(۱) اُن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیٹی سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی ہوئی۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کی سکونت تھی۔

(۳) خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں پرچم عطا کیا"

(الموافق ابن سمان)

بابِ علی کُھلا رہنے کی ایک اَور روایت

عبداللہ بن شریک، عبداللہ بن رقم کسائی سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ہم جنگِ جمل

کے زمانہ میں مدینہ منوّرہ کی طرف گئے تو ہماری مُلاقات سعد بن مالک سے ہوئی تو اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد میں کھلنے والے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور حضرت علی کے دروازہ کو کھلا چھوڑ دیا۔ مُسند احمد"

حضرت ابوبکر کے سوا سب کے دَروازے بند کر دیئے

سعدی نے کہا عبداللہ بن شریک کذاب ہے، ابنِ حبان نے کہا تشیع میں غالی ہے۔ اثبات سے روایت کرتا ہے جو بلا شُبہ ثقاتِ حدیث سے ہے۔ اور بیشک یہ حدیث حضرت عباس اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے اور جو حدیث اَبی اسعد سے بخاری و مسلم میں روایت کی گئی صَحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

لا یبقی باب فی المسجد الا اسد، الا باب ابی بکر

یعنی مسجد میں سوائے ابوبکر کے دَروازہ کے کوئی دروازہ باقی نہ رہے۔

اب اگر حضرت علی کے بارے بیں بھی حدیث صحیح ہے تو اُسے مختلف احوال پر حمل کریں گے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان موافقت پیدا کرنا ہوگی۔

حضرت علی جُنبی حالت میں مسجد میں آسکتے ہیں (خصوصیّت)

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

یا علی لایحل لاحدی یجتنب فی ھذاالمسجد غیری و غیرك

یعنی اَے علی میرے اور تیرے سوا کسی کو حلال نہیں کہ جُنبی حالت میں مسجد میں آئے۔

علی بن منذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ضَرار بن صرد سے پُوچھا کہ اس حدیث کا کیا معنیٰ ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ علی تیرے اور میرے سوا جنبی

حالت میں کسی کو مسجد میں راستہ بنانا جائز نہیں۔" (ترمذی)

حضرت علی مقبل اور دلیل مصطفیٰ ہیں

حضرت انس بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ حضرت علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آئے تو آپ نے فرمایا اَے انس میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ!

آپ نے فرمایا ! یہ مقبل قیامت کے دن میری اُمت پر میری حجت ہوگا۔

حضرت علی عِلم و حکمت کے شہر اور گھر کا دَروازہ ہیں

(خصوصیّت)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

انا دارُ الحکمت و علی بابھا

میں حکمت کا گھر ہوں علی اس کا دَروازہ ہیں۔

حضرت علی علم کے گھر اور شہر کا دَروازہ ہیں

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

انا دارُ العلم و علی بابھا

میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں

اِس کی تخریج حسان نے مصابیح میں کی"

اور ابو عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

انا مدینۃ العلم و علی بابھا

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

اور اس میں یہ زائد ہے کہ جس کا ارادہ علم حاصل کرنا ہے اُسے چاہیے کہ دروازہ سے آئے۔

حضرت علی سُنّتوں کے سب سے بڑے عالم ہیں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے پُوچھا تُمہیں عاشورہ کے روزہ کا فتویٰ کس نے دیا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ علی (علیہ السلام) نے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا! علی (علیہ السلام) لوگوں میں سُنّت کے سب سے زیادہ عالم ہیں۔ اس کی تخریج ابو عمر نے کی۔"

حضرت علی کی تمام اُمّت میں علم وحِلم میں بڑا ہونے کی (خصوصیّت)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار ہو گئے۔ مجھے فرمایا! کیا فاطمہ کی عیادت کرو گے؟ میں نے عرض کیا ضرور۔

چنانچہ میں نے حضور کی نقاہت کی وجہ سے آپ کو اپنے اوپر سوار کیا لیکن مجھے حضور کا کوئی بوجھ محسوس نہ ہوا۔" حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قریب ہے کہ فاطمہ کا بوجھ کوئی اور اُٹھائے گا مگر اس کا اجر تُمہیں ملے گا۔

ہم سیّدہ کے ہاں آئے اور اُن کی خیریت دریافت کی۔

آپ نے فرمایا! حزن وغم کی شدّت ہے، فاقہ کشی ہے اور بیماری طویل ہے۔

حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کہا میں نے اِس حدیث کو اپنے باپ کے ہاتھوں سے لکھا ہوا دیکھا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان تحریر ہے:

اَوَمَا تَرضِینَ اِنِّی زَوَّجتُكِ اَقدَمَهُمْ سَلْمًا

وَاَكثَرهُمْ عِلْمًا وَاَعظَمُهُمْ حِلْمًا

اے بیٹی! کیا تُو اِس پر راضی نہیں ہے کہ میں نے تُمہاری شادی اُس شخص سے کی ہے جو سب سے پہلے اسلام لائے، زیادہ علم والے ہیں اور حِلم کے بڑے مرتبہ پر فائز ہیں۔

اِس کی تخریج احمد نے کی ہے۔"

قلعی نے بیان کیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

زوجتك سيدا في الدنيا والآخرة

میں نے تمُہاری شادی اُس سے کی ہے جو دُنیا اور آخرت کے سردار ہیں"

عطا سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ میں کوئی ایسا بھی تھا جس کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ ہو۔ جواب دیا میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بڑھ کر فرائض کو جاننے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ علی علیہ السلام کو علم کے نوَ حصے عطا ہوئے اور وہ دسویں میں بھی تمہارے شریک ہیں۔

کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پُوچھا کہ حضرت علی کیسے آدمی ہیں؟

اُنہوں نے جواب دیا کہ آپ (کرم اللہ وجہہ) کا شکمِ اقدس حِکمت، علم، رُعب و داب اور بہادری سے بھرا ہوا تھا اور یہ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قُرابتدار بھی تھے۔

اس کی تخریج احمد نے المناقب میں کی"

عُمر ہلاک ہو جاتا

مروی ہے کہ ایک عورت نے چھ ماہ کا بچہ جنا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ اُسے سنگسار کر دیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ

(سورۃ لقمان آیت ۱۴)

چنانچہ بچہ کے حمل اور دُودھ پینے کی مدت تیس ماہ ہے اور دُودھ کے بارے میں کہا ہے کہ اس کی مُدّت دو سال ہے۔ لہٰذا حمل کی مُدّت چھ ماہ اور دُودھ کی مُدّت دو سال ہوئی۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس عورت کے رجم کر ترک کر دیا اور کہا!

لَو لا علی لھلك عمر

اگر علی نہ ہوتے تو عُمر ہلاک ہو جاتا۔

حضرت عُمر کی دُعا

سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس مشکل سے پناہ مانگتے تھے جس کے حل کے لئے ابوالحسن نہ ہوں۔''

حضرت محمد بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد دمشق میں گیا اور وہاں ایک بزرگ آدمی کو دیکھا جس کا بُڑھاپا آشکار تھا۔ میں نے پُوچھا: اَے بزرگ انسان! آپ نے کس شخص کا زمانہ دیکھا ہے؟ اُس نے جواب دیا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دَور دیکھا ہے۔

میں نے پُوچھا! کیا آپ کسی جنگ میں شریک ہوئے۔ اُنہوں نے جواب دیا: ہاں! میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ میں نے کہا: آپ اپنا کوئی واقعہ سُنائیں۔ اُنہوں نے کہا: ہم قتیبہ کے ساتھ حج کو روانہ ہوئے اور ہم اِحرام کی حالت میں تھے۔ اور ہم نے شُتر مُرغ کے انڈے اُٹھائے ہوئے تھے اور ہم نے حج ادا کیا۔

اس کے بعد امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرے ساتھ آؤ پھر وہ ہم کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

حُجروں کی طرف آئے اور ایک حُجرہ پر دستک دے پُوچھا یہاں ابوالحسن موجود ہیں؟ اندر سے کسی عورت نے جواب دیا کہ وہ یہاں نہیں ہیں۔ حضرت عُمر نے کہا: میرے ساتھ چلے آؤ چُنانچہ حضرت علی کے پاس پہنچے آپ اُس وقت مٹی کی ڈھیریاں بنا رہے تھے۔

آپ نے کہا! ان لوگوں نے شُتر مُرغ کے انڈے اِحرام میں اُٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: آپ اِن کو بھیج دیتے خُود کیوں آئے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میرا آنا ضروری تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ باکرہ اُونٹنیوں کو لے کر اُن کو اونٹوں سے ملاؤ جو بچے پیدا ہوں وہ اِن انڈے والوں کو دے دیں۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! بعض اُونٹنیوں کے بچے ساقط ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ بعض انڈے بھی خراب ہوتے ہیں۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوئے تو اُنہوں نے کہا: اَے اللہ! اگر مُجھ پر کوئی مصیبت آئے ابوالحسن میرے پاس ہوں۔"

صحابہ کا حضرت علی سے مسائل دریافت کرنا

حضرت عزینہ عبدی نے کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا: عمرہ کہاں سے شروع کروں؟ کہا: علی سے دریافت کرو۔

اس کی تخریج ابوعمر نے اور ابن سمان نے موافق میں کی۔

ابی حازم نے کہا: ایک شخص نے معاویہ سے مسئلہ پُوچھا تو اُنہوں نے کہا: علی ابن ابی طالب سے دریافت کرو۔ تو اُس شخص نے کہا: میں آپ کا جواب سُننا چاہتا ہوں مُجھے آپ کا جواب علی کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ کہا: تُم نے اچّھا نہیں کیا کہ اُس آدمی سے نفرت کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم سے سیراب فرما رکھا ہے اور جن کے بارے میں فرمایا کہ:

"تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارُون کی مُوسیٰ سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ہر مُشکل حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حل کرواتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے جرابوں کے اُوپر مسح کرنے کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسئلہ علی سے پُوچھو۔

سراپائے رسول علی سے پُوچھو

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ یہودیوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صِفات کی بابت دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا: میں غار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان دو اُنگلیوں کی طرح تھا۔ میں کوہِ حرا پر اِس انداز میں چڑھا کہ میری چھوٹی اُنگلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چھوٹی اُنگلی میں تھی۔ لیکن آپ کی بابت بیان کرنا سخت کام ہے۔ لٰہذا تُم علی کے پاس جاؤ اور اُن سے دریافت کرو۔

چنانچہ وہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس حاضر ہُوئے اور عرض کی: اے ابوالحسن! اپنے ابنِ عم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے وصف کے بارے میں بتایئے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیانے قد کے تھے اوپر کا نصف حصہ سُرخی مائل سفید تھا۔ گھنگریالے بالوں والے تھے۔ پیچیدہ نہیں تھے۔ سیاہ موٹی آنکھوں والے، پتلی کمر والے، سفید دانتوں والے، درمیانے ناک والے، گردن چاندی کی صراحی، گردن سے ناف تک سیاہ بال چھڑی کی مانند، ان بالوں کے علاوہ جسم میں اور سینے میں کوئی بال نہیں تھا۔ آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پُر گوشت تھے۔ جب چلتے تو اس طرح احتیاط سے چلتے تھے گویا پتھر پر سے قدم اُٹھا رہے ہیں۔ جب مُڑتے تو

پورے جسم کے ساتھ مُڑتے، جب کھڑے ہوتے تو لوگوں پر چھا جاتے، جب تشریف رکھتے تو لوگوں سے بُلند ہوتے، جب بولتے تو لوگ خاموش ہو جاتے۔ جب خُطبہ دیتے تو لوگ رونے لگ جاتے، لوگوں پر بڑے مہربان اور یتیم کے لئے مہربان باپ کی طرح تھے، بیواؤں کے لئے بہت زیادہ سخی، بہت زیادہ بہادر بڑے کریم، ہشاش بشاش، آپ کا لباس عبا، خوراک جَو کی روٹی، سالن دودھ، بچھونا کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا گدّا، آپ کا بستر گھنے پتوں کا بنا ہوا جن کو پتلی ڈوری سے باندھ دیا گیا تھا، آپ کے دو عمامے تھے ایک کا نام صحاب دوسرے کا نام عقاب، تلوار کا نام ذوالفقار، آپ کا جھنڈا روشن تھا، اونٹنی کا نام غضبا، خچر کا نام دُلدل، گدھے کا نام یعفور، گھوڑے کا نام مرتجز، بکری کا نام برکہ، چھڑی کا نام ممشوق، لواء کا نام حمد، اونٹ کو باندھتے تھے، پانی نکالنے والے جانور کو گھاس کھلاتے تھے، کپڑے کو ٹانکا لگاتے اور جوتے کو پیوند لگاتے۔

خوف اور دھمکی سے حد کا نِفاذ نہیں

زید بن علی اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاملہ عورت لائی گئی جو اپنے گُناہ کا اقرار کر چکی تھی۔ آپ نے اُسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عورت کو دیکھا تو اُس کی بابت دریافت کیا کہ اس کا کیا معاملہ ہے۔ جب آپ کو مَعلوم ہوا تو وہ اُس عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ارشاد فرمایا کہ اس عورت پر تو تیرا حکم ٹھیک ہے لیکن اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا کیا قصور ہے؟ یا یہ کہ اُس نے آپ کے ڈر کی وجہ سے یہ اعتراف کیا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے تو کیا آپ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سُنا کہ جو شخص قید، یا حبس یا دھمکی کی وجہ سے جرم کا اقرار کر لے تو اس پر حد قائم نہیں ہو گی۔ اس کا اقرار کرنا درست نہیں ہے۔ تو عورت کو چھوڑ دیا گیا۔"

حاملہ رجم نہ کی گئی

عبداللہ بن حسن سے روایت ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، ایک عورت رجم کے لئے لائی گئی، پوچھا اس عورت کا کیا معاملہ ہے۔ اُس نے بتایا مجھے رجم کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کا حکم رجم عورت کے لئے درست مگر اس کے شکم میں جو بچہ ہے اُس کا کیا قصور ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ضمانت پر اُس عورت کو چھوڑ دیا گیا۔ اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو پھر اُس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور اُسے رجم کیا گیا۔ یہ اور عورت تھی، اللہ بہتر جانتا ہے ورنہ خوف کی وجہ سے اقرار درست نہیں اور نہ ہی رجم کرنا درست ہے۔

مجبور پر حد نہیں

عبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے کہ ایک عورت شدّتِ پیاس سے مجبور ہو کر چرواہے کے پاس پانی مانگنے گئی، اُس (چرواہے) نے پانی اِس شرط پر دیا کہ وہ اس کے ساتھ بدفعلی کرے، مجبوراً وہ اس پر تیار ہو گئی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے اُس عورت کے رجم کرنے کے بارے میں پوچھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ سے کہا: اس کو چھوڑ دیں اس لئے کہ یہ تو مجبور تھی۔ چنانچہ اُس کو چھوڑ دیا گیا۔

بے ہوش کے لیے حد نہیں

ابوطبیان نے کہا میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے پاس ایک زانیہ لائی گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کے رجم کا حکم دیا،

اُس کو رجم کے لئے لے جایا جارہا تھا راستے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ملے، آپ نے فرمایا: اسے کیوں لے جارہے ہو؟ لوگوں نے بتایا یہ زانیہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے رجم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُس عورت کو اُن سے چُھڑالیا اور رجم کرنے والوں کو واپس بھیج دیا۔

اُن لوگوں نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ہمیں حضرت علی نے واپس بھیجا ہے۔ حضرت عُمر نے کہا! علی نے یہ کام کسی وجہ سے کیا ہوگا" چُنانچہ اُنہوں نے آپ کو بُلوا کر اس کی وجہ پوچھی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ حدیث نہیں سُنی کہ: تین آدمیوں کو سزا نہیں دی جاسکتی، جو شخص نیند میں ہو جب تک بیدار نہ ہو جائے، دوسرا جب تک بچہ بڑا نہ ہو جائے اور بے ہوش جب تک ہوش میں نہ آجائے۔"

یہ فلاں قوم کی بے ہوش عورت ہے ممکن ہے یہ فعل بے ہوشی کی وجہ سے سرزَد ہوا ہو۔ حضرت عمر نے کہا میں نہیں جانتا۔ حضرت علی نے کہا میں بھی نہیں جانتا، چنانچہ حضرت عمر نے اُس عورت کو چھوڑ دیا۔"

عِدّت تک دونوں کو الگ رکھو

مسروق سے روایت ہے اُنہوں نے کہا! حضرت عمر کے پاس ایک عورت آئی اُس نے عدّت کے اندر نکاح کرلیا تھا۔ حضرت عُمر نے دونوں میاں بیوی کو الگ کردیا اور فرمایا پھر کبھی اکٹھے نہ ہوں اور عورت کے حق مہر کو بَیت المال کا حق قرار دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا! کہ نکاح کرنے والے دونوں کو اگر مسئلہ معلوم نہیں تھا تو مہر عورت کا حق ہے اس لئے کہ مَرد نے اُس سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ عدّت کے ختم ہونے تک دونوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھا جائے۔ جب عدّت ختم ہوگی تو یہ شخص خُطبہ دینے والوں میں سے ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا کہ جہالت کی باتوں کو چھوڑ دو اور سُنت کی طرف رجوع کرو اور علی کے قول پر عمل کیا"

ابی ظبیان نے احمد میں اور ابنِ سمان نے الموافق میں تخریج کیا۔

ابن سیرین سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے سوال کیا کہ غلام کتنی عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے؟ پھر حضرت علی سے کہا! اَے معافری چادر والے میں آپ سے پُوچھ رہا ہوں۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا دو عورتوں سے۔

عین اللہ کا فیصلہ

محمد بن زیاد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ ایک شخص آپ سے ملا جس کی آنکھ پر تھپڑ لگا ہوا تھا۔ پُوچھا یہ تھپڑ کس نے لگایا ہے؟ اُس نے کہا: علی نے۔

کہا: تیرا یہ حشر ''عین اللہ'' نے کیا ہے، اور حضرت علی سے کچھ نہ پُوچھا۔ آدمی ابھی حضرت علی کے پاس موجود تھا کہ اسی اثنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے فرمایا یہ طواف کے دوران غیر محرم کو دیکھ رہا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ نے یہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے دیکھا تھا۔

ایک اور روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طواف کر رہے تھے اور حضرت علی علیہ السلام آپ سے آگے تھے۔ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شکایت کی کہ اے امیر المومنین! علی سے میرا حق دلائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رُک گئے، جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آ گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَے ابو الحسن! آپ نے اس شخص کو تھپڑ مارا ہے؟ حضرت علی نے کہا: ہاں!

پُوچھا: کیوں مارا ہے؟ کہا کہ یہ مومنوں کی خواتین کو دیکھ رہا تھا۔ کہا! اَے ابو الحسن آپ نے اچھا کیا۔

پھر اُس شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا! تیری اس حرکت کو عیُون اللہ میں سے ایک آنکھ نے دیکھا ہے۔ اور تیرا ان پر کوئی حق نہیں۔ اور کہا آپ یعنی علی علیہ السلام کو کہ جو اَمر خدا ہے اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کا ولی تصوّر کرو۔

دُوسرے کو لے آؤ مال لے جاؤ (فیصلہ)

حنش بن معتمر سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے بطور امانت سو دینار رکھے اور اُس عورت سے کہا: جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں اُس وقت تک کسی کو نہ دینا۔ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اُن میں سے ایک شخص آیا اور عورت سے کہا: میرا ساتھی فوت ہو چکا ہے لہٰذا دینار مُجھے دے دیں۔ عورت نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اُس شخص نے عورت کے اقربا سے دباؤ ڈلوایا تو بالآخر اُس نے وہ سو دینار اُس شخص کو دے دیئے۔

ایک سال مزید گزرنے کے بعد دُوسرا شخص آ گیا اور اُس نے بھی اُس عورت سے دیناروں کا مطالبہ کیا۔ اُس نے کہا کہ تیرے ساتھی نے آ کر تمُہارے انتقال کی خبر دے کر وہ دینار مُجھ سے لے لئے تھے۔

فیصلہ کے لئے دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو گئے۔ اُنھوں نے عورت کے خلاف اس کا فیصلہ دینا چاہا تو عورت نے کہا ہمیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیج دیجیئے۔ چنانچہ اُن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیج دیا گیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اِس بات کا اِدراک ہو گیا کہ اُنہوں نے اس عورت کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اُس شخص سے فرمایا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں اُس وقت تک کسی کو مال نہ دینا۔ اُس نے کہا! ہاں ہم نے کہا تھا۔ آپ نے فرمایا! تمُہارا مال ہمارے پاس موجود ہے۔ اپنے ساتھی کو لے آؤ اور آ کر لے جاؤ۔

علی کا فیصلہ مانا گیا

موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مال جمع ہو گیا تو اُنہوں نے اُسے تقسیم کر دیا۔ مگر کچھ مال بچ گیا۔ آپ نے صحابہ سے مال کی بابت مشاورت کی تو اُنہوں نے کہا اِسے آپ اپنے پاس رکھ لیجیئے۔ بوقتِ ضرورت یہ آپ کے کام آئے گا۔ حضرت علی

علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت عُمر نے پوچھا آپ کس وجہ سے خاموش ہیں؟ آپ نے فرمایا لوگوں کے مشورہ کے بعد میری کیا ضرورت ہے؟ حضرت عمرُ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ بھی مشورہ دیں تو آپ نے فرمایا میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ مال تقسیم کردیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے مال تقسیم کردیا۔

حضرت عُمر کا قوَل

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے اُس کا جواب دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے کہا اے ابوالحسن میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جس قوم میں آپ موجود نہ ہوں۔"

یحییٰ بن عقیل سے روایت ہے کہ جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کسی چیز کی بابت سوال کرتے تو آپ بتادیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے یاعلی! اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے بعد زندہ نہ رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیّت کا حصُول

اور یحییٰ بن عقیل حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت عمر سے کہا کہ اگر تم اپنے ساتھیوں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی معیّت چاہتے ہو تو اپنی خواہشات کم کردو، بھوک سے کم کھاؤ، تہہ بند اونچا باندھو اور قمیض چھوٹی پہنو اور جُوتے کو گانٹھا کرو پھر تُم اُن کے ساتھ رہو گے۔

مِیراث کی تقسیم کا فیصَلہ

محمد بن یحییٰ ابن حبان سے روایت ہے کہ حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں

ایک ہاشمیہ اور دُوسری انصاریہ۔ آپ نے اَنصاریہ کو طلاق دے دی، حبان سال کے آخر پر فوت ہو گئے۔ انصاریہ نے کہا میری عدّت ختم نہیں ہوئی۔ وہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مقدّمہ لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: مجھے علم نہیں پھر اس مسئلہ کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے گئے تو اُنہوں نے انصاریہ عورت سے کہا: کیا تو منبرِ رسول کے پاس قسم کھاتی ہے کہ تمہیں تین حیض نہیں آئے تو تو میراث کی حقدار ہو گی۔ اُس نے قسم کھائی تو میراث کی حقدار ٹھہری۔

حضرت علی کے سِوا اَصحابِ رسول میں سے کِسی نے سلونی کا دعویٰ نہیں کیا (خصوصیّت)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سوا کسی صحابیِ رسول نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ مُجھ سے جو چاہو پُوچھ لو۔

ابو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا یہ دعویٰ کسی شخص نے نہیں کیا کہ جو چاہو مجھ سے پُوچھ لو۔

قُرآن کی تنزیل مُجھ سے پُوچھو

ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! جو چاہو مُجھ سے پُوچھ لو۔ مجُھ سے جس چیز کی بابت پوچھو گے میں تمُہیں اس سے آگاہ کروں گا۔ مجھ سے کتاب اللہ کا مسئلہ دریافت کرو۔ میں وہ ہُوں جو قُرآن کی ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں۔ یہ مُیدان میں نازل ہوئی پہاڑ پر۔

علی تمام لوگوں سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والے تھے

(خصوصیّت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: علی میری اُمّت میں سب سے بڑھ کر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

حضرت عُمر کا اِعتراف

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا کہ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) ہم میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے ہیں۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ کہا کرتے تے کہ اہلِ مدینہ میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔

سات باتوں میں مُنفرد

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: اے علی! تم سات باتوں میں لوگوں پر فخر کرو اِن میں قریش میں کوئی بھی تیرا ہم پلہ نہیں ہوگا۔ تم اللہ پر سب سے پہلے ایمان لائے اور اللہ سے کئے گئے عہد پر سب سے زیادہ وفا کی، اللہ تعالیٰ کے حکم کی سب سے زیادہ پابندی کی، لوگوں میں ہمیشہ برابر تقسیم کیا لوگوں میں سب سے زیادہ انصاف کیا، فیصلہ کرنے میں بالغ نظر اور اللہ سے سب زیادہ اجر پانے والے تُم ہو۔

رسول اللہ کی حضرت علی کیلئے دُعا جب آپ کو یمن کا قاضی بنایا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو اُس وقت میں نوجوان تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مُجھے ایسی قوم کے پاس بھیج رہے ہیں جس میں بڑی عمر کے لوگ موجود ہیں اور مجھے فیصلہ کرنے میں کوئی خاص مہارت نہیں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہاری زُبان کو درست رہنمائی فرمائے گا اور تُمہارے دل کو مضبوط رکھے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کبھی شک نہ گزرا۔"

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری زبان کو ثابت اور تیرے دل کو ہدایت دے گا" پھر اپنا ہاتھ علی کے مُنہ پر رکھا۔"

فیَصلہ کرنے میں آسانی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُجھے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مُجھے جس قوم میں بھیج رہے ہیں وہ بڑی عمُر والے ہیں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سینے پر ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ تیرے دل کو ہدایت اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا جب تم دو اشخاص کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو دونوں کی بات سُن کر فیصلہ کرنا۔ جب ایسا کرو گے تو صحیح فیصلہ تمہارے سامنے آ جائے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں اِس بات کا پابند رہا ہوں لہٰذا پھر مجھے کبھی مشکل پیش نہ آئی۔

حضرت علیؑ کے بعض فیَصلے

حضرت زرین بن جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی کھانا کھا رہے تھے جبکہ اُن میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں

تھیں۔ ایک تیسرے شخص نے اُن سے کھانے میں شامل ہونے کی اجازت چاہی تو دونوں نے کھانے میں شامل کرلیا۔ تینوں نے مل کر برابر کھانا کھایا۔ پھر جو شامل ہوا تھا اُس نے آٹھ درہم دیتے ہوئے کہا یہ تُمہارے کھانے کا عوض ہے جو میں نے کھایا ہے۔ درہموں کی تقسیم پر اُن دونوں کا جھگڑا ہو گیا۔ پانچ روٹی والے نے کہا میری پانچ روٹیاں تھیں میں پانچ لوں گا جبکہ تین روٹی والے کا کہنا تھا کہ درہموں کی تقسیم برابر ہونی چاہیے۔ دونوں اپنا فیصلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس لائے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین روٹیوں والے سے کہا اپنے ساتھی کی بات مان لو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ اُس نے کہا! میں صحیح فیصلہ چاہتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: صحیح فیصلہ میں تمہیں ایک اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملیں گے۔ اُس نے عرض کیا: وہ کیسے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کرنے کے بعد چوبیس ٹکڑے ہوتے ہیں تو پانچ والے کے پندرہ اور تین والے کے نو ٹکڑے ہوئے۔ اور برابر کھانے کی وجہ سے سب نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے پندرہ والے نے آٹھ کھائے اور اُس کے سات بچ گئے جبکہ تمہارے نَو میں آٹھ تُم نے کھائے اور ایک ٹکڑا اُس نے کھایا۔ اس لئے تُمہیں ایک درہم اور تمہارے ساتھی کو سات درہم ملیں گے۔ وہ کہنے لگا: اب مَیں راضی ہوں۔

دِیَت کیسے اور کتنی ہو؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا وہاں چار اشخاص شیر کا شکار کرنے کی وجہ سے گڑھے میں گِر گئے، پہلے شخص نے گرتے ہوئے دُوسرے کو پکڑا۔ دُوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو اِس طرح چاروں کے چاروں گڑھے میں جا گرے۔ شیر نے اُن کو زخمی کر دیا اور زخموں کی وجہ سے سب مر گئے۔ اُن کے ورثاء میں جھگڑا ہو گیا حتیٰ کہ نوُبت قتل و غارت تک آ پہنچی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے درمیان صحیح فیصلہ کردوں ورنہ میں تمہیں اُس وقت تک لڑنے نہیں دوں گا جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک نہ پہنچ جاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمُہارے درمیان فیصلہ فرمادیں۔ آپ نے رُبع دیت، ثُلث دِیَت، اور پُوری دِیَت کی سزا دی۔ آپ نے اُن قبائل کو جمع کیا جنھوں نے کنواں کھودا تھا۔ پہلے شخص پر رُبع دیت مقرر کی کیونکہ اُس کو اُوپر والے نے ہلاک کیا تھا دُوسرا اُوپر تھا جو اُس کے نزدیک تھا، ثُلث دیّت مقرر کی جو اُس کے اُوپر تھا جو اُس کے اوپر تھا اُسے نصف دیّت اور چوتھے پر پوری دیّت قائم کی۔

اُن لوگوں نے اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں مقامِ ابراہیم پر حاضر ہو گئے۔ اُنہوں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ اُن میں سے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہمارے درمیان فیصلہ کیا ہے اور ساتھ ہی تمام فیصلہ بیان کر دیا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔"

اِس کے لائق نہیں

حضرت حارث رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں نے اِس پاگل عورت کو دھوکا دیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے غَور سے دیکھا عورت خُوبصورت تھی۔ فرمایا! یہ شخص کیا کہتا ہے؟ عورت نے عرض کیا: میں پاگل نہیں ہُوں خاص وقت میں بیہوش ہو جاتی ہوں۔ فرمایا: اس کو لے جاؤ لیکن اس کے لائق نہیں ہو۔"

قُرعہ اندازی کرلو

حضرت زَید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ الکریم یمن میں

تشریف لائے وہاں تین آدمیوں نے ایک ہی طُہر میں ایک ہی لونڈی سے جماع کیا اُس نے لڑکا جنا۔ ہر ایک نے لڑکے کا مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُن میں سے ایک سے فرمایا! کیا تم اِس لڑکے سے بخوشی دستبردار ہوتے ہو۔ اُس نے عرض کیا: نہیں۔ ''آپ نے فرمایا: تم اس فعل میں برابر کے شریک ہو۔ ہم لڑکے کے حوالہ سے قُرعہ اندازی کر لیتے ہیں جس کے نام قرعہ نکلے گا اُس کو تیسرا حصہ قیمت دینا ہوگی اور ہم لڑکا اُس شخص کو دے دیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شکرِ خدا ادا کیا

جمیل بن عبداللہ بن یزید مدنی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حضرت علی کرمُ اللہ وجہہ الکریم کے ایک فیصلے کا ذکر ہوا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا: خُدا کا شُکر ہے جس نے ہم اہلِ بیت میں حکمت کو رکھا۔''

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں کی''

قرآنِ مجید کی ایک آیت پر عمل کی (خصوصیّت)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ کتاب اللہ کی ایک ایسی آیت ہے جس پر میرے سوا کسی نے عمل نہیں کیا''

ءَ اَشۡفَقۡتُمۡ اَنۡ تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذۡ لَمۡ تَفۡعَلُوۡا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَیۡکُمۡ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ وَ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ

(سورۃ المجادلہ آیت ۱۳)

یومِ طائف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رَاز کی بات کرنے کی (خصوصیّت)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے طائف کے دن علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بُلا کر راز کی بات بتائی۔ لوگوں نے آپ سے عرض کی

کہ آپ نے اپنے ابنِ عَمّ سے طویل سرگوشی فرمائی ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ یہ اللہ نے کی ہے۔

علی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاندھے پر چڑھنا (خصوصیّت)

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور میں کعبہ کے پاس آئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا! بیٹھ جاؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے کاندھے پر سوار ہو گئے جب میں نے اُٹھنا چاہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ میں کمزوری محسوس کی اور نیچے اُتر پڑے پھر آپ میرے لیے تشریف فرما ہوئے اور فرمایا! علی میرے کاندھے پر سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے دونوں کاندھوں پر سوار ہو گیا۔آپ کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: میں اِتنا بلند ہوا کہ اگر چاہتا تو اُفق کو ہاتھ لگا لیتا۔حتیٰ کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا جس پر پیتل اور تانبے کی مُورتیاں پڑی ہوئی تھیں۔

میں اُن (مُورتیوں کو) دائیں بائیں آگے اور پیچھے اُکھاڑنے لگا۔جب میں اُکھاڑ چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نیچے پھینک دو۔ میں نے نیچے پھینک دیں تو گر کر شیشے کی طرح چکنا چور ہو گئیں۔

میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس ڈر سے وہاں سے تیزی سے چلنے لگے تا کہ کوئی شخص ہمیں دیکھ نہ لے۔ہم گھروں کے اندر چُھپ گئے۔

اس کو احمد، صاحب صفوۃ اور حاکم نے تخریج کیا۔

علی علیہ السلام نے فرمایا! میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا! بڑے بُت کو گرا دو جو تانبے کا بنا ہُوا تھا اور لوہے کی کیلوں سے نصب کیا گیا تھا۔اُس میں لوہے کی اِک تار تھی جس کو کیلوں سے زمین میں گاڑ دیا گیا تھا۔رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! (اے علی!) ان کو اُکھاڑ دو۔ میں نے اُن کا اُکھاڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نیچے پھینک دو۔ میں نے نیچے پھینک دیا۔

علی کا قیامت کے روز لواء الحمد اُٹھانے اور رسول اللہ کے سامنے عرش کے سائے میں کھڑا ہونے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سبز لباس پہنائے جانے کی خصوصیات

اُمّتِ محمدیہ کا حِساب

مخدوج بن زید زھلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علی! قیامت کے روز سب سے پہلے میں اُٹھایا جاؤں گا اور عرش کے سایہ میں دائیں طرف کھڑا ہوں گا مجھے جنّت کا سبز لباس پہنایا جائے گا۔ پھر دیگر انبیاء کو باری باری اُٹھایا جائے گا۔ (انبیاء) ایک صف میں کھڑے ہوں گے اور جنّت کے سبز لباس زیبِ تن کریں گے۔ اے علی! میری اُمت کا حساب قیامت میں سب سے پہلے ہوگا۔

لِواء الحمد علی کو مِلے گا

اے علی! آپ کو بشارت ہو میری قرابت کی وجہ سے میر الواء الحمد تجھے بُلا کر دیا جائے گا۔ تم لواء الحمد کو لے کر آدم اور تمام مخلوق کے درمیان چلو گے۔ قیامت کے روز لوگ میرے لواء کے سائے میں ہوں گے۔ جس کا طول ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگا۔ جس کی صنعان یاقوت سُرخ کی اور قبضہ سفید چاندی کا ہوگا۔ زجہ سبز موتی کا جس کے تین پھریرے ہوں گے ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں تیسرا دُنیا کے وسط میں ہوگا۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور دوسری سطر میں لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوگا ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال چلنے کے برابر ہوگی۔ اس کا عرض ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگا۔

(اے علی!) آپ لواء لے کر چلیں گے۔ حسَن آپ کے دائیں جانب اور حُسین آپ کے بائیں جانب ہوں گے۔ میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان عرش میں تشریف فرما ہوں گے۔ تم جنت کا جوڑا پہنو گے اور نداء دینے والا عرش کے نیچے سے نداء دے گا۔ بہترین باپ آپ کے باپ ابراہیم ہیں اور بہترین بھائی آپ کے علی ہیں۔

اے علی! آپ کو بشارت ہو جب مجھے لباس پہنایا جائے گا اُس وقت تجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب مجُھے بُلایا جائے گا اُس وقت تجھے بُلایا جائے گا۔ جب مجُھے اُٹھایا جائے گا اُس وقت تجھے اُٹھایا جائے گا۔

خُوبیوں کا مُرقع

ایک اور روایت میں ہے کسی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! علی لواء الحمد کیسے اُٹھائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیسے نہ اُٹھا سکیں گے، ان کو بہت سی خوبیاں عطا ہوئیں ہیں۔ مجھ جیسا صبر، یوسف علیہ السلام جیسا حسن اور جبرائیل کی قوت کے برابر قوت عطا ہوئی ہے۔

دُنیا و آخرت میں علم دارِ رسول

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! قیامت میں آپ کا جھنڈا کون اُٹھائے گا؟

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو دُنیا میں اُٹھاتا تھا وہ قیامت میں اُٹھائے گا۔ وہ علی بن ابی طالب ہوں گے۔

اضطرابِ علی دُور کر دیا

حضرت ابوسعید سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چند صحابہ کو

لباس پہنائے اور علی کو لباس نہ پہنایا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کے چہرہ میں اِضطراب دیکھا تو فرمایا: اَے علی! تُو اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا اُس وقت تُجھے لباس پہنایا جائے گا۔ تجھے عطا کیا جائے گا جب مجھے عطا کیا جائے گا۔

علی کی تین خصوصیات

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرف النّبوت میں روایت کیا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے کہا کہ اُے علی! تجھے تین ایسی خصوصیات عطا ہوئی ہیں جو کسی کو نہیں ملیں اور نہ مُجھے ملی ہیں۔ تجھے مجُھ جیسا خُسر مِلا، مُجھے تجھ جیسا خُسر نہیں مِلا، تجھے میری بیٹی جیسی بیوی ملی مجھے ایسی بیوی نہیں ملی اور تجھے میری پشت سے حسن اور حسین جیسے بیٹے عطا ہوئے۔ مجھے اِن جیسے بیٹے نہیں ملے۔ تُم مجُھ سے ہو اور میں تُم سے ہوں۔

معیارِ ایمان ذاتِ علی

اور حضرت علی بن موسیٰ رضا کی مُسند میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُے علی! تین چیزیں ایسی ہیں جو صرف تجھ میں جمع کی گئی ہیں۔

میرا خُسر ہونا، تمہارے پاس تمُہاری بیوی (فاطمہ) کا ہونا اور تمُہارے دو بیٹوں (حسن وحسین) کا ہونا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو مومنین کی شناخت نہ ہوسکتی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے **من کنت مولاہ فھذا علی مولا** سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔

مومن کی پہچان علی ہے

علی کی محبت مومن کی علامت ہے، آپ سے صرف مومن محبّت کرے گا اور آپ سے صرف مُنافق بُغض رکھے گا اگر آپ نہ ہوتے تو مومن کی پہچان نہ ہوسکتی۔

علی کی چار خصوصیات

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا! علی (علیہ السلام) میں چار خصوصیات ایسی ہیں جو کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ عرب و عجم میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ ہر جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا آپ کے پاس ہوتا جس دن سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر جنگ سے بھاگ گئے تھے آپ ثابت قدم رہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقتِ وصال تک ساتھ رہے حتیٰ کہ آپ کو قبر میں اُتارا گیا۔

علی کی پانچ خصوصیات

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: علی میں پانچ ایسی خصوصیات ہیں جو مجھے دُنیا و مافیہا سے زیادہ پسندیدہ ہیں اوّل یہ کہ جب تک میں حساب دُوں گا آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے میرا سہارا ہوں گے، دوم یہ کہ لواء الحمد اس کے پاس ہوگا آدم اور اولادِ آدم اس کے تحت ہوگی۔ تیسرے یہ کہ میرے حوض کے کنارے کھڑا ہوگا اور میرے اُمتّی کو پہچانے گا اور اُس کو پانی پلائے گا۔ چوتھا یہ کہ میرا سترِ عورت کریں گے، پانچواں یہ کہ مجھے اس بات کا خوف نہیں ہے کہ شادی شدہ ہونے کے بعد زانی ہوجائے اور ایمان لانے کے بعد کافر ہوجائے۔

آپ کی دس خصوصیات

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ سات آدمیوں کی جماعت آپ کے پاس آئی اور کہا یا ہمارا ساتھ دو یا ان دو آدمیوں کو چھوڑ دو۔ اُنہوں نے کہا! میں آپ کا ساتھ دوں گا۔ آپ اُس زمانہ میں نابینا نہیں ہوئے تھے۔ پھر

یہ لوگ باتوں میں مشغول ہو گئے میں نہیں جانتا کہ اُن کی آپس میں کیا گفتگو ہوئی۔ جب ابنِ عباس واپس آئے تو کپڑے جھاڑتے ہُوئے آئے اور یہ فرمایا! ہلاکت و بربادی اُن لوگوں کے لیے ہو جو ایسے شخص کے خلاف ہو گئے ہیں جس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے میں کل ایسے شخص کو بھیجوں گا جسے اللہ کبھی رُسوا نہیں کرے گا جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اس اعزاز کے حصُول کے لیے سب لوگ خواہشمند ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی کہاں ہیں؟

عرض کیا! علی چکّی چلا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا! تم میں سے کوئی اور جا کر چکّی چلائے۔

علی حاضر ہوئے مگر آشوبِ چشم کی وجہ سے دیکھ نہ سکتے تھے، (سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے) آپ کی آنکھوں میں دَم کیا۔ تین دفعہ جھنڈا اہلا کر آپ کو دیا۔

صفیہ بنتِ حیٔ کو لائے ایک شخص کو سُورۃ برأت دے کر بھیجا اُس کے پیچھے حضرت علی کو بھیجا۔ حضرت علی نے جا کر اُس سے آیات لے لیں، آپ نے فرمایا! اس کو وہ شخص لے جا سکتا ہے جو مجھ سے ہو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے چچا کی اولاد سے فرمایا! دُنیا و آخرت میں میرا ولی کون ہو گا؟

علی آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اُن سب نے انکار کیا علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دُنیا و آخرت میں آپ کا ولی ہوں گا۔ آپ نے علی کو چھوڑ دیا۔

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا! میرا دُنیا و آخرت میں ولی کون ہو گا؟

اُنہوں نے انکار کیا، علی علیہ السلام نے پھر عرض کیا یارسول اللہ! میں دُنیا و آخرت میں آپ کا ولی بنوں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! (علی) تم میرے دُنیا میں اور آخرت میں ولی

ہو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ سب لوگوں سے پہلے ایمان لائے۔

طہارت اِن کے گھر کی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام پر چادر ڈال کر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم سے ہر ناپاک چیز کو دُور کرنے کا اِرادہ فرمار کھا ہے، اَے اہلِ بیت وہ تم کو اچھی طرح پاک کرے گا۔

علی نے جان فروخت کردی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر اپنی جان فروخت کی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر تان کر (شبِ ہجرت) آپ کے بستر پر سو گئے۔ مشرکین آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے رہے اور آپ کو پتھّر مارتے رہے۔ ابو بکر آئے علی بسترِ رسول پر سو رہے تھے۔ اُنہوں نے علی کو رسولِ خُدا تصوّر کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میمون کنؤاں کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ آپ وہاں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مل لیں۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مُلاقات کی پھر آپ کے ساتھ غار میں داخل ہو گئے۔

علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر پر تھے کُفّار آپ کو اسی طرح پتھر مارتے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مارتے تھے اور آوازیں دیتے تھے۔ (آپ نے) کپڑے میں اپنا سر چُھپا لیا یہاں تک کہ صُبح ہو گئی۔ بعد میں سر سے کپڑا اُتارا۔

ہارُون و مُوسیٰ کی طرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لشکر کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہوئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی! میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم نے فرمایا! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم کو مجھ سے وہ تعلق حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھا مگر تم نبی نہیں ہو۔ یہی مناسب ہے کہ تم میرے قائمقام بنو اور میں جنگ پر جاؤں۔

ہر مومن کے ولی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے دروازہ کے علاوہ مسجد کے تمام دروازے بند کردیئے۔

آپ جنب کی حالت میں مسجد میں جاتے تھے آپ کا راستہ مسجد کی طرف تھا اس کے علاوہ کوئی راستہ نہ تھا۔

علی مولا ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ہمیں آگاہ فرمایا کہ وہ درخت کے تلے بیعت کرنے والے صحابہ سے راضی ہو گیا ہے اور اُن کے دل کی حالت کو جان لیا ہے۔

اہلِ بدر کی عظمت

حاطب نے کہا! کیا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اطلاع دی ہے کہ خدا ان پر پھر ناراض ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! اے اللہ کے نبی مجھے اجازت دیجئے کہ حاطب کی گردن اُڑا دوں۔ فرمایا! کیا تم یہ کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ اصحابِ بدر کے دل کی حالت کو جانتا ہے اور ان کے لیے فرمایا جو چاہو کام کرو۔

احمد نے مکمل حدیث بیان کی ہے ابو القاسم دمشقی نے موافقات اور اربعین طوال نے حدیث نقل کی ہے نسائی نے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمانا تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے ہے اس کا مفصل بیان فصلِ خلافتِ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہو چکا ہے۔

علی کا لباسِ رسول پہن کر سونا

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ جب قریش نے اس بات کو جانا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ قُریش کے علاوہ اور لوگ پیرو کار اور مددگار بن رہے ہیں اور یہ دیکھا کہ مہاجرین اُن لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جہاں قُریش اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو اِس بات سے خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت نہ فرمالیں، پس وہ دار الندوہ میں جمع ہوئے اور یہ وہ جگہ ہے جہاں بیٹھ کر قریش فیصلہ کیا کرتے تھے اُنہوں نے یہاں مشاورت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

ابلیس ایک بُزرگ کی شکل میں اُن کے پاس آیا اور دار الندوہ کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا اُنہوں نے پُوچھا اے شیخ! تم کون ہو؟ اُس نے کہا میں اہلِ نجد سے ہُوں۔ تم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے متعلّق جو تجویز سوچ رہے ہو وہ سُننے آیا ہُوں ہوسکتا ہے میرا مشورہ تمہیں فائدہ دے۔

اُن لوگوں نے کہا: آجاؤ، ابلیس اندر چلا گیا ایک شخص نے کہا! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو زنجیر میں جکڑ کر کمرہ میں بند کر کے دروازہ بند کر دو۔ ان کا وہی حشر ہوگا جیسا ان جیسے شعراء زہیر اور نابغہ کا پہلے ہو چکا ہے۔ جو پہلے موت کے گھاٹ اُتر چکے ہیں۔

نجدی شیخ نے کہا: میں اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں اگر تم نے ان کو کمرے میں بند کر دیا تو یہ بات چھُپی نہیں رہے گی ان کے دوستوں کو اس کا علم ہو جائے گا اور وہ تم پر ٹوٹ پڑیں گے اور تم سے انہیں چھڑا لیں گے اس تجویز کے علاوہ کوئی تجویز سوچو (ان میں سے) ایک اور شخص نے کہا! میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ کو شہر سے نکال دیا جائے، جب وہ یہاں سے چلے

جائیں گے تو ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ نجدی شیخ یعنی ابلیس نے کہا! میں اس تجویز سے بھی مُتفق نہیں۔ اس لیے کہ آپ بہت شیریں کلام ہیں اپنی گفتگو سے لوگوں کے دلوں پر غلبہ حاصل کرلیں گے اللہ کی قسم! وہ جس قبیلہ میں جائیں گے اپنی میٹھی باتوں سے اُن کے دلوں پر حاکم ہوجائیں گے۔ وہ لوگ آپ کی بیعت کرلیں گے پھران کو ساتھ لے کر تُم پر چڑھائی کردیں گے۔

ابوجہل نے کہا: میرا مشورہ یہ ہے کہ ہر ہر قبیلے کا ایک ایک بہادر جوان منتخب کرلیں اور ان کو تیز تلواروں سے لیس کرلیں اور یوں سب نوجوان ایک ہی وقت اور ایک ہی وار میں آپ کو قتل کردیں اس طرح ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس لیے کہ آپ کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہوجائے گا اور عبدمناف کی اولاد تمام قبائل سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

نجدی شیخ یعنی ابلیس نے کہا: ابوجہل کی یہ بات مَعقول ہے، پھر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے۔

جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! آج رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دَروازہ پر جمع ہوکر کُفّار و مشرکینِ مکہ اس انتظار میں تھے کہ آپ سو جائیں تو آپ کو شہید کردیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی یہ حرکت دیکھی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا! اُے علی! میرے بستر پر سوجاؤ اور یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو۔ کفار کو آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکیں گے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی چادر میں آرام فرما ہوتے تھے۔ (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے اور مٹی کی مٹھی لے کر کفار کی آنکھوں میں پھینکتے تھے اس طرح کفار آپ کو نہیں دیکھ پاتے تھے آپ نے سُورۃ یٰسین کی یہ آیت تلاوت کی۔

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ

ان کے سَروں پر مٹی ڈالتے تھے ہم نے ان کے آگے بھی ایک دیوار بنا دی اور پیچھے بھی اور ہم نے ان کو ڈھانپ لیا۔

(سورۃ یاسین آیت ۹)

ہر مشرک کے سر پر مٹی پڑی ہوئی تھی آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ ایک شخص نے مُشرکین سے پُوچھا کہ تُم یہاں کیا کر رہے ہو؟

اُنہوں نے کہا: کہ یہاں محمد ہیں؟

اُس نے اُن سے کہا: خُدا تُمہارا بھلا کرے۔ مُحمد تو چلے گئے ہیں اور تمہارے ہر آدمی کے سر پر مٹی ڈال گئے ہیں اُنہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ لگایا تو وہ خاک آلُودہ تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کی چادر اوڑھ کر آرام فرما تھے۔

انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے: خُدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی چادر میں آرام فرما ہیں۔ اور صبح تک انتظار میں بیٹھے رہے جب صبح کو علی بستر سے اُٹھے تو اُنہوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے جانے کے بارے میں جس شخص نے ہمیں اِطلاع دی تھی اُس نے سچ کہا تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیات نازل فرمائی۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ○

(سورۃ الانفال آیت ۳۰)

اور فرمایا!

وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ

(سورۃ آل عمران آیت ۵۴)

اور فرمایا!

اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ

(سورۃ الطور آیت ۳۰)

اور فرمایا! قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ○

(سورۃ الطور آیت ۱۰)

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت

الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

(سورۃ البقرہ آیت ۲۷۴)

علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات میں دوسرا درہم دن میں تیسرا پوشیدہ طور پر اور چوتھے درہم کو ظاہر طور پر خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوال کیا (اے علی) تم نے یہ کام کیوں کیا؟ عرض کیا یارسول اللہ! خدا کے اس وعدہ کا مستحق ہونا چاہتا تھا۔ فرمایا! تم اس کے مستحق ہو اور اللہ نے یہ آیت

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ

(سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا مفصل ذکر آپ کے صدقات کے ضمن میں آئے گا۔ اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا ط

"مومن اور کافر ایک جیسے نہیں ہو سکتے" (سورۃ سجدہ آیت ۱۸)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابنِ عباس فرماتے ہیں: علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ولید بن عقبہ کے مابین کسی بات پر جھگڑے کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

ابن عباس کہتے ہیں: ولید نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا: میں تیرے مقابل میں تیز نیزہ، وسیع زبان اور بڑا گروہ رکھتا ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس سے کہا: خاموش رہو۔

اللہ تعالیٰ نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تصدیق کی خاطر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خدا کی قسم! دُنیا اللہ کے نزدیک اور آخرت میں (علی کا مقابلہ) کہاں کر سکتے ہیں پھر آپ نے دونوں کا شانِ نزول بیان کیا۔

وحدی نے کہا: اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

مجاہد نے کہا: اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ الی آخرہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز مجاہد سے روایت ہے کہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور کہا گیا: (یہ آیت) حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول ہے کہ آیت مومن او کافر کے حق میں نازل ہوئی۔

ابنِ حنفیہ نے کہا: ہر مومن کے دل میں علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور آپ کے اہلِ بیت کی محبت موجود ہے۔ آیت هٰذٰنِ خَصْمٰنِ سے لے کر وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ تک (ساری آیات) آپ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ یہ آیت علی، حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب، عُتبہ اور شیبہ فرزندانِ ربیعہ اور ولید بن عُقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ الی آخرہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اسلام کے لیے کھول دیا تھا۔ ابولہب اور اس کی اولاد کے دل سخت ہو گئے۔ اس کو واحدی اور ابوالفرج نے ذکر کیا۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں نازل ہوئی جس کا ذکر صدقات میں آئے گا۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: کہ اللہ کی کتاب میں جو آیت (بھی) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے عنوان سے آئی ہے علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُس آیت کے اول امیر اور اشرف مُراد ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اصحابِ محمد کا ذکر اور انداز سے اور علی کا ذکر بھلائی سے کیا۔

ساتویں فصل

آپ کی افضلیت

اور جیسا کہ اہلسنّت میں سے سلف وخلف اور اہلِ فقہ وآثار کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد افضل الناس ہیں اور یہ اُن امور میں سے ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں اختلاف کیا گیا ہے، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں بھی بعض سلف نے اختلاف کیا ہے۔

ابو قاسم عبدالرحمٰن بن حباب سعدی نے اپنی کتاب ''بالحجة لسلف هذه الملة فی تسمیتهم الصدیق بخلیفة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' میں ذکر کیا ہے۔ تامل کرنے والون کے نزدیک اس معاملے میں ابوعمر وواضح غلطی پر ہیں یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت علی کرمِ اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کے اختلاف کو ذکر کرنے میں اور اس بات کا انہوں نے اپنی کتاب میں صراحتاً ذکر نہیں کیا بلکہ تعریضاً ذکر کیا ہے۔

اور ابوسعید کے جملہ اعتقادات سے وہ روایت بھی ہے جس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے بہتر ابوبکر ہیں۔ پھر کیسے یہ اعتقاد رکھا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہِ الکریم افضل ہیں حالانکہ ابوبکر کی افضلیت کو خود حضرت علی بیان کررہے ہیں۔

اور جب بات پختہ ہو چکی ہے کہ اہلسنّت کا اس بات پر اجماع ہے جان لیا جائے کہ ابن عمر و نے ان احادیث کو ردّ نہیں کیا جو ''باب الثلاثة'' عثمان کے بعد علی کی افضلیت کی نفی میں مذکور

ہیں۔ایک آدمی نے ابن عُمر سے عرض کی: اے ابوعبدالرحمٰن علی کے بارے میں بیان کریں تو فرمایا! علی اہلِ بیت میں سے ہیں اور اہلِ بیت پر قیاس نہیں کیا جائے گا۔علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کے درجے میں ہوں گے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْھُمْ ذُرِّیَّتُھُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی اتباع کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو ملا دیں گے۔(سورۃ الطور آیت ۲۱)

فاطمہ سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ان کے درجے میں ہوں گی اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہوں گے اسکو علی بن نعیم بصری نے ذکر کیا ہے۔اور یہ پختہ دلیل ہے ابن عمر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی افضلیت کے بارے سکوت نہیں فرمایا، گویا کہ آپ نے فرمایا! ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ میں سب سے افضل ہیں نہ کہ اَہلِ بیت میں سے۔

یحییٰ بن معین سے روایت ہے جو شخص س طرح کہتا ہے، ابوبکر، عمر، عثمان، علی اور کہنے والا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کو پہچانتا ہے تو کہنے والا صاحبِ سنت ہے اور جو شخص کہتا ہے: ابوبکر، عمر، علی، عثمان اور کہنے والا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سبق و فضیلت کو جانتا ہے تو یہ کہنے والا بھی صاحبِ سنت ہے۔

اور جو شخص یہ کہتا ہے ابوبکر، عمر، عثمان پھر ابن عمر کی حدیث سے حجت پکڑتے ہوئے چپ ہو جاتا ہے اور اس میں کلام کرتا ہے تو ایسا شخص اہل سنّت کے اجماع کے خلاف پر ہے اور یحییٰ بن معین یوں کہا کرتے تھے ابوبکر، عمر، علی، عثمان۔

ابوجعفر نفسیلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کی فضیلت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا! ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد انسانوں میں سب سے بہتر ہیں۔پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔کسی نے کہا کہ احمد بن حنبل اور یعقوب بن کعب تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر موقوف کرتے ہیں۔تو فرمایا! ان دونوں نے خطا کی میں نے اہلسنت وجماعت کو اسی پر پایا ہے ابوبکر، عمر، عثمان، علی۔اس کو خیثمہ بن سلیمان نے ذکر لیا۔

آٹھویں فصل
حضور کا آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دینا

زید بن ابی اوفی نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا: آپ میرے بھائی اور دوست ہیں: پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ

ترجمہ: آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔ (سورۃ الحجر آیت ۴۷)

اس کو احمد نے مناقب میں تخریج کیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا: اے علی! تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں قیامت میں جہاں جاؤں گا تم میرے ساتھ جاؤ گے۔

اس کو حافظ دمشقی نے اربعین الطوال میں تخریج کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم اولادِ عبد المطلب اہلِ جنت کے سردار ہیں وہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی (رضی اللہ عنہم) ہیں۔

اس کو ابن السری نے تخریج کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حسن اور حسین نے پانی طلب کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری بکی (بکی اس بکری کو کہتے ہیں جس کا دودھ تھوڑا ہو۔) بکری کے پاس تشریف لے گئے اور اُس کا دودھ دوہ کر لے آئے۔ حسن دودھ پینے کے لیے آئے تو آپ نے اُن کو نہ دیا۔ حضرت فاطمہ

نے عرض کیا: یہ آپ کو زیادہ محبوب ہیں۔ فرمایا: نہیں مجھے حُسین زیادہ پیارے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حسن سے پہلے حُسین کو دودھ پلایا۔ پھر فرمایا: تم یہ دونوں اور یہ سونے والا قیامت کے روز ایک درجہ میں ہوں گے۔

اس کو احمد نے مسند میں تخریج کیا۔

عبداللہ نے کہا: جو لوگ سریہ میں چلے گئے اُن کے علاوہ تمام مہاجرین اور انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس دوران حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم غصہ کی حالت میں حاضر ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اس کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔ جب علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے علی! کیا بات ہے؟

عرض کیا: آپ کے چچا کی اولاد نے مجھے اذیت دی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے علی! تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہوگے۔ حسن، حسین اور ہماری اولاد ہمارے پیچھے، ہماری عورتیں ہماری اولاد کے پیچھے اور ہمارے شیعہ (محبت کرنے والا گروہ) دائیں بائیں ہوں گے۔

عبداللہ بن ظالم نے کہا: سعید بن زید کے پاس ایک شخص کہنے لگا میں جتنی علی سے محبت کرتا اُتنی کسی سے نہیں کرتا اُس نے کہا: ہاں ٹھیک ہے تم جنتی شخص سے محبت کرتے ہو۔

جنت میں علی کے لیے کیا ہوگا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے علی تجھے جنت میں خزانہ ملے گا تم جنت میں ایک جگہ ہوگے جب اللہ تعالیٰ دیدار کروائے گا تو تمہیں باری کا انتظار نہیں کرنا پڑے گا بلکہ (اللہ کو) سب سے پہلے تم دیکھو گے۔

ہَروی کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا کہ تیرا جنت میں ایک گھر ہوگا اور ذوالقرنین کی تفسیر میں کہا ہے کہ جنت کے اطراف مُراد

ہیں۔ ابوعبید نے کہا: میرا گمان ہے کہ اُمت ذوقرن ہے اُمت کا لفظ مخفی ہے جیسا کہ آیت حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ (ترجمہ: یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے۔) میں کہا گیا ہے۔

(سورۃ ص آیت ۳۲)

اور کہا گیا کہ ذوقرن سے مراد حسن اور حسین ہیں۔

ہروی نے آیت وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ۔ (اور تم سے ذوالقرنین کو پوچھتے ہیں) کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ جب ذوالقرنین نے اپنی قوم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کی دعوت دی تو قوم نے ان کے دائیں قرن پر وار کیا تو آپ مر گئے۔ اللہ نے آپ کو پھر زندہ کیا ، پھر (قوم نے) آپ کے بائیں قرن پر وار کیا تو آپ پھر مر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر زندہ فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ذوالقرنین کے قصہ کے بارے میں فرمایا: تم میں بھی ذوالقرنین کی مثل موجود ہے، اس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی ذات کو مُراد لیا۔ کیونکہ آپ کے سرِ انور پر دو دفعہ ضرب لگائی گئی، ایک ضرب غزوۂ خندق میں اور دوسری ضرب ابنِ مُلجم نے لگائی۔ ممکن ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اشارہ ہو کہ آپ اس اُمت کے ذوالقرنین ہیں جس طرح خود ذوالقرنین اپنی اُمت میں تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے راستوں پر چل رہا تھا ہم ایک باغ میں پہنچے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت میں تمہارے لیے اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ اس کے بعد پھر ایک باغ میں گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جنت میں تمہارے لیے اس سے زیادہ خوبصورت ہوگا۔ ہم سات باغوں میں گئے میں ہر بار کہتا رہا کہ یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے رہے تمہارے لیے جنت میں اس سے زیادہ خوبصورت باغ ہوگا۔ ایک اور روایت

میں ہے کہ جب ہم لوگ راستہ طے کر چکے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے گلے لگا کر زار وقطار روئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے دلوں میں تمہارے لیے بغض بھرا ہوا ہے۔ وہ اپنا بغض میرے وصال کے بعد نکالیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا: میرا دین سلامت ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارا دین سلامت ہوگا۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یاعلی! بہشت میں تم کو اس قدر انعامات ملیں گے، اگر تمام اہلِ دُنیا پر تقسیم کر دیئے جائیں تو (تقسیم کے بعد بھی) ان سے بچ جائیں گے۔

جنتیوں کے ساتھ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جب میں شبِ معراج آسمان پر گیا تو جبرائیل نے جنت کے دروازے پر بٹھا کر مجھے ایک ناشپاتی دی۔ میں اُس کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ وہ ناشپاتی میرے ہاتھ سے گر گئی اُس کے اندر سے ایک حور نکلی ایسی خوبصورت حور میں نے کبھی نہ دیکھی تھی، وہ کہنے لگی: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ پر سلام ہو پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے عرض کی: میرا نام راضیہ مرضیہ ہے۔ خداوند عالم نے مجھے تین چیزوں سے پیدا کیا ہے میرا اوپر کا حصہ عنبر کا ہے، درمیانہ حصہ کافور کا اور نچلا حصہ مسک کا بنا ہوا ہے میرا خمیر آبِ حیات سے گوندھا ہے۔ خدا نے فرمایا: ہو جاؤ۔ میں ہو گئی۔ مجھے آپ کے بھائی اور ابن عم علی ابن ابی طالب کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

اس کو امام علی بن موسیٰ رضا نے اپنی مسند میں تخریج کیا۔

جنت میں آپ کے محل اور قُبہ کا ذکر

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس طرح خلیل بنایا جیسے ابراہیم (علیہ السلام) کو اپنا خلیل بنایا جنت میں میرا محل اور ابراہیم کا محل آمنے سامنے ہوں گے۔ علی کا محل میرے اور ابراہیم (علیہ السلام) کے محل کے درمیان ہوگا۔ ایسے دوست کا کیا کہنا جو دو دوستوں کے درمیان ہوگا۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب قیامت کا دن ہوگا، سُرخ قُبہ عرش کے دائیں جانب میرے لیے اور سبز یاقوت کا قبہ عرش کی بائیں جانب نصب ہوگا، ہمارے قبوں کے درمیان سفید موتیوں کا قبہ علی ابن ابی طالب کی خاطر نصب ہوگا، اُس حبیب کی کیا قدر ومنزلت ہوگی جو دو دوستوں کے درمیان ہوگا۔

علی منافقوں کو حوضِ کوثر سے بھگائیں گے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے علی تمہارے پاس جنت کا عصا ہوگا جس سے تم منافقوں کو حوض سے دور ہٹاؤ گے۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں اپنے ان چھوٹے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض سے کافروں اور منافقوں کے گروہوں کو ہٹاؤں گا جس طرح لاوارث اونٹ کو حوض سے دور کیا جاتا ہے۔

قیامت میں آپ کی ناقہ کا ذکر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا! قیامت کے دن تم اونٹنی پر سوار ہوگے میں تمہارے ساتھ اپنی سواری پر سوار ہوں گا، میری ران تمہاری ران کے ساتھ ہوگی تم اس حالت میں جنت میں داخل ہوگے۔

نویں فصل

آپ کے بعض فضائل

آپ علیہ السلام کے بعض فضائل یہ ہیں: آپ سب سے پہلے اسلام لائے، آپ علیہ السلام نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے قِبلتین کی طرف نماز پڑھی۔ آپ علیہ السلام نے ہجرت کی، جنگِ بدر، صلح حُدیبیہ، بیعتِ رضوان میں شامل رہے اور تبوک کے علاوہ سب جنگوں میں شرکت فرمائی۔

غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو مدینہ منورہ میں نگران مقرر فرمایا تھا، آپ علیہ السلام نے غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور غزوۂ خیبر میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے تھے۔ ان غزوات میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بڑی نُصرت کی۔ اور کریم انسان کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا۔ اکثر غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم آپ ہی کے پاس تھا۔ بالخصوص غزوۂ بدر میں (علم آپ ہی کے پاس تھا) غزوۂ اُحد میں جب حضرت مصعب بن عُمیر شہید ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو علم عطا فرمایا۔

تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

اس بناء پر دونوں حدیثوں میں تطبیق ہو جائے گی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنگ نہ فرماتے تو اپنے ہتھیار یا تو علی علیہ السلام کو دے دیتے تھے یا اُسامہ رضی اللہ عنہ کو۔

آپ علیہ السلام کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی دامادی کے شرف سے نوازا جو بہت بڑی فضیلت ہے آپ علیہ السلام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زیادہ قریبی ہیں۔

دونوں احادیث پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی علیہ

السلام کو اپنا بھائی بنایا یہ علی علیہ السلام کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صورتیں دیکھ کر ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھائی بنایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی ذات کے لیے مخصوص فرمایا۔ یہ کس قدر فخر اور بڑی فضیلت کی بات ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضرار صدائی سے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اوصاف بیان کیجئے: اُس نے کہا: مجھے معاف فرمایئے۔ حضرت معاویہ نے کہا: تجھے ضرور بیان کرنا پڑیں گے۔ اُس نے کہا: اگر (اوصاف بیان کرنا) ضروری ہے تو اللہ کی قسم! آپ علیہ السلام بہت بڑے بہادر، مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپ علیہ السلام دوٹوک بات فرماتے اور درست فیصلہ فرماتے اور آپ علم کا بہتا ہوا دریا تھے دُنیا اور دُنیا کی رونق سے نفرت کرتے تھے، آپ کو رات اور اس کی تاریکی پسند تھی۔ (خوفِ خدا سے) پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ آپ بہت تفکر فرماتے تھے۔ آپ کو سادہ لباس پسند تھا اور روکھا سوکھا طعام تناول فرماتے تھے۔

آپ ہم ہی میں سے ایک فرد معلوم ہوتے تھے۔ جب آپ سے کوئی بات پوچھی جاتی تو آپ جواب ارشاد فرماتے اگر کوئی خبر دریافت فرماتے تو اُس سے آگاہ کرتے۔

اللہ کی قسم! آپ کے قریبی قُرب ہونے کے باوجود آپ کے رُعب کی وجہ سے آپ سے بات نہیں کر سکتے تھے۔

(آپ) اہلِ دین کی عزت کرتے، مساکین کو اپنے قریب رکھتے، مساکین آپ سے غلط فیصلے کی توقع نہیں رکھتے تھے۔ کمزور آپ کے انصاف سے مایوس نہ تھا۔ میں نے آپ کو بعض اوقات اُس وقت دیکھا جب رات کی تاریکی پر پردے ڈال دیئے۔ ستارے بھرپور نکل آئے تھے آپ اپنی داڑھی کو پکڑ کر مارِ گزیدہ کی طرح بے چین ہوتے غمگین صورت میں گریہ فرماتے۔

آپ فرماتے: اے دُنیا کسی اور کو دھوکا دے مجھے تیری ضرورت نہیں ہے میں نے

تجھے تین طلاقیں دے دی جس سے دوبارہ رجوع نہیں ہوسکتا۔ تیری عمر کم ہے ہائے افسوس زاد راہ بہت کم ہے اور راستہ لمبا ہے۔ اجنبی راستہ ہے یہ سُن کر حضرت معاویہ رونے لگے اور کہا: خدا ابوالحسن پر رحم فرمائے،

(ضرار صدائی نے کہا) اللہ کی قسم! آپ ایسی ہی صفات کے مالک تھے۔

حضرت معاویہ نے کہا: ضرور۔ (پھر ضرار سے کہا) تجھے علی کی موت کا کس قدر غم ہے۔

کہا: اتنا غم ہے جس طرح کسی کا اکلوتا بچہ اس کی گود میں ذبح کردیا جائے۔

حسن بن ابوالحسن سے مروی ہے کہ کسی شخص نے آپ سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں پوچھا۔

آپ نے کہا: اللہ کی قسم! آپ اپنے دشمن کے لیے اللہ کا بے خطا تیر تھے۔ اس اُمت کی تربیت کرنے والے تھے، اُمت میں صاحبِ نفل، صاحبِ سبقت اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت دار تھے۔ خدا کے حکم سے غافل نہ تھے۔ اللہ کے دین کی خاطر کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ قرآن کے عزائم میں تفکر و تدبر کیا تو وہاں سے باثمر چیزیں نکالیں۔ ایسے شخص کو علی ابنِ ابی طالب کہتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت قاضی اسماعیل بن اسحاق نے بیان کیا کہ فضائل صحابہ میں اس قدر اعلیٰ سند کے ساتھ احادیث ''کسی کے لیے'' بیان نہیں ہوئیں جس قدر علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل میں بیان ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کا آپ سے محبت کرنا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور خود اللہ تعالیٰ بھی ان چار اشخاص سے محبت فرماتا ہے۔

آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! ان کے اسماء سے آگاہ

فرما دیجئے۔ آپ نے تین بار فرمایا! علی ان میں سے ہے باقی تین ابو ذر، سلمان اور مقداد (رضی اللہ عنہم) ہیں۔ (اللہ نے) مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے اور (اللہ نے) مجھے آگاہ فرمایا ہے کہ وہ خود بھی ان سے محبت فرماتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کا استقبال کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں علی (علیہ السلام) حاضر ہوئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر ان کو گلے لگایا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

یہی کافی نہیں؟

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا آپ کے بارے میں لوگوں کے نظریات بھی بیان ہوئے۔

عبدالرحمٰن نے کہا! ہم آپ کے ساتھ بیٹھے رہے اور آپ کے ساتھ کھانا کھایا پیا اور لوگ آپ کے بارے میں جو باتیں کرتے ہیں میں نے آپ سے ایسی کوئی بات نہیں سنی۔ کیا آپ کی فضیلت کے لیے یہی بات کافی نہیں ہے لوگ یہ کہیں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابنِ عم اور آپ کے حبیب ہیں آپ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے اور جنگ بدر میں جہاد فرمایا۔

(اخرجہ احمد فی المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک آپ کا مرتبہ

حضرت عبداللہ بن حارث نے کہا: میں نے حضرت علی (علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جو بڑی فضیلت عطا فرمائی گئی

ہے وہ بیان فرمائیں۔

فرمایا! ایک بار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سویا ہوا تھا آپ نماز ادا فرما رہے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا: میں نے جو بھلائی اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے طلب کی ہے وہ تمہارے لیے بھی کی ہے اور جس برائی سے اپنے لیے پناہ طلب کی ہے وہ تمہارے لیے بھی کی ہے۔

آپ جیسی فضیلت کسی نے حاصل نہیں کی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی شخص نے علی (علیہ السلام) جیسی فضیلت حاصل نہیں کی۔ (علی) اپنے ساتھی کو سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور اُس کو ہلاکت سے روکتے ہیں۔

(طبرانی نے اس کی تخریج کی)

آپ سے محبّت کرنے کی ترغیب اور بُغض سے روکنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! (علی) جس شخص نے تم سے محبت کی اُس نے مجُھ سے محبّت کی اور جس نے تم سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

اور علی علیہ السلام نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جس شخص نے مجھے ان دونوں (حسنین کریمین علیہما السلام) ان کے والد اور والدہ کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں ہوگا۔

مومن دوست رکھے گا مُنافق بُغض

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات عزوجل کی جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور روح کو زندہ فرمایا مجھ سے نبی اُمی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن مجھے

دوست رکھے گا اور منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔

ابو حاتم نے کہا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس نے روح کو پیدا فرمایا مجھے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا مجھے مومن دوست رکھے گا اور منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں علی کو منافق دوست نہیں رکھے گا اور مومن آپ سے بُغض نہیں رکھے گا۔

(اخرجہ ترمذی)

علی سے محبّت کی وصیّت

حضرت عبدالمطلب بن حنطب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اَے لوگو! میں تمہیں اپنی اُمّت کے زُوقرن اپنے بھائی اور اپنے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ مومن آپ کو دوست رکھے گا اور منافق آپ سے بُغض رکھے گا۔ جس شخص نے علی سے محبّت کی اُس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا، اُس نے مجھ سے بغض رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فیصلہ فرمادیا

حارث ہمدانی نے کہا! میں نے علی (علیہ السلام) کو منبر پر تشریف فرما دیکھا۔ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان کے ذریعہ سے اس بات کا فیصلہ فرمادیا ہے کہ مومن مُجھ سے محبّت رکھے گا اور منافق مُجھ سے بُغض رکھے گا۔

(اخرجہ ابن فارس)

منافق کو بُغضِ علی سے پہچانتے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ ہم منافقین کو علی

(علیہ السلام) سے بُغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں اوراور ترمذی نے کی۔

اُبوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا! ہم گروہ انصار مُنافقین کو علی (علیہ السلام) سے بُغض رکھنے کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں منافقین کو تین باتوں کی وجہ سے پہچانتے تھے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو جھُٹلانے سے۔

۲۔ نماز ترک کرنے سے۔

۳۔ علی ابن ابی طالب سے بُغض رکھنے کی وجہ سے۔

جنّت عدن اور علی

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو پسند ہو کہ سُرخ چھڑی کو پکڑے جس کو اللہ تعالیٰ نے جنّتِ عدن میں لگایا ہے اُسے چاہیے وہ علی (علیہ السلام) سے محبّت کرے۔

علی کی محبّت گُناہوں کی مُوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی کی محبّت گناہوں کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو ختم کر دیتی ہے۔

پھل کی مٹھاس محبّتِ علی سے ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے حضرت بلال کو تربوز لانے کے لیے ایک درہم دیا۔

بلال نے کہا! میں نے تربوز خریدا اور حضرت علی کی خِدمت میں پیش کر دیا جب تربوز کو توڑا تو وہ کڑوا تھا۔ (حضرت علی نے) حضرت بلال سے فرمایا! اس کو اس کے مالک کے حوالہ کر کے میرا درہم واپس لے آؤ۔ مُجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آگاہ فرمایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مُجھ سے محبّت رکھنے کا عہد انسان، درخت، پھل اور بیج سے لیا تھا۔ جس نے آپ سے محبّت کا اقرار کیا وہ میٹھا اور پاک ہو گا جس نے اِقرار نہیں کیا وہ خبیث اور کڑوا ہو گا میرے خیال میں اس (تربوز) نے میری محبّت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اس واقعہ سے اس بات کا ثبوت مِلتا ہے اگر کسی چیز میں پہلے سے کوئی عَیب موجود ہے اُسے واپس کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سعادت مندی کی دلیل

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتی ہیں کہ رسول نے فرمایا کہ سعید اور سعادت مند وہ ہے جس نے علی کو زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد دوست رکھا ہو۔

خُوش بخت اور بد بخت کی علامت

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُے علی وہ شخص خُوشبخت ہے جس نے تُجھ سے محبت کی اور تیری بات کی تصدیق کی۔ وہ شخص برباد ہو جائے گا جو تجھ سے بُغض رکھے گا اور تیری تکذیب کرے گا۔

حضرت سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی اور حضرت زبیر کا گِلہ کرتا تھا اس کو حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے منع کیا کہ ہمارے بھائیوں کا گِلہ نہ کرو، مگر وہ شخص نہ مانا۔ حضرت سعد نے دُو رکعت نماز ادا کی اور اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی اے معبود! اگر اس شخص نے اپنی بات سے تجھے ناراض کیا ہے اس کا انجام اور حشر مجھے اور لوگوں کو دِکھلا۔ وہ شخص وہاں سے نکلا ہی تھا کہ ایک بختی اونٹ صف چیرتا ہوا آیا اور اس کو پکڑ کر اپنے سینے اور زمین کے درمیان رکھ کر ہلاک کر دیا۔ (اونٹ نے) اس کو اس قدر دبایا کہ وہ مر گیا۔ لوگ دوڑتے

ہوئے حضرت سعد کے پاس آئے اور ان کو یہ خوشخبری سنائی اور کہا سعد! آپ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول فرمالی ہے۔

دُشمنِ علی کی سزا

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد جا رہے تھے ایک شخص گذرا جو حضرت علی و حضرت زبیر (رضی اللہ عنہما) کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے کہا تم ایسے اشخاص کو گالیاں دیتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑا مرتبہ ملا ہے انہیں گالیاں مَت دو ورنہ میں خُدا سے تُمہاری شکایت کروں گا۔

اُس شخص نے کہا! تُم مجُھے اَیسے ڈراتے ہو جیسے نبی ڈراتے ہیں۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے معبود! اس نے ان لوگوں کو گالیاں دی ہیں جو تیرے نزدیک معزّز ہیں آج اس شخص کو نشانِ عبرت بنا دے، بختیہ اُونٹنی آئی لوگ اس کے آگے سے ہٹ گئے، (اس اونٹنی نے) اس شخص کو پکڑ لیا لوگ دَوڑتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور بایا کہ ابو اسحٰق اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول فرمالی ہے۔

دُشمنِ علی کا مُنہ کالا

حضرت علی بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا اُس نے کہا اے ابوالحسن! اپنے قائد کو حکم دو جا کر اس شخص کے چہرے اور جسم کو دیکھ لے۔ اس نے جا کر دیکھا جو حبشی کی طرح کالا ہو چکا تھا۔ میں اُس شخص کے قریب گیا وہ طلحہ زبیر اور علی کو گالیاں دے رہا تھا میں نے اس کو منع کیا اس نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا میں نے اس سے کہا اگر تُم جھُوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تیرا چہرہ سیاہ کر دے گا اس شخص کے چہرہ پر سیاہ پھوڑا نکلا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

اللہ اُس سے بُغض رکھتا ہے

موثرہ بن محمد بصری سے روایت ہے کہ میں نے یزید بن ہارون واسطی کو اس کی موت کے چار راتیں گذارنے کے بعد دیکھا اُس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا اللہ نے میری نیکیاں قبول فرمالی ہیں اور میرے گُناہوں سے درگذر فرمائی ہے میرا بوجھ ہلکا فرمادیا ہے۔

میں نے پھر پُوچھا! پھر کیا ہوا؟

کہا! کریم سے ہمیشہ کرم ہی وہ صادر ہوتا ہے۔ اللہ نے میرے گُناہ بخش دیئے مجھے جنّت میں داخل کیا۔

میں نے پُوچھا! ایسا کیسے ہوا؟

کہا! ذکر کی مجالس میں شمولیت، حق بات کہنے، سچی بات کرے، رات کی نماز میں طویل قیام اور فقر میں صبر کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ میں نے پوچھا! منکر اور نکیر کا قبر میں آنا حق ہے۔

کہا! اللہ کی قسم سچ ہے۔ منکر نکیر نے مجھے قبر میں بٹھا کر پُوچھا۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

میں اپنی سفید داڑھی سے مٹی صاف کرتا اور دل میں کہتا تھا۔ یزید بن ہارون واسطی ہُوں۔ قبر میں مجھ سے سوال کیا جاتا ہے۔ میں دنیا میں ساٹھ سال رہا ہوں میں تمام لوگوں سے بڑھ کر عالم تھا۔ منکر اور نکیر میں سے ایک نے کہا! دلہن کی طرح سو جا۔ آج کے بعد کسی چیز سے خوف نہ کروان میں سے ایک نے کہا تم حریز بن عثمان سے روایت کرتے تھے۔

میں نے کہا! ہاں وہ حدیث میں ثقہ تھے لیکن علی سے بُغض رکھتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھتا ہے۔

علی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور دُعا

حضرت ابراہیم بن عبید بن رفاعہ بن رافع انصاری اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم میدانِ بدر سے واپس آرہے تھے راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گم ہو گئے۔ لوگوں نے اِعلان کیا کہ کیا تم میں رسول خُدا موجود ہیں (پھر کہا) رک جاؤ حضور تشریف لے آئیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ حضرت علی (علیہ السلام) تھے، صحابہ کرام نے پوچھا! یارسول اللہ! آپ گم ہو گئے تھے۔

فرمایا! علی کے پیٹ میں تکلیف تھی تو میں نے آپ کی تیمارداری کی تھی۔

جب تک علی کو دیکھ نہ لُوں

اور حضرت اُم عطیہ نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر جنگ پر روانہ فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لشکر کے ساتھ موجود تھے میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا یارب مجھے اُس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔

صُحبت کی کیفیّت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ جواب عطا فرما دیتے میں خاموش ہو جاتا تو آپ گفتگو فرماتے۔

علی کے لیے دُعائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں تکلیف میں تھا اور میں کہہ رہا تھا یارب! اگر میری موت قریب ہے تو مجھے راحت عطا فرما اگر ابھی دُور ہے تو مجھے خیریت عطا فرما۔ اگر اس تکلیف میں میرا امتحان مقصود ہے تو مجھے صبر کی توفیق عطا فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس سے گزرے اور فرمایا (اے علی) کیا کہہ رہے تھے؟

میں نے دوبارہ عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا! معبود کریم اس کو خیریت عطا فرمایا، یا یہ فرمایا کہ اس کو شفا عطا فرما۔ پھر مجھے درد کی کبھی تکلیف نہ ہوئی۔

مظلوم کی مدد کرو

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی! مظلوم کی امداد کرنا، قیامت کے دن اللہ عزّ وجل اس بارے میں سوال فرمائے گا۔

علی کو پیار سے بُلانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کہیں بھیجا۔ ایک شخص کو آپ کے پیچھے روانہ فرمایا۔ کہ آپ کو جلد بُلا کر لاؤ اور آپ کو پیچھے سے جا کر ڈرانا نہیں۔

رسول اللہ کا رات کو علی کے پاس آنا اور نمازِ شب کا حکم دینا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

عرض کی! ہماری جان اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضہ میں ہے جب وہ چاہتا ہے ہم اُٹھیں تو ہم اُٹھ جاتے ہیں جب میں نے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لے گئے اور ران پر ہاتھ مارتے تھے اور فرماتے تھے انسان بڑا جھگڑالو ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دونوں (یعنی علی وفاطمہ)

سے فرمایا! اُٹھو اور نماز پڑھو۔ پھر آپ اپنے گھر تشریف لے گئے جب رات کا کچھ حصّہ گزرا تو آپ پھر تشریف لے آئے اور ہم نے آپ کے تشریف لانے کی آہٹ تک نہ سُنی۔

آپ نے فرمایا! اُٹھو اور نماز پڑھو۔ (علی کہتے ہیں) میں اُٹھا لیکن میری آنکھ میں تکلیف تھی عرض کیا! جو نماز ہمارے مقدّر میں لکھی ہے وہی ادا کریں گے۔

علی اور ریشمی لباس

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ریشمی لباس عطا کیا۔ میں پہن کر باہر نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوئے انور پر ناراضگی کے آثار ملاحظہ کیے چُنانچہ میں نے اس لباس کو اپنی خواتین میں تقسیم کر دیا۔

فاطمہ نام سے محبّت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا! دومہ کے اکیدر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ریشم کا کپڑا ہدیہ کے طور پر بھیجا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دوپٹے بنا کر فاطمہ نامی عورتوں میں تقسیم فرما دیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں کسی شخص نے ریشم سے بنا ہوا جوڑا ہدیہ کیا۔ اسکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے پاس بھیج دیا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وآلک وسلم! میں اس کو کس کام میں لاؤں۔ فرمایا جو چیز میں اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ تمہارے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ فواطم یعنی فاطمہ نام کی عورتوں میں دوپٹے بنا کر تقسیم کر دو۔ میں نے اس کے چار دوپٹے بنائے ایک فاطمہ بنت اسد، (علی کی والدہ) ایک فاطمہ بنت محمد کو، ایک فاطمہ بنت حمزہ کو ایک اور فاطمہ کو جس کا نام

میں بھول گیا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علی کو اپنے ہاتھ سے عمامہ باندھنا

حضرت عبداللہ بن علی بن عدی نہروانی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غَدیر خم کے روز حضرت علی علیہ السلام کو بُلا کر عمامہ شریف باندھا اور اس کا شملہ آپ کی پُشت کی طرف کر دیا۔

علی مثالِ عیسیٰ ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے علی مجھے تُمہاری مثال عیسیٰ علیہ السلام کی طرح، عیسیٰ (علیہ السلام) سے یہودیوں نے بُغض رکھا اور آپ کی والدہ پر بُہتان باندھا نصاریٰ نے آپ علیہ السلام سے محبّت کی اور آپ کو اس مقام پر لے گئے جس کے آپ اہل نہ تھے۔

پھر فرمایا! تمہارے بارے میں دو اشخاص گمراہ ہوں گے۔ ایک وہ جو زیادہ محبّت کرے گا اور میرے بارے میں وہ بات کہے گا جو مُجھ میں موجود نہ ہو گی اور دُوسرا مجھ سے بُغض رکھنے والا اس کو میری دشمنی مُجھ پر بہتان باندھنے کے درجہ پر لے جائے گی۔

تشریح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہا! لوگ مجُھ سے محبّت رکھیں گے اور میری دوستی ان کو دوزخ میں لے جائے گی اور ایک قوم مجھ سے بُغض رکھے گی اور بُغض رکھنے کی وجہ سے بھی وہ دوزخ میں جائے گی۔ سعدی نے کہا کہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا جو شخص ہم سے بغض رکھے اس پر اور ہر اس شخص جو ہم سے زیادہ دوستی رکھے لعنت فرما۔

(اخرجہ احمد فی المناقب)

علی کا ایک قوم کو جلانا

حضرت عبید بن شریک عامری نے اپنے دادا سے روایت کی کہ وہ علی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کیا! کہ مسجد کے دَروازہ پر کچھ لوگ موجود ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ (یعنی علی) اُن کے رب ہیں۔

آپ نے ان کو بلایا اور فرمایا! تمہارے لیے ہلاکت ہو میرے بارے کیا کہتے ہو؟

اُنہوں نے عرض کی! آپ ہمارے رب، خالق اور رازق ہیں۔

فرمایا! میں تمہاری طرح اللہ کا ایک بندہ ہوں جس طرح تُم کھاتے ہو اس طرح کھاتا ہوں اسی طرح پیتا ہوں جس طرح تم پیتے ہو۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں گا تو وہ چاہے تو مجھے ثواب دے گا اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجُھے ڈر ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا۔ خدا سے توبہ کرو اور ڈرو اُنہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان کو بھگا دیا۔

دوسرے روز صبح کو پھر آ گئے۔ (حضرت علی کے خادم) حضرت قنبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی وہ لوگ پھر آ گئے ہیں۔ خدا کی قسم! انہوں نے وہ بات کی جو پہلے دن کی تھی۔ آپ نے وہی پہلے والی بات کہی اور صرف اتنا کہا کہ تم گمراہ اور بھٹکے ہوئے ہو۔

اُنہوں نے آپ علیہ السلام کی نصیحت نہ مانی اور تیسرے دِن پھر آ گئے اور وہی بات دہرائی۔ آپ نے فرمایا! اگر تمُہارا یہی عقیدہ ہے تو میں تمُہیں بُری طرح سے قتل کر دوں گا وہ لوگ اپنی بات پر اڑے رہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے لیے مسجد کے دروازہ اور گھر کے درمیان خندقیں کھود ڈالیں اور اس میں آگ جلوادی اور اُن سے فرمایا توبہ کرو ورنہ میں تمُہیں آگ میں پھینک دوں گا۔ وہ لوگ اپنی ضد پر قائم رہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں آگ میں ڈال دیا۔

فضائل میں پانچ انبیاء کی مثل

ابوالحمراء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص آدم (علیہ السلام) کا علم، نوح (علیہ السلام) کا فہم، ابراہیم (علیہ السلام) کا حلم، یحییٰ (علیہ السلام) کا زُہد اور موسیٰ بن عمران (علیہ السلام) کا بطش دیکھنا چاہے وہ علی ابنِ ابی طالب (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو دیکھ لے۔

جمالِ یُوسفی کا مظہر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص ابراہیم کا حلم، نوح کا حکم اور یُوسف علیہ السلام کا جمال دیکھنا چاہے اسے چاہیے کہ وہ علی کی طرف دیکھے۔

علی کا جبریل کو دیکھنا اور کلام کرنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا آپ علیل تھے آپ کا سرِ اقدس ایک شخص کی گود میں تھا ایسا خُوبصورت شخص میں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما تھے جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے مجھ سے کہا! چچا کے بیٹے کے قریب ہو جاؤ۔ تُم اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہو اور اُس کی جگہ بیٹھ گیا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پُوچھا تم جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا! یہ جبرائیل تھے جو مجھ سے گفتگو کر رہے تھے میرا سر اُن کی گود میں تھا حتیٰ کہ میرے سر کا درد ختم ہو گیا۔

جبریل علی کی تلاوت سُنتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میرے پاس علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر ہوا میں نے کہا! تُم ایسے شخص کا ذکر کرتے ہو جس کے گھر کی چھت پہ جبرائیل ہوتے تھے اور آپ سُورۃ طٰہٰ سُنتے تھے۔

علی کو دیکھنا عبادت ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے چہرہ پر نظریں جمائے ہوئے دیکھا۔

عرض کیا: ابّا جان! آپ علی کے چہرے کی طرف زیادہ دیکھتے ہیں، فرمایا: بیٹی! اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(الموافقہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا! جب میرے والد گرامی آتے اور علی گھر میں ہوتے تو آپ مُسلسل علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کے چہرے کو دیکھتے رہے۔

عرض کیا! بابا جان اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ مُسلسل علی کی طرف دیکھتے ہیں۔ فرمایا! اے میری بیٹی! اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

سب سے محبوب علی ہیں

حضرت معاذہ غفاریہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خاص اُلفت تھی۔ میں سفر میں آپ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوتی مریضوں اور زخمیوں کی

مرہم پٹی کیا کرتی۔ میں حضرت عائشہ کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی جب علی (علیہ السلام) وہاں سے اُٹھ کر باہر چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ سے فرمایا! مجُھے سب لوگوں سے زیادہ یہ شخص محبوب ہے میرے نزدیک زیادہ مکرم اس کا مرتبہ ومقام جانو اور آپ کی عزت کیا کرو۔

عبادتِ صدّیق رضی اللہ عنہ

جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے درمیان جو ماجرا ہوا اس کے بعد حضرت عائشہ مدینہ میں تشریف لائیں تو میں ان کے پاس حاضر ہوئی۔ اور ان سے کہا کہ آپ کے دل کا کیا حال ہے؟ حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام سُن چکی تھیں؟

وہ مجھ سے فرمانے لگیں۔ میرے دل میں ایسے شخص کے بارے میں کیا ہونا چاہیے، جب علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) ہمارے پاس آتے میرے والد گرامی گھر میں ہوتے تو آپ لگاتار علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی طرف دیکھتے رہتے۔ (مجھے) فرمایا بیٹی! اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اس کی تخریج خجندی نے کی۔

زیارتِ علی عبادت ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے فرمایا! عمران بن حصین کی عیادت کرو وہ اس وقت صاحبِ فراش تھے۔

مَعاذ کا قول

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو ان سے مَعاذ اور اُبوہریرہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، عمران نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف گہری نظر سے دیکھنا شروع کیا، معاذ نے اس سے کہا کہ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی طرف گہری نظر سے کیوں دیکھ رہے ہو؟

اُنہوں نے کہا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

مَعاذ نے کہا میں نے (بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

ابوہریرہ کی زیارت علی سے عبادت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا! میں نے (بھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا تھا۔

علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے کہا! مُجھ سے کسی شخص نے دریافت کیا تم علی کی طرف مسلسل کیوں دیکھتے ہو۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اُنبیاءُ اہلِ آسمان علی کو دیکھنے کے مُشتاق ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا شبِ معراج جس آسمان سے میرا گذر ہوا وہ (اہلِ سما) علی کی زیارت کا شوق رکھتے تھے۔
(اس کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔)

علی خیر البشر ہیں

حضرت عقبہ بن سعد اعونی سے روایت ہے، کہا! میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی پلکیں آنکھوں پر تھیں، میں نے آپ سے علی (علیہ السلام) کے بارے میں پُوچھا، آپ نے اپنے اَبروؤں کو اُٹھاتے ہوئے فرمایا۔ آپ بہترین انسان ہیں۔

حاملانِ عرش سے علی کے ذریعہ اللہ کا فخر فرمانا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مہاجرین وانصار کی صفیں بنائیں، آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر صفوں کے مابین چلنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنسے ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہنسنے کا سبب دریافت کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور بتایا کہ اللہ تبارک مہاجر وانصار کے ذریعہ ایمان والوں سے فخر فرماتا ہے، اَے علی! میری اور تیری اور اَے عباس تیری وجہ سے حاملانِ عرش سے فخر فرماتا ہے۔

آپ علیہ السلام کے مغفور ہونے کی خبریں

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں تُجھے ان کلمات کی تعلیم نہ دوں کہ اگر ان کو پڑھو تو بخش دیئے جاؤ گے، اگرچہ تُم بخشے ہوئے ہو۔ وہ کلمات یہ ہیں۔

لا اِلٰہ الا اللہ الحلیم الکریم

لا اِلٰہ الا اللہ العلی العظیم

لا اِلٰہ الا اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب العرش العظیم

والحمد للہ رب العالمین

کے بعد یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں، اے معبود! مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما بے شک تو بخشنے والا اور رحم والا ہے درگذر کرنے والا اور بخشنے والا ہے، علی علیہ السلام کہتے ہیں! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کلمات کی تعلیم دی۔

آپ علیہ السلام کے علم اور فقہ کا بیان

آپ کے علم سے متعلق اور آپ کے علم بِالسنۃ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے آپ دارالعلم کا دروازہ ہیں، صحابہ کرام میں سے کسی شخص نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مشکل مسائل کے حل کے لیے آپ کی طرف رُجوع کرتے تھے، اس بات کا عظیم احادیث میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

عالم تین ہیں

ابو دہرا نے کہا! عبداللہ نے کہا زمین پر صرف تین عالم ہیں، ایک عالم ملک شام میں، ایک عراق میں اور ایک مدینہ میں موجود ہے۔ شام کے عالم ابوداؤد ہیں، مدینہ کے عالم حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور عراق کا عالم تمہارا بھائی (یعنی عبداللہ) اور فرمایا! شام اور عراق کے دونوں عالم مدینہ کے عالم کے مُحتاج ہیں۔

علی سب سے بڑھ کر علی والے

حضرمی نے کہا! خُدا کی قسم عالم سے مُراد اَعلم یعنی سب سے بڑھ کر علم والا مُراد ہیں، تینوں مقامات میں سب سے بڑھ کر علم والے ہیں۔

عبداللہ کی مُراد یہی ہے اور وہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ مدینہ کا عالم شام اور عراق کے عالموں سے بڑا ہے اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات ہے اس سے واضح ہوگیا کہ آپ اَعلم یعنی سب سے بڑھ کر علم والے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی تین خُوبیاں

عبداللہ بن عیاش زرقی سے روایت ہے آپ سے کسی نے پُوچھا کہ علی ابن ابی طالب کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں۔

کہا! ہم لوگ عالی نسب اور بڑے شرف کے مالک ہیں، میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کے بارے میں کہوں جس طرح ہمارے چچا کے بیٹے نے کہا ہے آپ مزاح فرمانے والے تھے جب آپ بیان فرماتے تو لوہے کی داڑھ سے بیان فرماتے۔ میں نے پُوچھا! لوہے کی داڑھ سے کیا مراد ہے؟

کہا! اس سے مُراد قرآن مجید کی تلاوت، دین میں آپ کی سمجھ بُوجھ اور بہادری اور سخاوت مراد ہے۔"

خصائص علی کا اظہار

سعید بن عمر بن سعید بن العاص کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے پوچھا کہ آپ ہمیں ابوبکر و علی رضی اللہ عنہم کی شان و عظمت کے بارے میں آگاہ کیوں نہیں کرتے۔ کہا! ابوبکر عمر رسیدہ لوگوں کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے پھر لوگ علی کے ساتھ ہو گئے میرے بھتیجے نے کہا! آپ کا نسب بلند ہے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ قرابت سے ہیں آپ کے داماد ہیں، آپ سب سے پہلے اسلام لائے، آپ قُرآن فقہ اور سُنّت رسول کے عالم ہیں جنگ میں بہادری کے کارنامے سرانجام دینے والے، غریبوں کی مدد کرنے والے سخی ہیں۔

قُرآن کی تنزیلِ الٰہی کے عالم

محمد بن کعب قرضی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مقدّسہ میں جن

مہاجرین نے قرآن مجید جمع کیا وہ حضرت عُثمان حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں اور ابو حذیفہ کا ''سالم'' تنزیلِ الٰہی کے مُطابق قرآن مجید صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جمع فرمایا۔

یہودی کو کرارا جواب

محمد بن قیس نے کہا! کچھ یہودی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے آپ نے یعنی مسلمانوں نے صرف پچیس سال صبر کیا پھر ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

آپ نے فرمایا! (مسلمانوں کا) صبر بھلائی پر مبنی تھا، مگر تم لوگوں نے سمندر سے نکلنے کے بعد ابھی تمہارے پاؤں خُشک نہیں ہوئے تھے تو تم حضرت مُوسیٰ علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام سے کہنے لگے جس طرح ان لوگوں کے خُدا ہیں ہمیں بھی بنا دیجئے۔

نافع مکتوبِ علی علیہ السّلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کسی کے کلام سے نفع حاصل کیا ہے وہ علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایک خط ہے جو آپ نے تحریر فرمایا تھا وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے بھائی جو چیز تمہیں مل جائے اُس سے تم خوش ہو جاؤ گے اور جو چیز حاصل نہیں ہو سکے گی اُس سے مجھے تکلیف ہوگی۔ اے بھائی اگر تجھے دُنیا میں کوئی چیز حاصل ہو جائے تو اُس سے خُوش نہ ہو جانا اور اگر کوئی چیز تجُھے حاصل نہ ہو سکے اُس سے غمزدہ نہ ہو جانا، تمُہارا عمل مرنے کے بعد کے لیے ہونا چاہیے۔''

آپ علیہ السلام کی کرامات

واقعاتِ کربلا کی اِطلاع

اصبغ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں اس وقت حضرت اِمام حسین علیہ السلام کی قبرِ انور ہے۔

آپ نے فرمایا! یہاں ان لوگوں کی سواریاں ٹھہریں گی اور اس جگہ ان کے کجاوے اُتریں گے اس جگہ ان لوگوں کا خُون بہایا جائے گا اس زمین کے میدان میں آلِ محمد کے جوان شہید ہوں گے جن پر آسمان وزمین اشکباری کریں گے۔

میرا نگہبان اللہ ہے

حضرت علی علیہ السّلام دیوار کے پاس تشریف فرما ہوئے، ایک شخص نے عرض کی یا امیر المومنین یہ دیوار آپ پر گر جائے گی۔

فرمایا! تم جاؤ اللہ تعالیٰ میرا نگہبان ہے، آپ نے دو اشخاص کے درمیان فیصلہ فرمایا۔ آپ فیصلہ کر کے اُٹھے اور دیوار گر پڑی۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السّلام میں یکسانیت

حارث نے کہا! میں صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھا۔ میں نے ایک شامی اُونٹ کو دیکھا جو حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سَر اور شانے میں رکھ کر ان کو حرکت دینے لگا، آپ نے فرمایا! خُدا کی قسم! یہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان (یکساں) علامت ہے، اس روز لوگوں نے جنگ تیز کر دی تھی۔

علی بن زادان کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم نے ایک بات بیان فرمائی۔

ایک شخص نے آپ کی بات کو جُھٹلا دیا۔

آپ نے فرمایا! اگر میں چاہوں تو تیرے خلاف بددُعا کروں۔

اُس نے کہا! ہاں (بددعا کر لیجئے)۔

آلِ محمد کے خُدّام فرشتے

حضرت ابُوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی کو بُلا کر لاؤ۔ میں علی کے گھر پر گیا اور آپ کو بُلایا مگر مجھے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور حالات سے آگاہ کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پھر جاؤ علی گھر پر موجود ہیں۔

ابُوذر کہتے ہیں: میں نے پھر آ کر آپ کو آواز دی مجھے چکّی چلنے کی آواز سُنائی دی اندر دیکھا تو چکّی چل رہی تھی مگر چکی چلانے والا نظر نہیں آ رہا تھا، میں نے پھر آپ کو آواز دی۔

آپ خوش ہو کر باہر آ گئے، میں نے کہا! آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بُلایا ہے۔

علی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری طرف دیکھ رہے تھے، حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پُوچھا کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلِک وسلم عجیب حیرانی کی بات ہے گھر میں چکی بغیر چلانے کے چل رہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کے سیر کرنے والے فرشتے موجود ہیں جن کی ڈیوٹی ہے کہ وہ آلِ محمد کے کام میں ہاتھ بٹائیں۔

مجھے یہاں موت نہ آئے گی

فضلہ بن ابوفضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں اپنے والد کے ساتھ ینبع کے مقام پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عیادت کو حاضر ہوا۔

میرے والد نے عرض کی! آپ اس جگہ کیوں قیام فرما ہیں۔ اگر آپ کا وصال ہوجائے تو آپ کی تجہیز و تکفین اِعرابی کریں گے، آپ مدینہ منوّرہ تشریف لے چلیں اگر آپ کا وصال ہوگیا تو صحابہ آپ کی تجہیز و تکفین بجالائیں گے اور آپ کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

ابوفضالہ وہ صحابی ہیں جو جنگ بدر میں شریک تھے۔

آپ نے فرمایا! میں اس تکلیف سے انتقال نہیں کروں گا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ضرب لگنے سے انتقال کروں گا میری داڑھی میرے سر کے خون سے خضاب ہوگی، ابوفضالہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں آپ کی طرف سے جہاد کر کے شہید ہوئے۔

آپ علیہ السّلام کا سُنّت کی پیروی کرنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ سے ایک طویل حدیث میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حج کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قُربانی کے جانور لے کر حاضر ہوئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا جب حج فرض ہوگا تو اُس وقت کیا کہو گے؟

عرض کیا! میں کہوں گا اُے معبود! میں اس طرح تیری تسبیح کرتا ہوں جس طرح تیرا رسول تیری تسبیح کرتا ہے،،

حضرت علی علیہ السّلام نے کہا! ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا آپ کھڑے ہوئے تو ہم کھڑے ہوگئے جب آپ تشریف فرما ہوئے تو ہم بیٹھ گئے یعنی

نماز جنازہ کے وقت۔

یہ بھی سُنّت ہے

ابوساسان حصین بن منذر نے کہا کہ میں حضرت عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ کے پاس ولید کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔

عُثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی سے فرمایا! اُٹھو اور اسے کوڑے لگاؤ۔

آپ نے اِمام حسن علیہ السلام سے فرمایا! اُٹھو اور کوڑے لگاؤ۔

حضرت حسن علیہ السلام نے عرض کی! اس کام کو وہ کرے جس نے اس کو اس بات کا عادی بنا رکھا ہے، چُنانچہ آپ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو کوڑے لگانے کے لیے کہا۔

جناب عبداللہ بن جعفر کوڑے لگاتے گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوڑے گنتے گئے، جب چالیس تک پہنچ گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! رُک جاؤ۔

پھر فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے شرابی کو چالیس کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا جبکہ عُمر (رضی اللہ عنہ) نے اَسی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم دیا تھا یہ سب سُنت ہے مجھے یہ بات پسند ہے۔

شکرانہ کا اِعلان

ابُومطر بصری سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تین درہم میں کپڑا خرید کر زیبِ تن فرمایا۔

اور کہا! اللہ ربّ العزّت کا شکر ہے جس نے مجھے لباس عطا فرمایا۔ جس کو پہن کر لوگوں میں معزز ہوا اور اپنی ستر پوشی کی۔

پھر فرمایا! میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایسے ہی فرماتے سُنا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! میں نبی نہیں ہوں جس کو وحی ہوتی ہے میں اپنی بساط کے مطابق اللہ کی

کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سُنّت پر عمل کرتا ہوں تمہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اِس بات پر میری اطاعت تم پر واجب ہے خواہ تم اِس کو پسند کرو یا نہ کرو۔

ابو بکر صدّیق کو علی المرتضیٰ کا مشورہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہلِ ردہ کے بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ کیا اُنہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے سے اِختلاف کیا۔

فرمایا! جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لیا کرتے تھے اس کو آپ نے چھوڑ دیا ہے تو سُنّت رسول کے خلاف کام کیا ہے اگر مجھے اُونٹ کی رسی سے انکار کریں تو میں ضرور جہاد کروں گا۔

آپ علیہ السّلام کی شجاعت

آپ علیہ السلام کے خصائص میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کو کئی بار علم عطا کیا گیا۔ آپ نے غزوۂ بدر، غزوۂ اُحد، غزوۂ خیبر اور کئی غزوات میں بڑے معرکے سرانجام دیئے آپ کی بہادری حدِ تواتر کو پہنچ گئی کوئی شخص آپ کی شجاعت کا انکار نہیں کر سکتا۔

جنگ کا جواب جنگ

صعصہ بن صوحان نے کہا کہ صفین کی جنگ میں حضرت معاویہ کا ایک آدمی جس کا نام کریز بن صباح تھا دونوں صفوں کے مابین آکر للکارنے لگا۔

حضرت علی علیہ السّلام کا ایک جانثار نکلا جسے اُس نے شہید کر دیا اور پھر للکارنے لگا، دُوسرا جانثار نکلا اس کو بھی شہید کر کے پہلے شخص پر ڈال دیا اور کہا ہے کوئی اور لڑنے کے لیے؟

تیسرا جانثار نکلا اُس کو بھی شہید کر کے پہلے دونوں مقتولین کی لاشوں پر ڈال کر کہا ہے کوئی اور لڑنے والا؟ لوگ خوفزدہ ہو گئے پہلی صف والے چاہتے تھے کہ وہ آخری صف میں چلے جائیں۔

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے سفید خچر پر سوار صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور کچھ دُور جا کر خچر سے اُتر پڑے۔ دوڑ کر اُس کو قتل کر دیا اور پھر فرمایا! میرے مقابلہ میں کون آئے گا؟

ایک شخص لڑنے کے لیے نکلا آپ نے اس کو قتل کر کے پہلے پر ڈال دیا۔ پھر مقابلہ کے لیے آواز دی، ایک شخص لڑنے کے لیے نکلا آپ نے اُسے قتل کر کے دونوں لاشوں پر ڈال دیا، پھر مقابلہ کے لیے آواز دی۔ ایک اور شخص آیا آپ نے اُسے بھی قتل کر کے تینوں اشخاص پر ڈال دیا۔ پھر فرمایا! اے لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اَلشَّھۡرُ الۡحَرَامُ بِالشَّھۡرِ الۡحَرَامِ (سورۃ البقرہ آیت ۱۹۴)

اگر تم مقاتلہ کی ابتدا نہ کرتے تو ہم تُم سے بالکل نہ لڑتے۔

صفین میں خُود جہاد فرمایا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی شخص نے پُوچھا کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جنگِ صفین میں بذاتِ خُود جہاد فرمایا۔

ابن عباس نے کہا! خُدا کی قسم کوئی شخص حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر خُود کو ہلاکت میں نہ ڈالتا تھا، میں نے آپ علیہ السلام کو دیکھا آپ برہنہ سر تھے اور ہاتھ میں تلوار لیے ایک زرہ پوش شخص کی طرف بڑھے اور اس کو قتل کر دیا۔

ابنِ ہشام نے کہا! ایک عالم نے مجھے بتایا جس پر مجھے اعتماد ہے کہ صحابہ بنو قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

قلعہ گِرا دُوں یا مُوت کا مزہ چکھوں گا

علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا! ''اے ایمان والو!'' حضرت علی علیہ السلام اور حضرت زبیر بن العوام آگے بڑھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! تو میں اس کا یعنی موت کا مزہ چکھوں گا جس کا حمزہ (رضی اللہ عنہ) نے مزہ چکھا تھا یا ان لوگوں کے قلعہ کو فتح کروں گا۔ بنو قریظہ نے کہا! یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) ہمیں سعد بن معاذ کا حکم قبول ہے۔

یا حیُّ یا قیّوم وظیفہ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں جنگِ بدر میں جہاد کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ حالتِ سجدہ میں یا حیُّ یا قیُّوم فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فتح عطا فرما دی۔

اللہ کے معاملہ میں سختی

سدید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو اگر میں آسمان سے زمین پر گروں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھُوٹ باندھوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ بات کہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نہ فرمائی ہو۔

حضرت ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! علی (علیہ السلام) کی شکایت نہ کرو، آپ اللہ کی ذات میں بہت سخت ہیں۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی اللہ کی ذات میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

بُتوں سے دُشمنی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ میں اور اُسامہ کعبہ کے باہر صحن میں جا کر گندگی اور تھوک لے کر قُریش کے بُتوں کو مل دیتے تھے جب ان کو پتہ چلتا تو وہ کہتے، ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ بُرا سلوک کون کر گیا ہے، (وہ مُشرکین) صُبح کو بتوں کو پانی اور دودھ کے ذریعہ غسل دے کر صاف کرتے۔

اِیمان میں راسخ

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کہا کرتے! اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وصال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو تم اُلٹے پاؤں پِھر جاؤ گے، اللہ کی قسم! ہم یہ ہدایت کے بعد اُلٹے پاؤں نہیں پھریں گے، اگر آپ وصال فرما گئے یا شہید ہو گئے تو میں اس بات پر جہاد کروں گا جس پر آپ جہاد فرماتے تھے حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔

خُدا کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھائی، ولی، چچا کا بیٹا اور وارث ہوں، میرے علاوہ ایسا کام کون کر سکتا ہے۔

علی کے ایمان کا وزن

حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں ایک پلڑّے میں اور علی (علیہ السلام) کا ایمان دُوسرے پلڑے میں ہو تو علی کا ایمان وزن میں زیادہ ہوگا۔

آپ علیہ السّلام کی عبادت

حضرت حارثہ بن ابی وقاص اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیتِ مکرّم مسجد میں تھا اُسی طرح علی المرتضیٰ علیہ السلام کا گھر مسجد میں تھا جہاں آپ عبادت کرتے تھے۔

آپ کے اذکار اور دُعائیں

حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کثرت سے الحمد للہ کہا کرتے تھے۔

عبداللہ بن حارث صمدانی نے کہا! علی علیہ السلام رکوع میں کہتے !اے معبود! تیری خاطر رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تُو میرا رب ہے، میرا کان میری آنکھ، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال اور ہڈی تیرا رکوع کرتی ہے تو میری اس بات کو سننے والا اور جاننے والا ہے، جب آپ رکوع سے سر اُٹھا کر سجدہ کرنے کا ارادہ کرتے تو کہتے (اَے پروردگار) تیرے لیے رکوع کرتا ہُوں اور تیرے لیے سجدہ کرتا ہُوں تیری خاطر اُٹھتا اور تیری خاطر بیٹھتا ہُوں۔ جب سجدہ میں جاتے تو فرماتے معبود! تجھے سجدہ کرتا ہوں تُجھ پر ایمان لایا ہوں، تُو میرا رب ہے میرا چہرہ اس کو سجدہ کرتا ہے جس نے اس کو پیدا کیا میری سماعت اور بصارت بھی سجدہ کرتی ہے، کس قدر برکت والا اور بہترین پیدا کرنے والا اللہ رب العزّت ہے۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، دوسجدوں کے درمیان (بارگاہ ربوبیت میں) عرض کرتے: اے معبود! میری مغفرت فرما مجھے ہدایت عطا کر اور مجھے رزق عنایت فرما۔

حضرت علی علیہ السلام جب گھر سے نکل کر گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو کہتے،

بسم اللہ

جب (گھوڑے کی) پشت پر بیٹھ جاتے تو فرماتے:

الحمد للہ الذی کرمنا وحملنا فی البر والبحر ورزقنا من

الطیبات وفضلنا علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلاً۔

سبحان الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین وانا الیٰ ربنا

لمنقلبون رب اغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت

اس کی تخریج ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور حافظ نے الموافقات میں کی۔

آپ علیہ السلام کے صدقہ کا بیان

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا! تُم مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اِس حالت میں دیکھتے کہ بھُوک کی شدّت کی وجہ سے پیٹ پر پتھّر باندھے ہوتا تھا، حالانکہ میں صدقہ میں چالیس ہزار دینار دیتا ہُوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ صرف میرے مال کا صدقہ چالیس ہزار دینار ہے، دونوں احادیث کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال اس طرف جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام کے مال کی زکوٰۃ اس قدر تھی حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے آپ بہت زیادہ تارک الدُّنیا تھے اس بات کا ذکر عنقریب آپ کے زُہد کے باب میں آئے گا۔

حالتِ نماز میں خیرات

حضرت عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کی اذان دی لوگ نماز میں مصروف ہوگئے کوئی شخص رکوع میں کوئی سجدہ میں تھا اِسی دوران سائل نے آکر سوال کیا۔

علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے رکوع کی حالت میں سائل کو اپنی انگوٹھی عطا فرمادی، سائل

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس بات سے آگاہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ

(سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

حضرت جعفر بن محمد کا قول

حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں آپ سے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔۔۔ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا! اس سے اصحابِ رسول مُراد ہیں۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں اس سے علی المرتضیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔

فرمایا! علی (علیہ السلام) ان میں شامل ہیں۔

ابنِ عباس کا قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت (وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا) کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صبح سے لے کر شام تک کھجوروں کو پانی دیا اور مزدوری میں جو حاصل کیے صبح کو جو لیے اور ان کو پیس کر تین حصے کر لیے ایک حصّہ کا حریرہ (بغیر گھی کے آٹا) پکا کر تیار کیا۔

مسکین، یتیم نے سوال کیا۔ اس کو کھلا دیا۔

پھر جو کے دُوسرے حصّہ کو تیار کیا۔ مسکین یتیم نے سوال کیا اس کو کھلا دیا۔

پھر تیسرے حصّہ کو تیار کیا تو مشرک قیدی نے سوال کیا اس کو کھلا دیا اور تمام گھر والے بھوکے رہ گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت حسن اور حضرت قتادہ کا قول ہے کہ قیدی مشرک تھا، اہلِ علم کہتے ہیں کہ اگر زکوٰۃ اور کھاتہ کے مال کے علاوہ غیر مذہب والے کو صدقہ دیا جائے تو

اس کا ثواب ملتا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا! قیدی مسلمان تھا۔

چشمہ صدقہ کر دیا

مُحمد بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایک چشمہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے نزدیک زمین خرید کنواں کھودا۔ جب لوگ کنواں کھود رہے تھے تو ان پر آسمان سے اونٹ کی گردن کی مانند کوئی چیز ظاہر ہوتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تشریف لائے تو آپ کو اس چیز کی بشارت دی گئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا! تم کو خوشحالی کی بشارت ہو، پھر آپ علیہ السلام نے فقراء مساکین اور اللہ کی راہ میں قریب والوں اور دور والوں کو صلح اور جنگ میں چشمہ صدقہ کر دیا۔

اس دن کے لیے چہرے سفید اور سیاہ ہوں گے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا اللہ تعالیٰ آگ کو میرے چہرہ سے دور کرے۔

میّت کو قرض سے آزاد کرنا اور قرضہ اپنے ذمّہ لینا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جنازہ آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میّت کے اعمال کے بارے میں دریافت نہ فرماتے مگر اس کے قرض کے بارے میں دریافت فرماتے اگر آپ سے کہا جاتا کہ میّت پر قرض ہے تو آپ نماز جنازہ ادا نہ فرماتے تھے، اگر کہا جاتا کہ اس کے ذمّہ کوئی قرض نہیں تو آپ اس کی نماز جنازہ ادا فرماتے تھے۔

آپ کی خدمت میں ایک ایسا جنازہ لایا گیا جب مکبر تکبیر کے لیے کھڑے ہوئے تو صحابہ کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دریافت کیا کہ تُمہارے صاحب پر کوئی قرض

تونہیں؟

عرض کیا گیا! اس کے ذمہ دو دینار قرض ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جنازہ ادا نہ فرمایا! آپ نے (لوگوں سے) فرمایا! تُم اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا قرض کے دو دینار میں اپنے ذمّہ لیتا ہوں، پھر آپ آگے بڑھے اور جنازہ ادا فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا! اللہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تمُہیں آزاد فرمائے جس طرح تم نے اپنے بھائی کو آزاد کیا ہے۔

جو میّت مقروض ہو کوئی شخص اس کو قرض سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت میں اُسے رہا کرے گا۔

بعض لوگوں نے کہا! یہ خصوصیّت صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے ہے یا عام مُسلمان اس میں شامل ہیں۔

فرمایا! بلکہ عام مسلمان اس میں شامل ہیں، ابُوسعید نے کہا! کہ علی (علیہ السلام) نے کہا کہ میں اس شخص کے قرض کا ضامن ہوں۔

عہدِ رسول میں سب سے زیادہ مکرّم علی تھے

اسحٰق سبعی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام میں سے چالیس سے زیادہ لوگوں سے پُوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں سب سے زیادہ باعزّت کون لوگ تھے، اُنہوں نے کہا! زبیر اور علی (رضی اللہ عنہم)

حضرت علی علیہ السّلام کا زُہد

حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا اے علی! اللہ نے تم کو اس زینت سے مزّین فرمایا ہے، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک نیک لوگوں کی زینت ہے، اللہ نے آپ کو دُنیا میں زُہد عطا

فرمایا۔ دُنیا تم سے کچھ نہ لے گی اور نہ تم دُنیا سے کچھ لو گے تمہارے دامن سے مساکین باندھ دیئے گئے ہیں تم ان سے ان کے اتباع پر خوش ہو اور وہ تمہارے امام ہونے پر راضی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تصدیق فرمادی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب لوگ آخرت کو اختیار کرلیں گے۔ میراث کے مال کو کھائیں گے، دُنیا کے مال کو بہت پسند کریں گے، دین کو بچّوں کا کھیل جانیں گے، مال و دولت دُنیا کے حصول میں غرق ہوجائیں گے۔ میں نے عرض کیا! میں ان لوگوں کو چھوڑ دوں گا۔

میں خُدا اور اُس کے رسول کے راستے پر چلوں گا اور آخرت کو اختیار کروں گا، میں دُنیا اور اُس کے مصائب و آزمائشوں پر صبر کروں گا حتیٰ کہ آپ سے مُلاقات کروں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! علی تُو نے سچ کہا۔ یا اللہ! علی کو اس مقام پر فائز فرما۔

اَے دُنیا کسی اور کو دھوکا دو

علی ابن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں ابنِ تیاح آیا۔

عرض کیا! یا امیر المومنین بیت المال سونے اور چاندی سے بھر گیا ہے۔

فرمایا! اللہ اکبر پھر آپ ابنِ تیاح کا سہارا لے کر بیت المال میں تشریف لائے اور لوگوں کو مال دینے کا اعلان فرمایا۔ اور تمام مال مُسلمانوں میں تقسیم فرمادیا اور پھر فرمایا اے سونا چاندی! کسی اور کو دھوکے میں ڈالو۔ پھر آپ نے سارا مال لوگوں میں تقسیم فرمادیا اور بیت المال میں ایک دینار اور ایک درہم تک کوئی چیز باقی نہ رکھی۔ بیت المال میں جھاڑو دے کر چھڑکاؤ کروادیا۔ اور بیت المال میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

بیت المال کو خالی کردیا

ابوصالح کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا کہ آپ بیت المال میں تشریف لائے اس میں مال ملاحظہ فرمایا اور کہا کہ اس مال کو یہاں نہیں رہنا چاہیے مُسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے پھر لوگوں میں مال تقسیم کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (بیت المال میں) جھاڑو دلایا، پانی چھڑکوایا نماز پڑھی اور اس میں سو گئے۔

حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے (بیت المال میں) نماز اس لیے ادا فرمائی تا کہ قیامت کے روز بیت المال اس بات کی گواہی دے۔

معمولی لباس زیب تن فرمایا

ابوسوار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا آپ نے دو موٹے کپڑے خریدے اور قنبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اِن میں سے ایک تم لے لو۔ (پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آپ نے تین درہم میں ایک کپڑا خریدا)۔

حضرت عبداللہ بن ابی ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا آپ کھدر کی قمیص پہنے ہوئے تھے جب اُسے کھینچتے تو ناخن تک پہنچتی جب چھوڑ دیتے تو کلائی تک پہنچ جاتی۔

تہبند نِصف پنڈلی تک

حسن بن جرموز رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کوفہ کی مسجد سے نکلتے دیکھا آپ نے دو چادریں زیب تن فرما رکھی تھیں ایک چادر کو باندھ رکھا تھا جو چادر باندھ رکھی تھی وہ نصف پنڈلی تک جاتی تھی، آپ بازاروں کا چکر لگاتے اور آپ کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا آپ علیہ السلام لوگوں کو نیکی، سچ

بولنے اور صحیح ناپ تول کا حکم دیتے تھے۔

تین درہم کی قمیص

حضرت ابُوسعید ازدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سرِ بازار فرماتے سُنا کسی شخص کے پاس کوئی قمیض ہے جو ٹھیک ہو اور اس کو تین درہم میں فروخت کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا! میرے پاس ایسی قمیض موجود ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس کے ساتھ روانہ ہو گئے آپ نے قمیض پسند فرمالی اُس شخص نے قمیض دے دی، آپ نے جب قمیض زیبِ تن فرمائی تو وہ اُنگلیوں کی پوروں سے بڑھ جاتی چنانچہ جس قدر انگلیوں کی پوروں سے بڑی تھی آپ نے اس کو کاٹ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اللہ کا شُکر ادا کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے صرف تین درہم میں قمیض خریدی آپ نے اس کی آستین کو کہنیوں سے کاٹ دیا اور فرمایا! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے یہ عُمدہ لباس عطا فرمایا ہے۔

ابحر ایک بزرگ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایک دبیز چادر پہنے ہوئے دیکھا جس کی قیمت پانچ درہم تھی میں نے آپ علیہ السلام کے پاس چند درہم دیکھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا! ہمارے چشمہ کی آمدنی سے خرچ کے لیے ہمارے پاس یہی درہم رہ گئے ہیں۔

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس دو بیویاں تھیں جس بیوی کی باری کا دن ہوتا آپ اس کی خاطر نصف درہم کا گوشت منگواتے تھے۔

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یعاقیب میں حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت اقدس میں بھیجا اس شخص نے جا کر آپ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی عبا شریف کو بطور تہبند باندھ رکھا تھا اس کے اُوپر عقال کو کسا ہُوا تھا، اُونٹ پر تارکول مَل رہے تھے۔

ایسا لباس خشوع کے لیے ہے

عُمر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سوال کیا کہ آپ چھوٹی قمیض کیوں پہنتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! خشُوعِ قلب کی خاطر اور مومن اس کی اتباع کرے۔

زَید بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جعد بن بعجہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لباس پر اعتراض کیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! تُم میرے لباس کے پیچھے پڑتے ہو۔ یہ ایسا لباس ہے جو تکبر سے دُور رکھتا ہے۔ یہ ایسا لباس ہے کہ مُسلمانوں کو اس کی نقل کرنی چاہیے۔

نفس کی مخالفت

عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں فالُودہ پیش کیا گیا آپ نے کھانے سے انکار کر دیا۔

حبۃ العرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے فالودہ پیش کیا گیا آپ نے فالودہ سے فرمایا! تیری خُوشبو اچھی تیرا رنگ خُوبصورت ہے اور کھانے میں لذیذ ہے لیکن میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنے نفس کو عادی بناؤں جس چیز کی اس کو عادت نہیں ہے۔

عام لباس

اُم سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لباس کے بارے میں پُوچھا تو میں نے جواب دیا کہ آپ کا لباس دبیز سنبلانی تھا۔

ضحاک بن عمیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو قمیض پہنے ہوئے دیکھا جس میں کرباس سنبلانی مِلا ہوا تھا جس میں خون لگا ہوا تھا۔

آپ کا تنگی میں صبر سے کام لینا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ مجھے جنگ بدر کے مالِ غنیمت سے ایک بوڑھی اُونٹنی ملی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مجھے ایک بُوڑھی اونٹنی عطا فرمائی۔ میں نے ان دونوں اُونٹنیوں کو ایک انصاری کے دروازہ پر بٹھا دیا۔ میرا خیال تھا کہ میں اِن اُونٹنیوں سے مال برداری کا کام لُوں گا یا ان کو فروخت کر کے ان کی قیمت جناب فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا) کے ولیمہ پر خرچ کروں گا۔ میرے ساتھ بنوقینقاع کا ایک صالح شخص تھا۔ حضرت حمزہ بن عبدالمُطلب رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں موجود تھے اور ایک مغنیہ گا رہی تھی اور کہہ رہی تھی:

''اَے صاحب شرف حمزہ''! اس نے تلوار لے کر دونوں اُونٹنیوں کے دانت کاٹ دیئے، دونوں کے پہلوؤں کو قطع کر دیا اور ان کے جگر نکال لیے۔

جب میں نے دیکھا تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا آپ کے پاس زید بن حارثہ موجود تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت حمزہ کے پاس آئے، میں ساتھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض تھے۔ حمزہ نے سر اُٹھا کر کہا آپ کون ہوتے ہیں میں اپنے باپ دادا کے طریق پر چلتا ہوں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واپس تشریف لے آئے اور ان کو کچھ نہ کہا۔

(وضاحت: یہ عجیب روایت محلِّ نظر ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رسوماتِ قبیحہ کو ترک کر کے ہی اسلام میں شامل ہوئے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس لہجہ میں گفتگو کریں۔)

سولہ کھجوروں کے لئے مزدوری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت بھوک کا شکار ہونا پڑا۔ میں مدینہ کے مقامات میں مزدوری کی تلاش میں نکلا اور ایک عورت کے پاس پہنچا جس نے مٹی جمع کر رکھی تھی جس کو وہ پانی میں بھگونا چاہتی تھی، اُس نے مجھے ایک مشک پانی لانے کے عوض ایک کھجور دینا مقرر کر لی۔ میں نے سولہ مشکیں پانی کی بھریں جس سے ہاتھ زخمی ہو کر کام کرنے سے جواب دے گئے میں عورت کے پاس آیا اُس نے مُجھے سولہ کھجوریں دیں جن کو لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گیا اور آپ کو تمام واقعہ کی خبر دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے ساتھ کھجوریں تناول فرمائیں اور میرے لیے دُعائے خیر فرمائی۔

آلِ محمدؐ کا صبر واِستقامت

سہل بن سعد نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے، حسن اور حسین علیہما السلام رو رہے تھے۔ آپ نے فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے پُوچھا یہ کیوں روتے ہیں؟

عرض کیا! بُھوک کی وجہ سے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باہر تشریف لائے بازار میں ایک دینار پایا جس کو لے کر حضرت فاطمۃ الزہرا کے پاس آئے اور آپ کو اس بات سے آگاہ کیا، سیّدہ نے کہا! آپ فُلاں یہودی سے آٹا خرید لائیں۔

یہودی نے کہا! آپ اس شخص کے داماد ہیں جو کہتے ہیں، میں اللہ کا رسول ہُوں۔

آپ نے فرمایا! ہاں ایسا ہی ہے۔

یہودی نے کہا! دینار بھی لے جاؤ اور آٹا بھی۔

آپ علیہ السلام آٹا لے کر سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس آگئے اور تمام حالات سے آگاہ کیا۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے کہا! آپ قصاب سے ایک درہم کا گوشت خرید لائیں۔

آپ علیہ السلام گوشت خرید کر لائے۔ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے گوشت پکایا اور روٹیاں تیار کیں پھر اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُلایا اور عرض کی کہ میں آپ کے سامنے واقعہ بیان کرتی ہوں اگر کھانا حلال ہے تو ہم کھائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خُدا کا نام لے کر کھاؤ۔

سب نے مل کر کھانا تناول کیا، ابھی یہ تمام نفُوسِ قُدسیہ تشریف فرما تھے کہ ایک غلام نے اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر کہا کہ میرا دینار گُم ہو گیا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کو بُلایا اس سے دینار گم ہونے کا واقعہ دریافت فرمایا۔

اُس نے عرض کی! دینار بازار میں گر گیا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا! قصاب سے جا کر کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے دینار طلب کرتے ہیں۔ اس کے درہم ہم تم کو ادا کر دیں گے اُس قصاب نے دینار آپ کو دے دیا۔

رزقِ حلال کے لیے محنت

حضرت اَسماء بنتِ عمیس رضی اللہ عنہا فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا! میرے بیٹے حسن اور حسین کہاں ہیں؟

عرض کیا! صبح ہمارے گھر میں کوئی شئے کھانے کے لیے موجود نہ تھی ۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آپ کے سامنے (بھوک سے) رونے نہ لگ جائیں۔ اس لیے آپ (یعنی علی علیہ السلام) دونوں بیٹوں کو لے کر فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت علی علیہ السلام کی طرف روانہ ہو گئے آپ نے ان دونوں شہزادوں کو بالا خانہ میں کھیلتے ہوئے پایا۔ دونوں کے ہاتھوں میں کافی کھجوریں تھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا! کیا میرے بیٹوں کو سخت دھوپ سے پہلے گھر نہیں لے جائیں گے؟

عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! گھر میں کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں اگر آپ تشریف رکھیں تو میں فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے لیے کھجوریں اکٹھی کرلوں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہو گئے۔

علی علیہ السلام ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور یہودی کے لیے کنویں سے پانی نکالتے۔ آپ نے کچھ کھجوریں جمع کر کے شلوار کے آزار بند کے اندر ڈال دیں۔ پھر ایک شہزادے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اور دُوسرے کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے اُٹھالیا اور گھر تشریف لے آئے۔

گھر میں کُچھ نہ تھا

ابو سوید مدنی نے کہا! کہ جب سیّدہؓ فاطمہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر تشریف لائیں تو آپ کے گھر میں ریت بِکھری ہوئی تھی اور علی علیہ السلام کے پاس صرف ایک تکیہ ایک گھڑا اور ایک پیالہ موجود تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے ساتھ فاطمہ کا نکاح فرمایا تو مندرجہ ذیل اَشیاء عطا فرمائیں۔ ایک گدّا، کھجور کی پتیوں سے بھرا ہوا ایک تکیہ، دو چکیّاں، پانی پینے کا ایک پیالہ اور دو گھڑے۔

تسبیح فاطمہ عطا ہو گئی

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا خدا کی قسم! پانی بھرتے بھرتے تھک گیا ہوں آپ کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے ہیں جا کر ایک قیدی لے آئیں۔ عرض کیا! چکی پیستے پیستے میرے ہاتھ جواب دے گئے ہیں، حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بیٹی کیسے آئی ہیں؟

عرض کیا! سلام کرنے حاضر ہوئی ہُوں۔ شرم کے مارے سوال نہ کیا اور واپس تشریف لے آئیں اور علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا میں نے شرم کے مارے قیدی کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ چُنانچہ دونوں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! پانی بھرتے بھرتے میرا سینہ زخمی ہو گیا ہے۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی چکی پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قیدی اور مال عطا فرمایا ہے ہمیں ایک خادم عطا فرما دیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تم کو کچھ نہیں دوں گا یہ سارا مال اہلِ صُفّہ پر خرچ ہو گا، جن کے پیٹ بُھوک کی وجہ سے کمر سے لگ گئے ہیں چُنانچہ دونوں واپس آ گئے اور اپنے لحاف میں لیٹ گئے اگر دونوں اپنے سروں کو چھپاتے تو پاؤں برہنہ ہو جاتے اور اگر پاؤں کو چُھپاتے تو سر برہنہ ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو دونوں اُٹھ کر کھڑے ہوئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! لیٹے رہو۔

پھر فرمایا! کیا میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں جس کا تُم نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔

عرض کیا! کیوں نہیں؟

آپ نے فرمایا! جبریل نے مجھے کچھ کلمات سکھائے ہیں جن کو ہر نماز کے بعد تلاوت کرنا دس بار سبحان اللہ، دس بار الحمد للہ، دس بار اللہ اکبر جب بستر پر سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہنا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سے مجھے ان کلمات کی تعلیم دی ہے میں نے آج تک ان کو پڑھنا ترک نہیں کیا۔

کسی نے آپ علیہ السلام سے پوچھا کیا صفین کی رات کو بھی ان کلمات کی تلاوت نہیں چھوڑی۔ فرمایا! نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم نے بیان فرمایا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے چکّی پیسنے کی تکلیف کا اظہار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر میں نہ پا کر واپس چلی گئیں اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا کو آگاہ کر گئیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے ہم بستروں سے اُٹھنے لگے تو فرمایا۔ دونوں لیٹے رہو۔ آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی۔

آپ نے فرمایا! میں تمہیں ایسی بھلائی سے آگاہ کروں جس کا تُم نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔

عرض کیا! کیوں نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سونے لگو تو ۳۴ بار اللہ اکبر، ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ کہا۔ یہ تمہارے لیے خادم لینے سے بہتر ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے مجھ سے چکی

پیسنے کی تکلیف کی شکایت کی تو میں نے کہا آپ اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خادم کیوں نہیں لے آتیں؟

فاطمہ سلام اللہ علیہا آقا علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مُلاقات نہ ہوسکی جب آپ کو آگاہ کیا گیا تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے ہم لحاف کے اندر لیٹ چکے تھے جب ہم اُسے لمبائی میں اوڑھتے تو ہمارے جسم کا حصّہ برہنہ ہوجاتا اگر ہم اس کو عرض کے لحاظ سے اوڑھتے تو ہمارے قدم اور سر برہنہ ہوجاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے دریافت فرمایا بیٹی! مُجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے پاس کسی حاجت کی خاطر آئی تھی؟

عرض کیا! نہیں۔

(حضرت علی کہتے ہیں) میں نے عرض کی یارسول اللہ! ایک ضرورت کی خاطر آئی تھیں۔(فاطمہ نے) مجھ سے چکی پیسنے کی شکایت کی تو میں نے کہا آپ اپنے والد گرامی سے خادم کیوں نہیں لے آتیں؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں تمہیں ایسی چیز سے آگاہ کیوں نہ کردوں جو خادم سے بہتر ہوں جب رات سونے لگو تو یہ کلمات تلاوت کرو۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس مین حاضر ہوئیں اور کام کی شکایت کی اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام سے خادم طلب کیا کہ چکی پیسنے سے میرے ہاتھ زخمی ہوگئے ایک بار چکی پیستی ہُوں اور آٹا گوندھتی ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب بستر پر سونے کے لیے جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۴ بار اللہ اکبر اور ۳۳ بار الحمد للہ پڑھو یہ ایک سو بار ہوجائے گا یہ تُمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔

آپ علیہ السلام کی تواضع کا بیان

ابو صالح پارچہ فروش اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کھجوریں خریدیں ان کو تھیلے میں ڈال کر اُٹھالیا۔

میں نے عرض کیا یا امیر المومنین میں ان کو اُٹھالیتا ہوں؟

آپ نے فرمایا! عیال دار اِن کے اُٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔

زَید بن وہب نے کہا! جعد بن بعجہ خارجی نے علی علیہ السلام کے لباس پر اعتراض کیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! تُم میرے لباس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔ (ایسا لباس) تکبر سے دور رکھتا ہے مسلمان کے لیے اچھا ہے کہ ایسا لباس پہنے۔

علی لوگوں کی اِعانت کرتے

زادان سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بازار میں چلتے دیکھا آپ نے ہاتھ میں جُوتے کا تسمہ پکڑا ہُوا تھا۔ آپ کسی کو تسمہ دے دیتے، بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھاتے اور بار برداری کے بوجھ کو اُٹھانے میں مدد کرتے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرماتے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لئے کرتے ہیں جو زمین میں تکبّر نہیں چاہتے اور نہ فساد اور عاقبت پرہیز گاروں ہی کی ہے۔

(سورۃ القصص آیت ۸۳)

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں کی۔

ایک خادمہ کی مُشکل کُشائی

ابو مطر بصری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کھجوریں فروخت کرنے والے کے ہاں دیکھا اور کھجوریں فروخت کرنے والے کے پاس ایک ملازمہ رو رہی تھی۔

آپ علیہ السلام نے ملازمہ سے پُوچھا کیا بات ہے؟

اُس نے عرض کی! میں نے اس شخص سے ایک درہم میں یہ کھجوریں لیں اور میرا مالک یہ کھجوریں نہیں لیتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کھجوریں فروخت کرنے والے سے کہا اپنی کھجوریں واپس کرلو اور اس کا درہم واپس دے دو یہ ملازمہ ہے اس کے بس میں کوئی بات نہیں۔

کھجوریں فروخت کرنے والے نے آپ کی بات ٹھکرا دی۔ لوگوں نے اس سے کہا تُم جانتے ہو یہ کون ہیں؟

اُس نے کہا! میں نہیں جانتا۔

اُنہوں نے کہا! یہ امیر المومنین ہیں۔

اُس نے کھجوریں لے کر درہم واپس کر دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بارگاہ میں عرض گذار ہوا کہ آپ مُجھ سے راضی ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا! میں اُس وقت تک تُم سے راضی نہیں ہوگا جب تک لوگوں کے حقوق ادا نہیں کرے گا۔

آپ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حیاء کرتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بیان کرتے ہیں مجھے مذی بہت آیا کرتی تھی میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُختر تھیں اس لیے آپ سے یہ مسئلہ شرم کی وجہ سے نہ

پوچھ سکتا تھا۔

میں نے یہ (مسئلہ دریافت کرنے کا) کام مقداد کے ذمہ لگایا۔

اُنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ذکر دھو کر وضو کر لے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو احساس دلانا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بیان کیا کہ میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ کیا آپ قریش کی عورتوں کی طرف راغب ہیں اور ہم لوگوں کو چھوڑ دیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تمہارے پاس کوئی عورت موجود ہے؟

عرض کیا! حمزہ کی دُختر موجود ہے۔

آپ نے فرمایا! یہ میرے لیے حلال نہیں کہ یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

آپ علیہ السّلام کا اللہ سے ڈرنا

اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

آپ علیہ السّلام کی پرہیزگاری

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عید الاضحیٰ کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے گوشت اور آٹے سے تیار کیا گیا کھانا دیا۔

میں نے عرض کیا! اللہ تعالیٰ آپ کا بُھلا کرے اگر آپ بطخ کا گوشت کھلاتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ نیکی دیتا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! زبیر کے فرزند میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کو اللہ تعالیٰ کے مال سے دو پیالے لینے چاہئیں۔

پاکیزہ خُوراک کا اِہتمام

ایک پیالہ سے خود اور اپنے گھر والوں کا گذارا کرلے اور دُوسرے پیالے سے لوگوں کی خاطر مدارات کرے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مُجھے ثقیف کے ایک آدمی نے کہا کہ مُجھے حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ ظُہر کے وقت میرے پاس آنا۔ میں حاضر ہوا کوئی دربان نہیں تھا۔ آپ کے پاس ایک پیالہ اور پانی کا کوزہ رکھا ہوا تھا آپ نے چمڑے کا تھیلا منگوایا جو مہر شدہ تھا۔ آپ نے مہر کو توڑا اس میں ستو موجود تھے۔ اس میں سے ایک مُٹھّی لے کر پیالے میں ڈال دیئے اس میں پانی مِلا کر خود بھی پیا اور ہمیں بھی پلایا۔

مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نے عرض کی یا اَمیر المومنین عراق میں بھی ہی ایسا کرتے ہیں حالانکہ یہاں کھانے پینے کی اشیاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! اللہ رب العزّت کی قسم میں بخل کی وجہ سے مہر نہیں لگاتا بلکہ اس میں سے ضرورت کے مطابق لیتا ہوں مجھے اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ جب یہ ختم ہونے لگے تو اس میں کوئی مزید نہ ڈال دے اس لیے میں اس کی حفاظت کرتا ہُوں۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے پیٹ میں پاک چیز ہی جائے۔

تہبند خریدنے کے لیے تلوار کی فروخت

ابن حیان تیمی اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میری تلواروں کون خریدے گا؟ اگر میرے پاس تہبند کی رقم ہوتی تو میں اس کو ہرگز فروخت نہ کرتا۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا! تہبند کی قیمت میں ادا کرتا ہُوں۔

عبدالرزاق نے کہا! یہ اس وقت کی بات ہے جب شام کا علاقہ چھوڑ کر ساری اسلامی سلطنت آپ کے قبضہ میں تھی۔

علی بن ارقم اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بازار میں اپنی تلوار فروخت کرتے ہوئے دیکھا۔

آپ فرماتے تھے میری تلوار کون خریدے گا، اُس ذات کی قسم جس نے دانہ میں شگاف ڈالا میں نے اس تلوار کے ذریعہ بہت سی جنگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دُور کی تھیں اگر میرے پاس تہبند کی قیمت ہوتی تو میں اس تلوار کو فروخت نہ کرتا۔

عوام کا مال عوام کے لیے

ہارون بن عنترہ اپنے والدِ گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں خورنق میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا آپ پُرانے لحاف میں کانپ رہے تھے۔

میں نے عرض کیا! یاامیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کے گھر والوں کا حق اس مال میں مقرر کیا ہے اور آپ اپنی ذات کے ساتھ یہ کیسا سلوک کر رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا! میں تمُہارے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا، یہ میرا وہی پھٹا ہوا لحاف ہے جسے میں گھر سے لے کر نکلا تھا یا مدینہ سے نکلا تھا۔

تین درہم کی قمیص

ابن مطرف نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایک چادر باندھے اور دوسری شانے پر ڈالے ہوئے دیکھا ہاتھ میں کوڑا تھامے ہوئے آپ دیہاتی معلوم ہو رہے تھے، آپ کھدّر بیچنے والوں کے بازار میں تشریف لائے اور فرمایا اے بزرگ! مجُھے تین درہم میں صرف ایک قمیض دے دو۔ جب دوکاندار نے آپ کو پہچان لیا تو آپ نے اس سے کوئی چیز نہ خریدی، پھر ایک اور لڑکے کی دوکان پر آئے اور اس سے تین درہم میں قمیض

خریدی جب لڑکے کا والد آیا تو اُس لڑکے نے اُسے آگاہ کیا لڑکے کا والد دراہم لے کر بارگاہِ مُرتضوی حاضر ہوا اور عرض کی یا اُمیر المومنین یہ درہم لے لیں۔

آپ نے فرمایا! کیوں؟

اُس نے عرض کیا! قمیض کی قیمت دو درہم تھی۔

آپ نے فرمایا! میں نے اپنی مرضی سے خریدی تھی۔

بیٹی سے پانچ درہم کی وُصولی

عمر بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی اُلمرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمتِ اقدس میں گھی اور شہد کی مشکیں پیش کی گئیں۔ ایک دن آپ نے ان کو دیکھا تو ان میں آپ نے کمی محسوس کی۔

آپ سے عرض کی گئی کہ اُمِّ کلثوم آئی تھیں اور اِن میں سے لے گئی تھیں آپ نے وزن کرنے والوں کے پاس مشک بھیج دی اُنھوں نے کہا وزن میں پانچ درہم کی کمی ہے۔ آپ نے اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا کہ پانچ درہم میرے پاس بھیج دیں۔

روٹی بھی تقسیم کردی

عاصم بن کلیب، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس اصفہان سے سامان آیا آپ نے اس کو سات حِصّوں میں تقسیم فرمادیا۔ اس مال میں ایک روٹی تھی آپ نے اس کو بھی سات حِصّوں میں تقسیم فرمادیا۔ پھر آپ نے قُرعہ ڈالا جس کا قُرعہ پہلے نکلتا مال پہلے اُسے مِل جاتا۔

اعمش نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس مال پر گذارا فرماتے جو آپ کو مدینہ منورہ سے آیا کرتا تھا۔

اگر علی کا کھانا دیکھتے

ابُوصالح کا بیان ہے کہ میں حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کنگھی فرما رہی تھیں میرے اور آپ کے درمیان پردہ حائل تھا۔

حسَنین کریمین تشریف لائے اور اُن کے پاس تشریف لے گئے۔

آپ نے دونوں شہزادوں سے فرمایا! ابُوصالح کو کوئی چیز کیوں نہیں کھلاتے؟

وہ (یعنی حسنین کریمین) شوربہ لائے جس میں دانے مِلے ہُوئے تھے۔ میں نے عرض کی اُمیر ہو کر یہ چیز کھاتے ہو؟

حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا نے مجُھ سے فرمایا! اگر امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھتے تو تمہیں پتہ چلتا۔

ایک روز آپ علیہ السلام کے پاس ترنج پھل آئے ان میں سے ایک ترنج حضرت حسین علیہ السلام نے اُٹھالیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن سے واپس لے لیا اور حکم دیا کہ لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔

آپ علیہ السلام کا رعایا میں اِنصاف

کریمہ بنتِ ہمام طانیہ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کوفہ میں ہمارے درمیان درست تقسیم فرماتے تھے۔

فضالہ نے کہا: ہم نے آپ علیہ السلام کی اس بات کو انصاف پر محمول کیا۔

رعایا کے حالات دَریافت کرنا

ابو الصہبا بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شطر الکلا میں دیکھا آپ چیزوں کے بھاؤ دریافت فرما رہے تھے۔

آپ علیہ السلام کے سبب اُمّت پر تخفیف

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ہے جب آیت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

اے ایمان والو! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راز کی بات کرو تو صدقہ دو۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۱۲)

نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ صدقہ ایک دینار ہونا چاہیے، عرض کیا! یا رسول اللہ لوگوں میں اس کی طاقت نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر کس قدر ہونا چاہیے۔

آپ نے عرض کی! ایک جو۔

آپ نے فرمایا! تم بہت زیادہ زاہد ہو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقے دو۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۱۳)

آپ علیہ السلام نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے آیت پر تخفیف فرمائی۔

حضرت ابوذر کا اِسلام قبول کرنا

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کیا میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بارے میں آگاہ کروں۔

ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں؟

کہا! ابوذر نے کہا میں غفار قبیلے کا آدمی ہوں ہمیں معلوم ہوا کہ مدینہ میں ایک شخص نے

دعویٰ ءنبوت کیا ہے میں نے اپنے بھائی سے کہا مکّہ میں جا کر اس شخص کے حالات معلوم کر کے مجھے آگاہ کرو۔ میرا بھائی مکہ معظّمہ گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مِل کر واپس آگیا میں نے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حالات دریافت کیے۔ اس نے بتایا کہ میں نے آپ کو نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہوئے پایا۔ مجُھے اپنے بھائی کی بات سے تسلّی نہ ہوئی۔ چنانچہ میں جراب اور عصا لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوگیا، میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جانتا نہیں تھا اور کسی دوسرے آپ کے بارے میں پُوچھنا نہیں چاہتا تھا۔

زم زم کنویں کا پانی پی کر مسجد میں آکر بیٹھ جاتا۔

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میرے قریب سے گذرے اور فرمایا! تم مسافر ہو؟

میں نے عرض کیا! ہاں۔

آپ نے فرمایا! میرے گھر چلو میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ حضرت علی نے کوئی بات مجھ سے نہ پوچھی اور نہ ہی میں نے آپ کو کچھ بتایا۔ صبح کو میں پھر مسجد میں آگیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کسی سے نہ دریافت کیا اور نہ ہی کسی شخص نے آپ کے بارے میں مجھے آگاہ کیا اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا گذر ہوا۔

فرمایا: اَب تجھے اس شخصیّت کے گھر کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔

عرض کیا! ابھی معلوم نہیں ہوا۔

فرمایا! میرے ساتھ چلو میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ ہم نے آپس میں کوئی بات نہ کی۔

تیسرے روز بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ علی علیہ السّلام نے اُبُوذر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا۔

فرمایا! تم مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے تمہارا معاملہ کیا ہے اس شہر میں کس لیے آئے ہو؟

کہا! اگر میری بات پوشیدہ رکھو گے تو بتاؤں گا۔

میں نے کہا! کہو۔

کہا! کہ یہاں ایک شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے میں نے اپنے بھائی کو حالات

معلوم کرنے کے لیے یہاں بھیجا ہے اُس نے مجھے آ کر حالات سے آگاہ کیا لیکن میری تسلّی نہیں ہُوئی۔ اَب میں اس شخصیت سے خُود ملنا چاہتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! تُم نے ہدایت پائی۔ تم میرے ساتھ چلے آؤ۔ اگر میں نے کسی اَیسے شخص کو دیکھا جس سے آپ کو خطرہ ہُوا تو دیوار کے ساتھ لگ کر اپنا جوتا ٹھیک کرنے لگوں گا اور تم چلتے رہنا۔

میں علی (علیہ السلام) کے ساتھ چل پڑا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گذارش کی کہ آپ مجھے اسلام کی تعلیم دیں، آپ نے اسلام پیش کیا تو میں مسلمان ہو گیا۔

آپ علیہ السّلام کے ہاتھوں قبیلہ ہَمدان کا اِسلام لانا

برَاء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے روانہ فرمایا میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ چھ ماہ تک وہاں رہے مگر ایک شخص بھی مُسلمان نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کو روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خالد بن ولید اور اُن کے ساتھ جو گئے ہیں انہیں واپس بھیج دو مگر وہ لوگ جو علی کے ساتھ رہنا چاہتے ہوں ان کو رہنے دینا۔

براء نے کہا! میں علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب ہم یمن میں داخل ہوئے تو لوگوں کو اس بات کا علم ہو گیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے جمع ہو گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہمیں صُبح کی نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم ایک قطار میں کھڑے ہو گئے آپ ہمارے سامنے تشریف لائے خُدا کی حمد وثنا کے بعد اہلِ یمن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلم کا خط پڑھ کر سُنایا تو سارے قبیلہ ہَمدان نے ایک دن میں اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خط کے ذریعہ سے حضور علیہ الصّلوٰۃ

والسلام کو آگاہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ریز ہو گئے اور دوبار فرمایا۔

''اہلِ ہمدان پر سلام ہو۔''

خارجیوں کو قتل کرنے میں آپ کی فضیلت

عبیدہ سلمان نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خوارج کا ذکر کیا آپ نے فرمایا! ان میں سے ایک شخص ناقص ہاتھ والا ہوگا اگر تُم نہ اِتراتے تو میں تم کو اس بات سے ضرور آگاہ کرتا۔ جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس شخص کے قتل کرنے والوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی وعدہ فرمایا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پُوچھا کیا آپ نے اس بات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا تھا؟

آپ نے تین بار فرمایا! ربِ کعبہ کی قسم سُنا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام عبداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خارجیوں نے جب خروج کیا تو میں علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معیت میں تھا۔

خارجیوں نے کہا! حکم صرف خُدا کا ہے۔

علی علیہ السلام نے فرمایا! یہ بات تو ٹھیک ہے مگر اُن کا اِس کلمہ سے مقصد باطل کی اِشاعت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے ایسے اشخاص کی نشاندہی کی تھی جو ان لوگوں میں موجود ہیں جو زبان سے حق بات کہتے ہیں مگر وہ اُن کے حلق سے نہیں اُترتی ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند وہ شخص ہے جس کے ایک ہاتھ میں عورت کے پستان کے سر کی طرح کوئی چیز ہوگی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان لوگوں کو قتل کیا اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔

ناقص ہاتھ والے شخص کو تلاش کرو۔ اُنہوں نے (مقتولین میں) اُس کو ڈھونڈا لیکن نہ پایا۔ آپ نے دوبارہ اُس کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے فرمایا میں نے جُھوٹ نہیں کہا۔ اور نہ میری بات کبھی جھوٹی ثابت ہوئی ہے جب دوبارہ تلاش کیا گیا تو اُس شخص کی لاش ایک ویرانہ سے مل گئی اور پھر اُس کی لاش کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سامنے لا کر رکھا گیا۔

عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کی کاروائی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا فرمان ان کے بارے میں سنا۔

زَید بن وہب جہنی نے کہا کہ میں اس لشکر میں موجود تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی معیّت میں خارجیوں سے جنگ کرنے کے لیے گیا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اَے لوگو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمّت سے ایک قوم خروج کرے گی جو قُرآن پڑھتی ہوگی مگر تمہاری قرأت اور ان کی قرأت میں کوئی نسبت نہیں ہوگی۔ تمہارے روزے سے ان کو کچھ لگاؤ نہ ہوگا۔ وہ قرآن کی قرأت اس نظریہ سے کریں گے کہ ان کو ثواب حاصل ہوگا۔ حالانکہ وہ اُلٹا اُن کے لیے وبال ہوگا۔ ان کی نماز ان کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترے گی۔ وہ دین سے اَیسے خارج ہوجائیں گے جس طرح تِیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ اگر اس لشکر کو اس بات کی خبر ہوجائے کہ جو ان لوگوں کو قتل کرے گا ان کے لیے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے کس قدر اجر کا اعلان ہے تو وہ لوگ دیگر اعمال سے کنارہ کش ہوجائیں۔

دِین سے خارج ہونے والوں کی یہ نشانی ہوگی کہ ان میں ایک شخص ہوگا جس کا بازو اور کلائی نہیں ہوگی اس کے بازو کے سرے پر عورت کے پستان کے سر کی طرح ایک چیز ہوگی جس پر سفید بال ہوں گے۔

سلمہ بن کہیل بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خارجیوں سے جِہاد کیا۔ خارجیوں کا سردار عبداللہ بن واہب راسبی تھا۔

عبداللہ نے اپنے لشکر سے کہا! نیزے پھینک دو اور تلواریں نِکال لو، اُنہوں نے نیزے پھینک دیئے اور تلواریں نکال لیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکر نے ان کو نیزوں پر رکھ لیا اور واصلِ جہنم کر دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھیوں میں سے صرف دو اشخاص شہید ہوئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! خارجیوں کے مقتولین میں سے لنجے ہاتھ والے کو تلاش کرو۔ اُنہوں نے تلاش کیا مگر ان کو نہ ملا، پھر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم خُود لاشوں کے پاس تشریف لائے جو ایک دُوسرے پر پڑی ہوئی تھیں۔

آپ نے فرمایا! اِن کو ہٹاؤ۔ جب اُنہوں نے لاشوں کو ہٹایا تو لنجے ہاتھ والے کی لاش سب کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔

لاش کو دیکھ کر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ کا پیغام پہنچایا۔

عبیدہ سلمانی نے عرض کیا یا امیر المومنین اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آپ نے اس حدیث کو رسول خُدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خُود سنا تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ فرمان خود سنا تھا اس نے آپ کو تین بار قسم دی آپ نے تین بار قسم کھا کر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ حدیث سماعت کی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ابو الرضی نے بیان کیا گویا میں نے ایک حبشی شخص کو دیکھا جس کے سینے پر دو پستان تھے ایک پستان عورت کی مانند تھا جس پر چُوہے کی قسم کے جانور کی دم کی مانند بال موجود تھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکریوں کو ناقص ہاتھ والا شخص نہ مِلا تو آپ علیہ السلام خود اس کو تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے۔ آپ

اپنے آدمیوں سے فرماتے ان لاشوں کو اُلٹو، ان لاشوں کو اُلٹو۔

کوفہ کے ایک شخص نے عرض کی: وہ شخص (جسے ڈھونڈا جا رہا ہے) یہاں موجود ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ناقص ہاتھ والا باوُجود تلاش بسیار کے نہ مِلا تو آپ نے فرمایا! وہ شخص شیطان تھا اور اس سے بھی بڑھ کر گمراہ تھا۔

مُارِقین دین سے نکل جائیں گے

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مارقین دین سے نکل جائیں گے ان کو وہ گروہ قتل کرے گا جو اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں ایمان لایا ہوگا۔

ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور (وہاں) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا! یہ شخص میرے بعد قاسطین، ناکثین اور مارقین سے جہاد کرے گا۔

علی علیہ السلام کی خَوارج سے جنگ کی وجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا! خوارج اپنے گھروں میں جمع ہوئے جن کی تعداد چھ ہزار یا اس کے لگ بھگ تھی۔ مین نے علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا یا امیر المومنین! آپ نماز دیر سے ادا فرمائیں۔ اِس اثناء میں مَیں ان (خوارج) سے ملتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! مُجھے خطرہ ہے کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں۔ میں نے کہا! نہیں اَیسا نہیں ہوگا۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے دو خُوبصورت جوڑے زیب تن کئے آپ ایک خوبصورت

آواز والے شخص تھے۔ حضرت ابنِ عباس کہتے ہیں جب خوارج نے مجھے دیکھا تو کہا یا ابنِ عبّاس خوش آمدید۔ آپ نے یہ کیسا لباس پہن رکھا ہے؟

میں نے کہا! تم لوگوں کو یہ ناگوار کیوں ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس سے بڑھ کر خوبصورت لباس پہنے ہُوئے دیکھا تھا۔ پھر میں نے ان لوگوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہے دُنیا میں اور قیامت میں تو خاص انہیں کی ہے ہم یوں ہی مفصّل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے۔

(سورۃ الاعراف آیت ۳۲)

خوارج نے پُوچھا! آپ کس لیے تشریف لائے ہیں؟

میں نے کہا! امیر المومنین کی طرف سے تُمہارے پاس آیا ہُوں ۔ اصحابِ رسول ،مہاجرین اور انصار کی طرف سے آیا ہوں کہ تُم تک ان کا پیغام پہنچاؤں اور تمہارا پیغام اُن تک لے جاؤں۔ تم لوگ علی ابن ابی طالب ابن عمِّ رسول اور داماد رسول سے کیوں دُشمنی کرتے ہو؟

یہ سُن کر وہ ایک دُوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا اس (یعنی حضرت علی) سے بات نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جھگڑالو قوم ہے۔

ایک اور خارجی نے کہا! ابن عم رسول کے ساتھ بات کرنے سے ہمیں کیا چیز روکتی ہے حالانکہ آپ اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

خوارج نے کہا! ہم تین باتوں کی وجہ سے آپ سے بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا! وہ تین باتیں کون سی ہیں؟

اُنہوں نے کہا! دو آدمیوں نے خُدا کے اَمر میں حکم قرار دیا آدمی خُدا کے حکم میں کیوں دخل دیں۔

جمل والوں سے جنگ کی لیکن شکست کے بعد ان کو قیدی نہیں بنایا اور نہ ہی اُن کا مال لیا۔ اگر جمل والوں سے جنگ جائز تھی تو اُن کو قیدی کرنا بھی جائز تھا اگر ان کو قید کرنا جائز نہیں تھا تو ان سے لڑنا کیسے جائز تھا؟

آپ نے اپنے نام کے ساتھ اُمیر المؤمنین کا لفظ مٹا دیا جب آپ اَمیر المومنین نہ رہے تو اَمیر المشرکین ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اُن سے کہا! کوئی اور بات؟

اُنہوں نے کہا! بس ہمارے پاس صرف یہی باتیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اگر میں یہ باتیں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ سے ثابت کروں تو کیا تم اپنے عقیدہ کو چھوڑ دے۔

اُنہوں نے کہا! (اگر ثابت ہو جائیں) تو پھر باز نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں ہوگی۔

آپ نے کہا! تمہارا قول ہے علی (علیہ السلام) نے خُدا حکم میں لوگوں کو حکم بنایا تو اس بات کا ثبوت قرآن میں موجود ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ

(سورۃ المائدہ آیت ۹۵)

خرگوش کے شکار کی قیمت یا اس قسم کی کوئی چیز جس کی قیمت چار درہم ہو اس کے بارے میں چار صاحبِ عدل فیصلہ کریں۔

خُدا نے فیصلہ کا اختیار لوگوں کو دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کا اختیار لوگوں

کو دیا ہے کہ اس کے بارے میں صاحبانِ عدل فیصلہ کریں اگر اللہ چاہتا تو خود حکم صادر فرماتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا‌ ۚ اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّـقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا

(سورۃ النساء آیت ۳۵)

اگر میاں بیوی کے درمیان ناراضگی ہو جائے تو ایک حکم مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے دونوں ان میں صلح کروا دیں۔ اگر دونوں صلح کرنا چاہیں۔

(پھر ابنِ عباس نے ان سے پوچھا) کیا میں نے تمہاری تسلی کر دی؟

اُنہوں نے کہا! ہاں ایسا ہی ہے۔

(پھر آپ نے فرمایا) اور تمہارا یہ قول کہ (حضرت علی) نے جنگ کی مگر نہ ان لوگوں کو قید کیا اور نہ ان کا مال لُوٹا اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جنگ تمہاری والدہ محترمہ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے ہُوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلنَّبِىُّ اَوۡلٰى بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَاَزۡوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمۡ

یہ نبی مُسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

(سورۃ الاحزاب آیت ٦)

اگر تُمہارا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمہاری ماں نہیں تھیں تو تم کافر ہو جاؤ گے، اگر یہ کہتے ہو کہ وہ ہماری ماں تھیں تو انہیں قید کرنا کیسے جائز ہوگا۔ تم لوگ دو گمراہیوں کے مابین ہاتھ پاؤں مار رہے ہو کیا اب تمہاری تسلی ہو گئی؟

اُنہوں نے کہا! ہاں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا! اور تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علی

(کرم اللہ وجہہ الکریم) نے اپنے نام سے اَمیر المومنین کا لفظ کیوں مٹایا ہے تو میں اس بات کا ثبوت دوں گا جس کو تم تسلیم کرلو گے۔

کیا تمہیں علم نہیں کہ صلح حُدیبیہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور سہیل بن عمرو کے درمیان (معاہدہ) تحریر ہو رہا تھا۔ اس موقع پر مُشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فرمایا کہ اگر ہم آپ کو رسولِ خُدا تسلیم کرتے تو آپ سے جنگ کیوں کرتے۔ آپ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! اَے اللہ تو جانتا ہے میں تیرا رسول ہوں اور آپ نے صفحہ ہاتھ میں لیا اور رسول اللہ کا لفظ اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ پھر علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا لکھو یہ وہ عہد نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے صلح کی۔ رسول اللہ کا لفظ تحریر نہ کرنے سے آپ نبوّت سے خارج نہیں ہو گے تھے۔ اَب تسلی ہو گئی ہے؟

اُنہوں نے کہا! ہاں اور خوارج کے ایک تہائی (۱۔۳) لوگوں نے توَبہ کرلی اور باقی گمراہ ہو کر قتل ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت

جب حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر تُم لوگ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تم کو صراطِ مُستقیم پر چلائیں گے۔

عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جب حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چھ افراد کو خلافت کا مستحق قرار دیا تھا تو میں آپ کے پاس موجود تھا۔

فرمایا! اگر تم علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تم کو سیدھی راہ پر چلائیں گے۔

ایک جگہ املیع کا لفظ آیا ہے کہ اگر تم علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تمہیں راہِ حق پر چلائیں گے اور آپ کی گردن میں تلوار حمائل ہوگی۔

علی راہِ حق پر چلائیں گے

عبدالرحمٰن بن عبید سے روایت ہے کہ بنو حارثہ میں سے اَنصار کا ایک شخص اعلان کر رہا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور مہاجرین میں سے فُلاں فُلاں کو خلیفہ نامزد فرمائیں گے ان لوگوں نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام نہ لیا۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہ (اعلان) سُنا تو فرمایا! علی کا نام کیوں نہیں لیتے؟ خُدا کی قسم! اگر تم علی المُرتضیٰ (علیہ السلام) کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ تُمہیں راہِ حق پر چلائیں گے۔

حارثہ بن مقرب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج ادا کیا تو اُونٹ ہانکنے والا کہہ رہا تھا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلیفہ عُثمان (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔ میں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حج کیا تو اُونٹ ہانکنے والا کہتا تھا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کے بعد خلیفہ علی (رضی اللہ عنہ) ہوں گے۔

فضائلہ بن ابی فضالہ انصاری نے بیان کیا کہ میں نے یَنبُع کے چشمہ پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی عیادت کی۔

میں نے عرض کیا! اگر آپ (یہاں) انتقال فرما گئے تو آپ کی تجہیز و تکفین جھینہ قبیلہ کے یہ دیہاتی کریں گے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا! مجھے اُس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک مجھے خلیفہ نہ بنالیا جائے اور پھر میری پیشانی کے خُون سے میری داڑھی خضاب آلود ہو گی۔ حضرت ابو فضالہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جانب سے شہید ہوئے۔

خلافتِ علی اور صحابہ کرام

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے زندگی میں جو چیز میرے لیے ہمیشہ تکلیف دہ رہی وہ یہ تھی کہ میں نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ مِل کر باغی گروہ سے جنگ کیوں نہ کی۔ وہ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سخت گرمی میں روزہ رکھتے تھے۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت درست تھی۔

عمر بن خاقان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مُجھے احنف بِن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں زبیر (رضی اللہ عنہ) سے مِلا اور پوچھا آپ میرے لیے کونسی بات پسند فرماتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! میں تمُہیں علی (علیہ السلام) کا ساتھ دینے کا حکم دیتا ہُوں۔

میں نے عرض کیا! کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دیتے اور میرے لیے پسند فرماتے ہیں؟

فرمایا! ہاں ایسا ہی ہے۔

عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر فارُوق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مِل کر کہا اے ابا الحسن! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پُوچھتا ہوں کہ کیا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خلیفہ نامزد کیا تھا؟

آپ نے فرمایا! اگر آپ یہ بات فرماتے ہیں تو آپ اور آپ کے ساتھی جو چاہتے ہیں کریں۔

حضرت عُمر نے کہا!! میرا ساتھی اِنتقال فرما چکا ہے۔ خُدا کی قسم میں خلافت کو اپنی گردن سے اُتار کر آپ کی گردن میں ڈالوں گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! مُجھے کس نے اس سے الگ رکھا ہوا ہے؟ مجُھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علم مقرر فرمایا تھا اور جب میں کسی بات کا مدّعی بنوں تو جو میری مخالفت کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے قسم دے کر پُوچھا کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔ جواب دیا! نہیں مگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علم مقرر فرمایا تھا۔

جب میں کسی بات کا دعویٰ کروں تو جو شخص بھی میری مخالفت کرے گا وہ گمراہ ہوگا۔

آپ کی بیعت اور بیعت نہ کرنے والوں کا ذِکر

حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ ایک شخص نے آکر کہا کہ امیر المومنین کوشہید کر دیا گیا ہے۔

پھر ایک اور شخص نے آکر کہا امیر المومنین (عثمان غنی) کو ابھی ابھی شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے تو وہ شہید کیے جا چکے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر کا دَروازہ بند کر کے بیٹھ گئے۔ لوگ دَروازہ کھلوا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ عُثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، لوگوں میں خلیفہ مقرر کرنا بہت ضروری ہے اس لیے اس حوالہ سے آپ سب سے زیادہ لائق آدمی ہیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! مجُھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

میں خلیفہ ہونے کی نسبت تمہارا وزیر بہتر ثابت ہوسکتا ہوں۔

اُنہوں نے کہا! خلافت کا آپ سے بڑھ کر کوئی حقدار نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا! اگر تم میری بات تسلیم نہیں کرتے تو پھر میری بیعت پوشیدہ نہ ہو بلکہ مسجد میں جمع ہو جاؤ تاکہ جو شخص میری بیَعت کرنا چاہے ادا کرے، پھر آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔

جمہور نے علی کی بیعت کی

مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت علی مسجد میں تھے۔ لوگ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف رُجوع کرنے لگے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُٹھ کر گھر جا رہے تھے۔ مقام خبائز پر قُریش کا ایک شخص آپ سے ملا اور کہا اس شخص کو دیکھیں جس کے چچا کا بیٹا شہید ہو گیا ہے اور اس کی حکومت پر قبضہ ہونے والا ہے۔ یہ سُن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہو گئے جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُنہوں نے آپ کی بیَعت کی اور طلحہ کو چھوڑ دیا۔

ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے ان میں تطبیق یُوں دی جائے گی کہ ایک گروہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی جب کہ جمہور نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر میں حاضر ہو کر آپ کی بیعت کی۔ لوگوں کے چلے جانے کے بعد آپ مسجد میں تشریف لائے اور جب مسجد سے گھر کو جا رہے تھے تو ایک شخص کی بات سُنی تو آپ نے محسوس کیا کہ خلیفہ کی نامزدگی پر لوگوں میں اِختلاف نمودار ہوگا لہٰذا آپ اسی وقت منبر پر تشریف لے گئے اور لوگوں سے اپنی بیعت لینا شروع کر دی۔

آپ علیہ السلام کو خلافت کا شوق نہ تھا بلکہ اس شخص کے کہنے پر آپ نے ایسا کیا۔

مہاجرین و انصار نے بیَعت کی

حضرت ابنِ اسحاق رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہُ الکریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد میں عام بیعت کی گئی اہلِ بصرہ نے آپ علیہ السلام کی بیَعت کی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے مدینہ منّورہ میں آپ کی بیَعت کی اور پھر مُنحرف ہو گئے اور جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شرکت کی۔

اُبوعمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بیَعت مہاجرین اور انصار نے مُتفقّہ طور پر کی۔ چند لوگ آپ کی بیعت سے رُک گئے تو آپ نے ان کو اپنی بیعت پر مجبور نہ کیا۔ اس بارے میں جب کسی نے آپ سے سوال کیا۔ فرمایا! لوگوں نے حق کا ساتھ نہیں دیا۔ اور باطل کی تائید بھی نہیں کی، حضرت مَعاویہ اور اہلِ شام نے آپ علیہ السلام کی بیعت نہیں کی تھی، بیَعت نہ کرنے والے وہ لوگ تھے جو حضرت مَعاویہ کے ساتھ مل کر جنگ صفین میں آپ کے خلاف جنگ کر رہے تھے۔

فتنۂ خوارج

خارجیوں نے آپ علیہ السلام کے خلاف محاذ قائم کر لیا اور آپ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں پر کفر کا فتویٰ لگایا اور کہا کہ آپ نے اللہ کے دین کے بارے میں لوگوں کو حکم قرار دیا ہے حالانکہ اللہ رَب العزت فرماتا ہے:

ان الحکم اللہ

حکم صرف خُدا کا ہے۔

یہ لوگ آپ کے خلاف جمع ہو گئے اور مُسلمانوں کے اتحاد کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا، اُنہوں نے مُسلمانوں کا خُون بہایا۔ راہ زنی کی جو لوگ حضرت علی

کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ تھے کچھ لوگ خارجیوں کے ساتھ جا ملے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُنہیں توبہ کی دعوت دی مگر اُنہوں نے جنگ کے عِلاوہ کچھ ماننے سے انکار کر دیا آپ علیہ السلام نے نہروان کے مقام پر انہیں جنگ کی ان کی کمر کو توڑ دیا باقی بچے اکثر کو آپ نے ختم کر دیا۔

آپ کے دربان اور انگوٹھی کے نقش کا بیان

آپ علیہ السلام کے دربان آپ کے غلام حضرت قنبر رضی اللہ عنہ تھے آپ کی انگوٹھی کا نقش ''اللہ الملک'' تھا۔

آپ جتنا عرصہ تک مدینہ منّورہ میں رہے نہایت صبر سے کام لیتے رہے،

مدینہ سے روانگی

مالک بن جون نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مقام ریندہ میں فرمایا! جو شخص ہمارے ساتھ جانا پسند کرے وہ ہمارے ساتھ چلے اور جو شخص ہمیں چھوڑ کر جانا پسند کرے وہ جا سکتا ہے۔ اس کو اجازت ہے اس سے کوئی باز پُرس نہیں ہوگی، اِمام حسن علیہ السلام نے اُٹھ کر کہا بابا جان! یا اَمیر المومنین کہہ کر عرض کی اگر اہلِ عرب کو آپ کی ضرورت ہوگی تو آپ چاہے کسی غار کے اندر ہی کیوں نہ چلے جائیں وہ آپ کو تلاش کر کے باہر لے آئیں گے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جو جس چیز سے چاہے کسی کا امتحان لے لیتا ہے وہ جس شَے سے چاہتا ہے کسی کو معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے اس امر کا ظاہر اور باطن میں جائزہ لیا ہے اور اس کی اِبتداء و اِختتام میں غور کیا، اللہ تعالیٰ کی قسم میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یا تو ان سے جنگ کروں گا یا اللہ تعالیٰ کا منکر ہو جاؤں۔ فرمایا بیٹے بیٹھ جاؤ، لونڈی کے رونے کی وجہ پر توجہ نہ دو۔

وہ احادیث جو اُبو بکر رضی اللہ عنہ نے علی علیہ السلام کے بارے میں اِرشاد فرمائیں

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور علی (علیہ السلام) کی ہتھیلی برابر ہے۔

☆ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وہی نسبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے تھی۔

☆ جب تک علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) جنت کا ٹکٹ عطا نہیں فرمائیں گے کوئی شخص پلصراط عبور نہیں کر سکے گا۔

☆ جو شخص یہ بات پسند کرے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے بڑھ کر قریبی شخص کو دیکھے تو وہ علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) کو دیکھ لے۔

☆ اگر کوئی شخص حضرت اُبو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف دریافت کرتا تو آپ اُسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیج دیتے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام سے (تارکینِ زکوٰۃ) سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ لیا۔

وہ اُحادیث جو عُمر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے حق میں بیان فرمائیں

مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ حضرت عُمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کیں۔

حديث الراية يوم خيبر، وحديث ثلاث خصال لأن يكون لي واحدة منهن،

جن میں آپ رضی اللہ عنہ کا اس بات کی خواہش کرنا کہ ان تین باتوں میں سے مُجھے ایک بات حاصل ہوتی۔

حدیث (اُے علی!) تُم کو مجُھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارُون کو مُوسیٰ سے حاصل تھا۔

حدیث۔ اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کا ایمان ترازو کے ایک پلڑا میں رکھ دیا جائے اور علی علیہ السلام کا ایمان دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے تو علی علیہ السلام کے ایمان کا وزن زیادہ ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث مبارکہ جس کو آپ نے خمِ غدیر کے مقام پر فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اُس کے علی مولا ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کل میں جھنڈا اُس کو دوں گا جو مَردِ میدان ہوگا اور بھاگنے والا نہیں ہوگا اس روز مجھے سرداری کا شوق ہوا۔

☆ حدیثِ غدیر کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمانا یا علی! آپ میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہو گئے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشکل مسائل میں حضرت علی سے رجوع فرمانا۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہم سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سے مسائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بات کو تسلیم کیا۔ یہ تمام باتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکری خصائِل اور فضائل کے ابواب میں الگ الگ بیان ہو چکی ہیں۔

آپ علیہ السلام کی شہادت اور اس سے خُود آگاہ کرنا

زید بن وہب نے بیان کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس کچھ خوارج آئے اُن میں سے ایک شخص جس کا نام جعد بن بعجۃ تھا اُس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا! آپ ڈریں آپ مرنے والے ہیں۔

آپ نے فرمایا! اس (سر پر) ضرب لگے گی اور یہ اس خون سے رنگی جائے گی یعنی داڑھی سر کے خون سے آلودہ ہوگی یہ بات طے شدہ ہے اور یہ فیصلہ مقدور ہو چکا ہے جو اس بات کو غلط سمجھے گا وہ ناکام ہوگا۔

اعلانِ شہادت

عبداللہ بن سبع نے بیان کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا! قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانے کو پیدا کیا، روح تخلیق فرمائی یہ (داڑھی) ضرور رنگی جائے گی، لوگوں نے عرض کیا! ہمیں اس شخص سے آگاہ فرمائیں جو یہ کام کرے گا ہم اس کو اور اس کے خاندان کو ہلاک کر دیں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں ایسا ہرگز نہ کرنا میری وجہ سے میرے قاتل کے علاوہ کسی اور شخص کو قتل نہ کیا جائے۔

بطخیں نوحہ خواں

حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جس نے علی علیہ السلام سے ملاقات کی تھی کہ علی علیہ السلام نماز، فجر کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے اور بطخوں نے آپ کا استقبال کیا اور زور زور سے بولنے لگیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کو ہٹا دیا اور فرمایا کہ نوحہ خوانی کر رہی ہیں۔

جب ابن ملجم ملعون نے آپ علیہ السلام پر تلوار کا وار کیا تو میں نے عرض کیا یا امیر المومنین ہمیں اس نامراد سے نپٹ لینے دیں۔

فرمایا! ایسا مت کرو اس شخص (ابن ملجم) کو قید کر لو اگر میں مر جاؤں تو اس کو قتل کر دینا اگر میں زندہ رہا تو مجھ کا قصاص لینا ہوگا۔

قاتل کی خبر تھی

مسکین بن عبد العزیز عبدی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن ملجم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر حملہ کرنا چاہتا تھا اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا! یہ میرا قاتل ہے۔

کسی نے کہا! آپ نے اس سے بچاؤ کیوں نہ کیا۔

آپ نے فرمایا! اس وقت تک اس نے مجھے قتل نہیں کیا تھا۔

کسی نے بیان کیا کہ عبد الرحمٰن زہر آلود تلوار لیے ہوئے ہے۔ عنقریب اس سے آپ علیہ السلام کو قتل کر دے گا جس سے عرب میں فساد پیدا ہو جائے گا، آپ علیہ السلام نے کسی کو بھیج کر عبد الرحمٰن کو بلوالیا اور تلوار کے زہر آلود کرنے کا سبب پوچھا۔ کہا! میں اپنے اور آپ کے دشمن کو اس تلوار سے قتل کروں گا آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا شہادت کی رات خواب دیکھنا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو شہادت کی رات فرماتے ہوئے سنا میرے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں نے آپ کی اُمت سے بہت زیادہ تکالیف و مصائب برداشت

کیے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بددُعا کرو۔ میں نے کہا! اے رب العالمین مجھے ان لوگوں کے بدلے ان سے اچھّے انسان عطا فرما اور ان کو میرے بدلے بہت بُرا انسان بخش پھر میں بیدار ہو گیا۔

آپ علیہ السلام کے موذّن نے اذان دی آپ علیہ السلام نماز کے لیے تشریف لائے تو ابن ملجم نے آپ پر ضرب لگائی۔

آپ کے قاتل کا ذِکر اس نے آپ کو قتل کیوں کیا، قتل کی کیفیّت اور آپ کے قتل ہونے کی جگہ

زہیر بن بکار نے کہا جو خارجی بچ گئے تھے اُنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص کے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ عبدالرحمٰن بن مُلجم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شہید کرنا اپنے ذمہ لیا اور اِس بات کے لیے وہ کوفہ کو روانہ ہوا۔ اُس نے ایک ہزار درہم میں تلوار خرید کر اس کو زہر میں بجھایا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس آیا اور آپ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔

ایک دن اس کی نگاہ قطام پر پڑ گئی، یہ ایک نہایت خُوبصورت عوَرت تھی یہ خوارج میں اس لیے شامل ہو گئی تھی کہ مولائے کائنات علیہ السلام نے اس کے باپ اور بھائیوں کو جنگ نہروان میں قتل کر دیا تھا۔

ابنِ مُلجم نے اس عورت (قطام) سے نکاح کی خواہش کی۔ اُس عورت نے کہا! میں صرف ایسے حق مہر پر نکاح کروں گی جس کے علاوہ میں کسی اور حق مہر پر نکاح نہیں کروں گی۔

اُس نے پوچھا! وہ حق مہر کیا ہے؟

کہا تین ہزار دینار اور علی (علیہ السلام) کا قتل۔

اس نے کہا! خدا کی قسم میں نے علی (علیہ السلام) کو شہید کرنے کا مصمّم اِرادہ کر رکھا ہے۔ اور میں یہاں صرف اس لیے آیا ہوں۔ جب تجھے دیکھا تو تیرے ساتھ شادی کرنے پر تیار ہو گیا ہوں اور کہا! میں جانتا ہوں کہ اگر میں نے علی کو قتل کر دیا تو خود بھی بچ نہ پاؤں گا۔

اُس نے کہا! اگر تُو بچ گیا تو اپنے دل کی آگ بجھائے گا اور میرے ساتھ عیش کرے گا، اگر تم خود قتل ہو گئے تو دنیا میں اس سے بہتر تمہارے لیے اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

ابنِ ملجم نے اُس سے کہا! مجھے تیری ساری شرطیں قبول ہیں۔

کہنے لگی! میں اس کام کو سرانجام دینے میں تجھے مددگار تلاش کر دوں گی۔ (اُس نے) اپنے چچازاد ابن مجالا کو بلوا کر حالات سے آگاہ کیا اس نے اس کی بات مان لی۔

ابن ملجم شبیب بن بحرا شجعی سے ملا اور اُس سے کہا کیا تم دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہو۔

اُس نے پوچھا وہ کیا شے ہے ؟

کہا! میں علی بن ابی طالب (علیہ السلام) کو قتل کرنا چاہتا ہوں آپ اس بارے میں میری مدد کریں۔

اُس نے کہا! تیری ماں تجھے روئے تُو نے نہایت کریہہ چیز طلب کی ہے تم یہ کام کیسے سرانجام دو گے؟

کہا! ایسے شخص کا قتل کرنا نہایت آسان ہے جس پر پہرہ نہیں ہے اور اکیلا مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہے اُس کے ساتھ کوئی نگران نہیں ہوتا۔ جب نماز پڑھنے جائے گا تو ہم اس کو قتل کر دیں گے۔

اگر بچ گئے تو ٹھیک ہے ورنہ دنیا میں نیک نامی سے یاد کیے جائیں گے اور آخرت میں جنت میں جائیں گے، کہا! تمہارے لیے ہلاکت ہو علی نے اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم مقرر کیا۔ ہمارے نیک بھائیوں کو قتل کیا ہم اپنے مقتولین کے بدلہ ان کو قتل کریں گے۔ اپنے دین میں شک نہ کرو شبیب نے ابن ملجم کی بات مان لی اور دونوں قطام کے پاس آ گئے۔ وہ جامع مسجد

میں قبہ لگا کر اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی اس نے ان کو اندر بلا لیا اور اپنی اپنی تلواروں کو تیز کرنے کے بعد مسجد کے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے یہ وہ جگہ تھی جہاں سے حضرت علی فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لاتے تھے، شبیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ضرب لگائی جو خطا ہوگئی اور ابنِ ملجم نے آپ کے سر پر ضرب لگائی۔

"یا علی! حکم اللہ کا ہے نہ تیرا ہے نہ اور نہ تیرے ساتھیوں کا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا! "کُتا جانے نہ پائے۔"

ہر طرف سے لوگ ان دونوں کے پیچھے دوڑ پڑے اور شبیب باب کندہ سے نکل کر بھاگ گیا ابنِ ملجم پکڑا گیا۔

آپ نے فرمایا! اس کو قید کر دو اگر میں فوت ہو گیا تو اس کو قتل کر دینا اور ناک اور کان نہ کاٹنا۔ اگر نہ مرا تو اس کا معاملہ میرے سپرد ہو گا، خواہ میں اسے معاف کر دوں یا قصاص لوں۔

لیث بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ملجم نے زہر آلود تلوار سے نماز فجر میں علی (علیہ السلام) کو ضرب لگائی اور آپ اُسی وقت شہید ہو گئے۔ اور کوفہ میں رات کے وقت دفن ہوئے۔

لوگوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ابن ملجم نے آپ کو حالت نماز میں ضرب لگائی یا نماز سے پہلے وار کیا؟

آپ نے نماز مکمل کرنے کے لیے کسی کو اپنا قائمقام بنایا یا خود نماز ادا فرمائی۔

اکثر حضرات کا خیال ہے کہ آپ نے جعدہ بن ہبیرہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا جنہوں نے نماز کامل کی۔

آپ علیہ السلام کا مدفن

آپ کے دفن کی جگہ میں بھی اختلاف ہے بعض نے کہا! آپ کوفہ کے قصر الامارہ میں دفن ہوئے۔

کسی کا قول ہے کہ کوفہ کی مسجد کے صحن میں دفن ہوئے۔

بعض نے کہا! کہ حیرہ میں نجف کے مقام پر دفن ہوئے۔

خجندی نے کہا! لوگوں کے نزدیک درست بات یہ ہے کہ آپ مسجد کے باہر دفن ہوئے۔

امام حسن علیہ السلام نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ خجندی نے کہا! نو تکبیریں کہیں۔

ہارون بن سعید نے کہا! آپ کے پاس مسک (خوشبو) تھی اور وصیت فرمائی کہ اس سے مجھے حنوط کیا جائے کہا! کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حنوط سے بچ گیا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب آپ کی موت کا علم ہوا تو فرمانے لگیں۔

''عرب اب جو چاہیں کریں اُنہیں ٹوکنے والا کوئی نہیں۔''

آپ کی شہادت کی تاریخ

آپ رمضان المبارک کی سترہ (۱۷) تاریخ ہوئے۔

بعض کا قول ہے ۱۳ رمضان المبارک جمعہ کی رات کو شہید ہوئے۔

بعض نے کہا! ۱۱ رمضان المبارک کو شہید ہوئے۔

بعض نے کہا! ماہِ صیام کی ۱۸ کی رات تحریر کی ہے، سن چالیس ہجری تھا۔

حضرت علی کی موت سے بیت المقدس میں معجزہ کا ظہور

ابن شہاب نے بیان کیا کہ میں عراق جانے کے ارادہ سے دمشق آیا اور عبدالملک کے پاس سلام کرنے کی غرض سے گیا میں سلام کر کے بیٹھ گیا، اُس نے مجھے کہا: شہاب کے بیٹے کیا تجھے اس بات کی خبر ہے کہ جس صبح علی بن ابی طالب شہید ہوئے اُس وقت بیت المقدس میں کیا واقعہ پیش آیا؟

عرض کیا! ہاں میں جانتا ہوں کہ میں لوگوں کے پیچھے چل پڑا قبہ کے پیچھے آگیا۔ اس

نے میری طرف منہ کر کے کہا کہ پھر کیا ہوا؟

میں نے کہا! بیت المقدس کا جو پتھر بھی اُٹھایا جاتا اُس کے نیچے سے خون جاری تھا۔

کہا! اس بات کو میرے اور آپ کے سوا کوئی نہ جان پائے اور نہ کوئی شخص تم سے کوئی بات سُنے میں نے اس کی موت تک کسی شخص کو یہ بات نہ بتائی۔

قاتل سب سے بد بخت شخص

حضرت علی علیہ السلام نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یا علی ! کیا تم جانتے ہو کہ اولین میں سب سے بڑھ کر بد بخت کون ہے؟

عرض کیا! اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا! وہ تمہارا قاتل ہے۔

پھر فرمایا! آخرین میں بد بخت وہ ہے جو تجھے اس سے تھوڑا پہلے ضرب لگائے گا۔

آپ نے آپ کی داڑھی کو تھاما۔

صہیب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔ یا علی! اولین میں سب سے زیادہ بد بخت کون ہے؟

عرض کی! وہ شخص ہے کہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔

آپ نے فرمایا! تم نے سچ کہا۔

فرمایا! آخرین میں سب سے زیادہ بد بخت کون ہے؟

عرض کی! اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا! یہ وہ شخص ہے جو اس پر ضرب لگائے گا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے اہلِ خانہ سے کہا کرتے تھے، خدا کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اُمت کا بد بخت آدمی کھڑا ہو جائے۔

میری وجہ سے کسی کو قتل نہ کرنا

ابن سبع نے بیان کیا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر فرماتے ہوئے سُنا اس اُمت کے بدبخت کو کس چیز کا انتظار ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس سے آلودہ ہو گی۔

آپ نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المومنین ایسے شخص سے آگاہ فرمائیں ہم اُس کو قتل کر دیں۔ فرمایا! ایسے شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جو میری وجہ سے میرے قاتل کے علاوہ کسی اور کو قتل کرے۔

آپ علیہ السلام کی وصیت کا بیان

روایت ہے جب آپ کو ابنِ ملجم نے ضرب لگائی تو آپ نے حسنین کریمین علیہما السلام کو ایک طویل وصیت فرمائی جس کے آخر میں فرمایا اے اولادِ عبدالمطلب مسلمانوں کا خون نہ بہانا۔

میرے قاتل کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل نہ کرنا۔

اچھی طرح جان لو، اگر میں ضربت سے شہید ہو جاؤں تو ابنِ ملجم کو صرف ایک ضرب لگانا اور اس کے ناک اور کان نہ کاٹنا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تمہیں ناک اور کان کاٹنے سے بچنا چاہیے۔ اگرچہ باؤلا کُتا ہی کیوں نہ ہو۔

قاتل کا انجام

میثم کے غلام فضل نے بیان کیا کہ جب ابنِ ملجم نے علی علیہ السلام کو شہید کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حسن اور حسین علیہما السلام سے فرمایا! میں تمہیں قسم دیتا ہوں اگر میں مر جاؤں تو اس کو قتل کر دینا۔ اس کا مثلہ نہ کرنا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہو گئے تو حسین اور محمد نے ابنِ ملجم کے ٹکڑے

ٹکڑے کر کے اُس کو جلا دیا۔ حسن علیہ السلام نے ان کو ایسا کرنے سے منع کیا۔

موت کے وقت آپکی عمر اور خلافت کی مدت

اِس میں اختلاف ہے کہ موت کے وقت آپ کی عمر کیا تھی بعض نے کہا عمر مبارک ۵۷ سال تھی۔ بعض نے کہا ۵۸ سال بعض نے ۶۳، بعض نے ۶۵ سال اور بعض نے ۶۸ سال بیان کی ہے۔

کتاب ''موالیدِ اہلِ البیت'' میں تحریر ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ معظّمہ میں ۱۳ سال رہے اس وقت آپ کی عمر مبارک ۱۲ سال تھی۔

آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ دس سال رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال شریف کے بعد ۳۰ سال زندہ رہے۔

بارہویں فصل

حضرت علی علیہ السلام کی اولادِ نرینہ کا ذکر ۱۴ افرزند

(۱) امام حسن علیہ السلام

(۲) امام حسین علیہ السلام ان دونوں حضرات کی اولادیں ہوئیں،

(۳) محسن علیہ السلام بچپن میں فوت ہو گئے۔ اِن حضرات کی والدہ سیدہ فاطمہ بنت رسول سلام اللہ علیہا ہیں۔

(۴) محمد اکبر، کی والدہ خولہ بنت ایاس بن جعفر حنفیہ ہیں۔ (اس کا ذکر دار قطنی وغیرہ نے کیا ہے) آپ کی مادری بہن عوانہ بنت ابومکمل غفاریہ ہیں۔

بعض نے کہا! بلکہ آپ کی والدہ یمامہ کے قیدیوں میں سے تھیں جو علی المرتضیٰ علیہ السلام کے عقد میں آئی، بنوحنفیہ سندیہ سوداء کی لونڈی تھیں۔

بعض نے کہا! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حنفیہ دی تھی جو محمد بن کی والدہ ہیں جو کہ بنوحنفیہ کی قیدیوں میں سے تھی۔

(۵) حضرت عبداللہ۔ جس کو مختار نے شہید کیا۔

(۶) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان دونوں کی والدہ لیلیٰ معوّذ بن خالد سبتلی تھیں۔ یہ وہ مستور ہیں جن سے عبداللہ بن جعفر نے اپنے چچا کے انتقال کے بعد شادی کی۔ علی کی زوجہ اور آپ کی بیٹی بیک وقت آپ کے عقد میں تھیں۔

(۷) حضرت عباس الاکبر رضی اللہ عنہ

(۸) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

(۹) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

(۱۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید

ہوئے۔ان کی والدہ اُم البنین بنت حزام بن خالد وحید یہ ثم کلابیہ تھیں۔

(۱۱) حضرت محمد اصغر، حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے آپ کی والدہ اُم ولد ہیں۔

(۱۲) حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ۔(۱۳) حضرت عون رضی اللہ عنہ۔

ان دونوں کی والدہ اُم حبیب صہبا تغلبیہ میں جو لونڈی تھیں ان کو جنگ زدہ میں حضرت خالد بن ولید نے گرفتار کیا تھا۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو خریدا تھا۔

(۱۴) محمد اوسط جس کی والدہ ابوالعاص کی بیٹی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی ۱۸ بیٹیاں

(۱) اُم کلثوم کبریٰ۔(۲) حضرت زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا۔امام حسن اور حسین کی حقیقی بہنیں۔(۳) حضرت رقیہ، عمر اکبر کی حقیقی ہمشیرہ۔(۴) اُمّ الحسن (۵) رملۃ الکبریٰ۔ دونوں کی والدہ اُمّ سعد بنت عروہ بن سعود ثقفی ہے۔(۶) اُم ہانی، (۷) میمونہ (۸) رملۃ الصغریٰ (۹) زینب الصغریٰ (۱۰) کلثوم الصغریٰ (۱۱) فاطمہ (۱۲) امامہ (۱۳) خدیجہ (۱۴) اُمِ الکرام (۱۵) اُمّ سلمہ (۱۶) اُم جعفر (۱۷) حمانہ (۱۸) تقیہ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی لونڈیوں سے مختلف اولادیں تھیں۔

مندرجہ ذیل بیٹوں سے آپ کا سلسلہ نسب چلا امام حسن علیہ السّلام اور امام حسین علیہ السلام۔حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت عُمر، حضرت عباس حضرت علی کی صاحبزادیوں کی شادیاں حضرت عقیل اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے بیٹوں سے ہوئی۔

حضرت زینب بنتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔

حضرت اُمِ کلثوم کا نکاح محمد بن جعفر سے اور محمد بن جعفر کے وصال کے بعد عون بن جعفر بن ابی طالب سے ہوا۔اُمِّ حسن سے جعفر بن ہبیرہ مخزومی نے اور فاطمہ سے سعد بن اسود نے جس کا تعلق بنی حارث سے تھا شادی کی۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن